اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً

کلیاتِ حسرتؔ

مجموعۂ کلام

(اردو، ہندی، فارسی و عربی)

از

شمس المفسرین خادم القرآن بحر العلوم

حضرت محمدؐ عبد القدیر صدیقی حسرتؔ

پروفیسر و سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ

باہتمام محمد عباس علم بردار صدیقی

حسرت اکیڈیمی پبلکیشنز

صدیق گلشن بہادر پورہ حیدرآباد ۵۰۰۲۶۴

إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً

786

کلیاتِ حسرتؔ

بحر العلوم حضرت العلامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ رح

(۱۲۸۸ھ - ۱۳۸۱ھ) (۱۸۷۱ء تا ۱۹۶۲ء)

سابق پروفیسر و صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن

کا

اُردو، ہندی، فارسی اور عربی کلام

باہتمام

محمد عباس علمبردار صدیقی عرفاںؔ

و مخدوم حبیب اللہ صدیقی

ناشرین

حسرت اکیڈیمی، صدیق گلشن

نزد پرانا پل، حیدر آباد ۵۰۰۲۶۴

بار چہارم

قیمت ( )

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نام کتاب : کلیاتِ حسرت (مجموعہ کلام)

فن : شعر و سخن

شاعر : بحر العلوم حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؒ

سائز : ڈیمائی ۱/۸

صفحات : ۳۱۲

کمپیوٹر کمپوزنگ : شیخ محمود علی

اشاعت : بارِ چہارم : ۷۰۰ (اگست ۲۰۱۴ء)

طباعت : فرینڈس پریس نزدِ نیلوفر ہاسپٹل ریڈ ہلز حیدرآباد

اہتمام : محمد عباس علمبردار صدیقی عرفانؔ و مخدوم حبیب اللہ صدیقی

ناشرین : حسرتؔ اکیڈیمی پبلکیشنز ۔ حیدرآباد ۔

ملنے کے پتے : ۱ ۔ درگاہِ شریف صدیق گلشن ۔ نزدِ پرانا پل ۔ حیدرآباد ۔

۲ ۔ اسٹوڈنٹ بک ہاوس ۔

چار کمان ۔ حیدرآباد ۔

۳ ۔ حسامی بک ڈپو ۔

مچھلی کمان ۔ حیدرآباد دکن ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عرض ناشر

بحرالعلوم حضرت العلامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ رحمۃ اللہ علیہ و قدس سرہ سابق پروفیسر حدیث و صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ کا اُردو، ہندی، فارسی اور عربی کلام جو دو بار کلیاتِ حسرت کے نام سے شائع ہو چکا تھا اسے صنف وار ترتیب کے ساتھ پہلی بار تیسری اشاعت کے طور پر شائع کیا گیا۔ برادر طریقت حافظ خواجہ صفی اللہ صاحب قدیری ایکزیکیوٹیو انجینئر (وظیفہ یاب) کا تہِ دل سے مشکور ہوں جنھوں نے بڑی محنت اور کاوش سے اسے ترتیب دیا ہے جو کہ کلیات کا ایک اہم تقاضہ ہوتا ہے۔ زیر نظر نسخہ بطور چوتھی اشاعت شائع کیا جارہا ہے۔ اس میں فارسی اور عربی کلام ڈاکٹر محمد عبدالعلیم صاحب صدیقی ارمانؔ کے ترجمہ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔

برادر زادہ مخدوم حبیب اللہ صدیقی نے طباعت کے آخری مراحل کو بخوبی انجام دیا۔ اللہ ان کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے۔

کلیات کا پہلا اڈیشن جناب کرنل حبیب علی صاحب مرحوم کی نگرانی میں شائع ہوا تھا۔ میں نے اُس اڈیشن کے معروضہ کے اقتباس بھی اس کے ساتھ شریک کردیئے ہیں۔

صدیق گلشن حیدرآباد	محمد عباس علمبردار صدیقی
شوال ۱۴۳۵ھ	ڈائرکٹر
اگست ۲۰۱۴ء	حسرت اکیڈیمی

د بحرالعلوم حسرتؔ صدیقی میموریل لائبریری اینڈ ریسرچ سنٹر

(اقتباس)

معروضہ

از فقیر سید حبیب علی قدیری غفرلہ ولوالدیہ

نحمدہٗ ونُصلّی ۔ اما بعد واضح باد کہ مرشدی و مولائی حضرت مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ قدس سرہٗ کے کلام کا یہ مجموعہ جو حمد ونعت ، قصائد ، غزلیات ، رباعیات ، ٹھمریوں اور نصائح پر مشتمل ہے چاروں زبانوں (عربی ، فارسی ، اُردو ، ہندی) کا ایسا دل آویز امتزاج ہے کہ جسے پڑھنے کے بعد دل کی گہرائیوں میں سوئے ہوئے جذبات بیدار ہوکر ایک لطیف حرارت پیدا کردیتے ہیں ۔ میں نہ تو شاعر ہوں اور نہ ہی مبالغہ آمیز تحریر سے واقف بمصداق '' آفتاب آمد دلیل آفتاب'' کلام آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھئے اور لطف اُٹھایئے ۔

حضرت علیہ الرحمۃ کی زندگی میں یہ کلام چار الگ الگ حصوں میں شائع ہو چکا تھا ۔
(۱) ''نسیم عرفان'' یہ اُردو کلام کا مجموعہ تھا جس میں غزلیات ، چکی کا گیت ، اور رُباعیات اور قصائد تھے ۔ اس کی ابتداء میں بطور افتتاحیہ حضرت پیر و مرشدؒ نے صرف یہ چار پانچ جملے تحریر فرمائے تھے ملاحظہ فرمایئے :

'' اُو میرے جذبات و خیالات ! تم مجھے کیوں ستاتے ہو ، کیوں میرا دل و دماغ کھاتے ہو ۔ ستائش کی اُمید نہیں تو نکوہش کے خوف سے اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر فنا ہونے اور اپنے ساتھ مجھے فنا کرنے سے حاصل ؟ نکلو ! نکلو ! بے محابا نکلو ! علماء التفات نہ کریں ، مناسب ! شعراء نہ مانیں ، منظور ! دنیا پسند نہ کرے ، نہ کرے ! ممکن ہے کہ کوئی جگرِ خوں کردۂ محبت تم کو دیکھے اور اپنا برادرزادہ سمجھ کر اپنے سینے سے لگالے ۔ یہ بھی نہ سہی ، نہ سہی ! جگر کی خلش تو دُور ہوئی ، دل کی

کاوش تو زائل ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔"

اسی طرح ۱۳۵۳ھ (۱۹۳۴ء) میں ایک اور مجموعۂ کلام موسومہ بہ "زمزمہ محبت" شائع ہوا تھا ۔ اس میں بھی اُردو، فارسی غزلیات کے علاوہ ٹھمریاں وغیرہ تھیں ۔ اس کے افتتاحیہ میں بھی حضرت پیر و مرشدؒ نے یوں مخاطبت کی تھی :-

"مانا میں ہیچ میرے اشعار ہیچ"۔ مگر اس زمزمہ محبت سے نہ مرحبا مطلوب ہے نہ واہ وا! مدحِ "نبیؐ اور آلِ نبیؐ" میرا دین ہے میرا ایمان ہے ۔ وہی میرا مقصود ہے اور وہی میرے مخاطب ہیں !! ۔ !!!

دیکھ لینا کل برعیؔ، جامی، اور کافی کے جرگے کی آخری صف میں سہی مگر انشاء اللہ رہوں گا ضرور اور اتنا کچھ پالوں گا کہ بادشاہوں کے مداح اور امیروں کے وصّاف کے دل میں بھی نہ گزرا اور خیال میں بھی نہ آیا ہوگا ۔ ۔ ۔"

ان جملوں کی مٹھاس اور بلاغت پر سر دھنئے اور فقیر کے لئے بھی دُعائے خیر فرما دیجئے ۔

(۳) حضرت قبلہؒ کا تیسرا مجموعۂ کلام موسومہ بہ "زَفرات الاشواق" شائع ہوا جس میں پہلے بزبانِ عربی چند قصاید نعتیہ ہیں ۔ اس کا نام "زفرات الاشواق" ہے ۔ اسی میں کچھ غزلیات فارسی اور قصاید وغیرہ بھی شامل تھے اس کا نام "فغانِ حسرتؒ"۔ بعد ازاں ان ہر سہ مجموعہ کا ایک مختصر انتخاب بہ نام "گلدستہ صدیقی" ۱۳۷۲ھ (۱۹۵۲ء) میں شائع کیا گیا تھا ۔ ان سے بہت پہلے کچھ ناصحانہ کلام بنام "تحفۂ اطفال" "دورِ حاضر" ایک تصوف پر طویل نظم "تحفۂ فقیر" اور ۱۳۷۴ھ (۱۹۵۴ء) میں چند رباعیات کا مجموعہ بنام "معیار الحق" بھی شائع ہو چکے تھے ۔ نیز ان کے بعد حضرت قبلہؒ نے وقتاً فوقتاً جو بھی کلام منظوم فرمایا تھا اس فقیر کے پاس محفوظ کر لیا جاتا تھا ۔

میری یہ آرزو تھی کہ حضرت کا سارا کلام پھر ایک بار شائع ہو جائے ۔ خصوصاً حضرت علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد تو یہ خیال پختہ ہو چکا تھا کہ جلد از جلد یہ جواہر پارے زیورِ طبع سے مزین ہو جائیں تا کہ دست بردِ زمانہ سے محفوظ رہیں ۔ بحمد اللہ یہ دیرینہ آرزو اب

پوری ہوئی اور یہ سعادت اس فقیر کو نصیب ہوگئی ع ''للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری''

اس سلسلہ میں اپنے برادرانِ طریقت جناب مولوی سید محمد صاحب قدیری ایم ۔ اے پروفیسر جامعہ عثمانیہ (وظیفہ یاب) (۲) ڈاکٹر عبدالحفیظ قتیلؔ ریڈر جامعہ عثمانیہ اور جناب مولوی محمد وقار الدین صاحب صدیقی ام ۔ اے ۔ ال ۔ ال ۔ بی جناب احمؔد قدیری مدیر ماہنامہ القدیر کا ممنون ہوں کہ ان حضرات نے اس کی ترتیب و انتخاب میں میری بڑی مدد فرمائی ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے ۔ آخر میں حضرت کے اوّلین مجموعہ کلام موسومہ بہ ''نسیم عرفان'' جس کی طباعت ۱۳۴۴ھ (۱۹۲۵ء) میں ہوئی تھی جس کا مقدمہ حضرت مولوی سید احمد حسین صاحب امجؔد مرحوم نے لکھا تھا۔ اسے یہاں بغرضِ افادۂ عوام درج کیا جارہا ہے ۔ وھو ھذا :-

مقدّمہ بر ''نسیم عرفان''

از حضرت سید احمد حسین امجدؔ حیدر آبادیؒ

جناب مولوی محمد عبدالقدیر صاحب صدیقی، مولوی فاضل، منشی فاضل سینیر پروفیسر شعبۂ دینیات جامعۂ عثمانیہ المتخلص بہ حسرتؔ سے کون واقف نہیں۔ یہ ان کے اُردو اور فارسی کلام کا مختصر سا مجموعہ ہے جو حضرت حسرتؔ کے معتقدِ خاص اور میرے محبِ خالص مولوی حبیب علی صاحب لفٹنٹ علاقہ پرنس باڈی گارڈ فوجِ باقاعدہ کے مساعیِ جمیلہ سے ایک ترتیبی صورت پیدا کر کے پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

معرفت کا اصلِ اُصول، اور عارفانہ شاعری کی بنیاد صرف توحید ہے، عارف ہر رنگ میں توحید ہی کا راگ گاتا ہے، اور ہر راگ میں وحدانیت ہی کی لَے کا خیال رکھتا ہے، دن ہو، رات ہو، اندھیرا ہو، اجالا ہو، خواب ہو، بیداری ہو، اس کو صرف ایک ہی دھیان بندھا رہتا ہے اور وہی ایک دھن سوار رہتی ہے۔

همه روز درامیدم که رسم بوصل روزے\
همه شب دریں خیالم که شبے بخوابم آئی

ایسے زبردست اہم مقصد (توحید) کے اسرار و نکات کے اظہار کے لئے علم و عمل دونوں کی بدرجۂ کمال ضرورت ہے۔

للہ الحمد۔ حضرت حسرتؔ ممالک ہند کی ان مغتنم اور متبرک ہستیوں میں ہیں جن کو ''علم و عمل کا جامع'' کہا جاسکتا ہے۔ ایسے باعلم و عمل عارف شاعر کے کلام میں کس کو کلام ہوسکتا ہے، غور سے پڑھنے والے کے لئے ہر غزل میں ایک خاص کیفیت اور ہر شعر میں ایک خاص لذت ہے۔ آپ کا کلام عوام میں عام طور سے اور خواص میں خصوصیت کے ساتھ مقبول ہے۔ ایک جگہ خود بھی فرماتے ہیں۔

دوست دشمن نے داد دی حسرتؔ ÷ شعر میں تیرے کیا صفائی ہے

حقیقت یہ ہے کہ یہ مختصر سا مجموعہ حقائق واقعات کا آئینہ، اور کیفیاتِ فطرت کا صحیفہ ہے، غالبؔ کہتے ہیں ۔

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے ÷ ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

گویا ساری کائنات فلسفۂ ہنود کے مطابق ''رام لیلا'' ہے، دنیا کی کوئی چیز قابل اعتنا نہیں ہے۔

بخلاف اس کے حضرت حسرتؔ اسی قافیہ اور ردیف میں کس زور سے ارشاد فرماتے ہیں:

مرآۃِ حقائق ہے یہ دنیا مرے آگے ÷ ہر ایک میں ہے جلوۂ تازہ مرے آگے

بے وجہ نہیں دل کشیٔ صورتِ باطل ÷ باطل میں بھی ہے حق کا تماشا مرے آگے

ان دونوں شعروں سے سامع پر کس قدر گہرا اور سبق آموز اثر پڑتا ہے۔ اور ''رَبَّنَا ماخلقت هذا باطلا'' کی کتنی پر لطف اور صحیح تفسیر ہوتی ہے۔ سُبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم۔

حاصل یہ کہ

گرچہ ہے ایک مختصر سی کتاب ÷ ہر ورق، اک کتاب ہے گویا

ہے ہر اک شعر، مشعرِ توحید ÷ ہر غزل انتخاب ہے گویا

کس قدر ہیں جلے بھنے مضمون ÷ سینہ و دل کباب ہے گویا

ہوتا رہے یہ ورد بہر طور زیادہ ÷ اللہ کرے آتشِ عشق اور زیادہ

سید احمد حسین امجدؔ

۵/ رجب ۴۴ھ

۲۰ر جنوری (۱۹۲۶ء)

صابر منزل حیدر آباد دکن



حضرت العلامہ بحرالعلوم محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؒ

(۱۲۸۸ھ - ۱۳۸۱ھ)

سابق پروفیسر حدیث وصدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

کلیاتِ حسرتؔ

اشاریہ کلام

اردو کلام

ہندی کلام

کلامِ فارسی

عربی کلام

زفرات الاشواق

اُردو کلام

ا۔ حمد و مناجات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(۱)

رونقِ شانِ بے نشاں نام و نشان میں بھی آ
زیبِ فزائے لامکاں اب تو مکان میں بھی آ
جہل میں نور بن کے آ شک میں سکون بن کے آ
بن کے یقین کی چمک وہم و گمان میں بھی آ
آنکھوں میں نور بن کے آ دل میں سرور بن کے آ
بن کے حیاتِ جاوِداں تو میری جان میں بھی آ
دل تو مرا ہے تیرا گھر پھر تو ہے میری جاں کدھر
رہتا ہے کیوں اِدھر اُدھر اپنے مکان میں بھی آ
ملکِ غنائے ذات میں جلوہ گری بہت رہی
پردۂ غیب سے نکل بزمِ عیاں میں بھی آ
خوف سے تیرے پاش پاش حسرتؔ بے نوا کا دل
بہرِ سکونِ جان و دل، امن و امان میں بھی آ

(۲)

مری ہستی ہی کیا ہے میں نہیں ہوں
وہی جلوہ فزا ہے میں نہیں ہوں

خیال اُس یار کا ہے میں نہیں ہوں
وہ کیا بتلا رہا ہے میں نہیں ہوں

وہ چھپ سکتا نہیں ظاہر وہی ہے
وہی اک برملا ہے میں نہیں ہوں

اُسی کی ذات ہے بالذات قطعاً
تماشا یار کا ہے میں نہیں ہوں

میں پہلے ہی کہاں تھا جو فنا ہوں
فنا میں کیا دھرا ہے میں نہیں ہوں

نہ ہوتے تم تو پھر کچھ بھی نہ کہتے
''وہ ہے'' جو کہہ رہا ہے میں نہیں ہوں

خدا کے سامنے ہستی کا دعویٰ
سِوا باطل کے کیا ہے میں نہیں ہوں

نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں
خدا ہی ہے خدا ہے میں نہیں ہوں

خدا حق ہے تو ہے غیر اس کا باطل
یہ باطل حق نما ہے میں نہیں ہوں

کہاں تک یہ خودی باطل پرستی
یہی اس کی دوا ہے میں نہیں ہوں

خدا کو جس نے پایا وہ کہاں ہے
وہ کھوکر کہہ رہا ہے میں نہیں ہوں

جو بندہ ہے وہ ہے اک وہمِ باطل
یہ باطل جانتا ہے میں نہیں ہوں

نہیں معلوم حسرتؔ کو کوئی بات
پر اتنا جانتا ہے میں نہیں ہوں

(۳)

اللہ ھُو

سب سے پیارا اَللّٰہ ھُو ورد ہمارا اَللّٰہ ھُو
خیر و شر کا مالک ہے سب کا سہارا اَللّٰہ ھُو
اس کو کمی کس چیز کی ہے جس نے پکارا اَللّٰہ ھُو
مونسِ کُنجِ تنہائی انجمن آرا اَللّٰہ ھُو
راحتِ جانِ محزوں ہے آنکھوں کا تارا اَللّٰہ ھُو
باطل کا اڑ جائے رنگ گر ہو اِشارہ اَللّٰہ ھُو
دردِ جُدائی وہی تو ہے وہی ہے چارا اَللّٰہ ھُو
ہستیِ وہمی کو کردے پارا پارا اَللّٰہ ھُو
خرمنِ ہستی پھونک بھی دے بن کے شرارا اَللّٰہ ھُو
کیوں نہ چیخے صبح و مَسا ہجر کا مارا اَللّٰہ ھُو
راحتِ جانِ حسرتؔ ہے
سب سے پیارا اَللّٰہ ھُو

(۴)

تیری یاد میں اے خوش خُو چلّا تا ہوں اَلـلّٰـــہ ھُو
اَللّٰه ھُوْ اَللّٰه ھُوْلَآ اِلٰـهَ اِلَّاھُوْ
[اُذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا (۳۳ : ۴۱)]

تیری یاد میں صبح و مَسا کوئل کرتی ہے کو کو
[وَلٰکِنْ لَّاتَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ (۴۷ : ۴۴)]

تیرے نور سے تاباں ہے سورج ہو یا ہو جگنو
[اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۲۴ : ۳۵)]

جِدھر پھرو بس سامنے ہے تیری صورت اے خوش رو
[اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (۲ : ۱۵)]

سارے جہاں پر چھایا ہے تیرا رنگ اور تیری بُو
[صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (۲ : ۳۸)]

دردِ محبت آفت ہے دل پہ نہیں ہے کچھ قابو
[اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (۱۳ : ۲۸)]

حسرؔت کو کچھ یاد نہیں اتنا یاد ہے اَلـلّٰـــہ ھُو
[وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (۱۵ : ۹۹)]

ـ (ان اشعار میں پائی جانے والی آیتوں کے حوالے قوسین میں درج ہیں۔
پہلا ہندسہ سورہ کا نمبر ہے اور دوسرا ہندسہ آیت کا نمبر ہے)۔

(۵)

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

کوئی نہیں ہے اُس کے سوا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ
سب میں اس کا ہے جلوہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

زندہ وہ اور دانا وہ بینا، شنوا، توانا وہ
وہی مُرید اور وہ گویا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

ناضد اس کا ناند ہے اس کی عظمت بے حد ہے
وہ یکتا و بے ہمتا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

اس کے سوا معبود نہیں، اس کے سوا مقصود نہیں
کوئی نہیں ہے غیرِ خُدا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

اس کے سوا مطلوب نہیں، اس کے سوا محبوب نہیں
اس کے سوا ہے کون مرا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

دل کا میرے درد وہی، میری آہِ سرد وہی
میرا جینا اور مرنا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

علمؔ کی کارستانی ہے، حکمتِ ربانی ہے
جن پر سب کی پڑی بِنا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

ذات و وصف و فعل و اثر رَبُّنَا اَللّٰہُ اَلاکبر
منشا سب کا وہی تو تھا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

قید وہی بے قید وہی دونوں سے آزاد وہی
سب سے اکبر اور اعلیٰ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

اَحد بھی وہ وحدت بھی وہ واحد وہ اور رب بھی وہ
روح و مثال وتن میں چھپا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

دل میں آتشِ اُلفت ہے اچھی میری قسمت ہے
عشق نے سب کچھ پھونک دیا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

باطل کا سب رنگ مٹا، حق نے کیا اپنا جلوہ
جو اول تھا آخر تھا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

حسرتؔ اس کی یاد رہے یاد سے دل آباد رہے
کوئی نہیں ہے اس کے سوا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

(٦)

ہر رنگ میں تیرے خوش نمائی — ہر ایک ادا میں دل رُبائی
انسان اور اس کی خود نمائی — بندہ اور دعویٰ خدائی
جس کو پرواہ نہیں کسی کی — ناحق کی اس سے آشنائی
کونین کی کشمکش سے چھوٹے — کیا پیر مُغاں نے مے پلائی
ناقہ لیلیٰ کا ہو نہ نزدیک — آوازِ دِرا یہ کیسے آئی
اے جذبۂ عشق تیری کیا بات — لیلیٰ باہر نکل ہی آئی
مجنوں کا لباس زیبِ تن تھا — لیلیٰ جس وقت باہر آئی
مجنوں نے جو دیکھا آئینہ کو — لیلیٰ کی شکل اس میں پائی
دیکھا تو وہ چیز اور ہی تھی — کچھ اور ہی تھی سنی سنائی
اے تنگ دِلی ترا برا ہو — ورنہ میری تھی سب خدائی
لِلّٰـہِ الْاَرْضُ وَالسَّمٰـوٰت — میری ہر چیز ہے پرائی
مجھ کو مری بندگی مبارک — تجھ کو تری شانِ کبریائی

حسرتؔ مرے پاس کیا دھرا ہے
اک جان سو وہ بھی ہے پرائی

(۷)

اَنْتَ الْاَعْلٰی رَبِّی رَبِّی اَنْتَ الْمَوْلٰی رَبِّی رَبِّی
میں ترا بندہ رَبِّی رَبِّی تو مرا آقا رَبِّی رَبِّی
جُز دَرگہِ تو ہیچ نہ دارم کون ہے میرا رَبِّی رَبِّی
دردِ محبت ہے اک نعمت کیوں نہ ہو پیارا رَبِّی رَبِّی
کون سی شئے ہے جس میں نہیں تیرا جلوہ رَبِّی رَبِّی
تاکے اِلٰہی دردِ جدائی بنما رُخت را رَبِّی رَبِّی
تجھ پر میری جاں ہو تصدق جلوہ دکھلا رَبِّی رَبِّی
نیند نہیں ہے چین نہیں ہے آجا آجا رَبِّی رَبِّی
جو کچھ میرا تیرا ہی ہے میں خود تیرا رَبِّی رَبِّی
تجھ کو مبارک تیری خدائی مجھ کو پیارا رَبِّی رَبِّی
کس کو حالِ زار اب سنائے تیرا بندہ رَبِّی رَبِّی
بیٹھا ہوں میں تیرے کرم پر کر کے تکیہ رَبِّی رَبِّی
سب سے اچھا سب سے پیارا میرا مولیٰ رَبِّی رَبِّی
تو جو چاہے کرسکتا ہے
میں ہوں بندہ رَبِّی رَبِّی

(۸)

اپنا پتہ بتادے او لامکان والے
اپنی صفت سنادے او بے نشان والے

پست و بلند دونوں تیرے ہی مدح خواں ہیں
سارے مکان والے سب لامکان والےؔ

لے لے کے مختلف نام تجھ کو پکارتے ہیں
سرگرمِ جستجو ہیں سارے جہان والے

محبوب اور محبّ ہوں آپس میں ملتے جلتے
بے خود بنادے ہم کو او بے نشان والے

نورِ یقین جس کو تو نے دیا وہ پایا
پائیں گے کس طرح سے وہم و گمان والے

سر بندگی میں تیری سب کے جھکے ہوئے ہیں
عاجز ہیں تیرے آگے سب آن بان والے

مُہرِ سکوت منھ پر سب کے لگی ہوئی ہے
خاموش و بے زباں ہیں نطق و بیان والے

عرشِ بریں پہ رہ کر کرّوبیاں ہیں حیراں
تیرے لئے پریشاں سب آسمان والے

حسرتؔ کے پاس کیا ہے جھولی سو وہ بھی خالی
اپنے کرم سے بھردے رحمت کی شان والے

ؔ سارے زمین والے سب آسمان والے۔

مُناجات

(۹)

یارب تو باقوّت ہے　　یا رب تو باقدرت ہے
نور سے میرا دل بھر دے　　دُور ہو جو کچھ ظلمت ہے
ہاتھ پکڑکر مجھ کو اٹھا　　تجھ میں سب کچھ قدرت ہے
مجھ پر ہر شئے ہے دشوار　　لیکن تجھ کو سہولت ہے
کفر پہ غالب ہو اسلام　　ہاتھ میں تیرے نصرت ہے
مجھ کو راضی رکھ اُس پر　　جس میں تیری مشیت ہے
فرض کا میں پابند رہوں　　کام کروں جو سُنّت ہے
تیرے تحتِ امر رہوں　　اس میں میری راحت ہے
میرا کام گُنہ کرنا　　تیری شان تو رحمت ہے
رہوں محبت میں سرشار　　مقصد عشق و محبت ہے
نیک رہیں میرے اعمال　　نیک رہے جو عقیدت ہے
میرے دل میں ڈال وہی　　جس میں خیر و برکت ہے
تو سب سے ہے مستغنی　　مجھ کو تیری حاجت ہے

اللہ ہر شئے پر ہے قدیر
اس کا بندہ حسرتؔ ہے

(۱۰)

مُناجات

یَـاذَاالْاَفْـضَـالِ وَالْـعَـطِـیَّـاتْ　　یَـامَـنْ ھُـوَ مُـسْـتَـجِـیْـبُ دَعَـوَاتْ

پہلے توفیق دے خدایا　　پھر توبہ کو قبول فرما
امید اور خوف ہوں برابر　　صابرؔ شاکر رہوں میں ذاکر
تجھ پر ہی رہے مرا توکل　　یَـامَـنْ بِـعَـطَـاہُ یُـرْزَقُ الْـکُـلْ
ہر بات ہو تیری مجھ کو تسلیم　　دے صِدق وصَفا کی مجھ کو تعلیم
کر بخل وحسد سے پاک دل کو　　اور دُور یہ حُبّ ِ جاہ بھی ہو
دنیائے دَنی پہ ہوں نہ مائل　　استغنا مجھ کو ہو وہ حاصل
کر عُجب وریا سے صاف اور پاک　　کر مجھ کو گناہ پر نہ بے باک
غفّار گناہ بخش میرے　　آیا ہے غریب در پہ تیرے
ستّار گناہ ڈھانک میرا　　محشر میں نہ کر تو خوار و رسوا
تیرا در چھوڑ کر کہاں جاؤں　　یہ حالِ تباہ کس کو دکھلاؤں
لاکھوں ہیں گناہ گرچہ میرے　　پر کیا ہیں، تیرے کرم کے آگے
کتنے ہی ہوں مگر ہیں معدود　　اور تیرا کرم ہے غیر محدود
اچھوں کو تو دے جزا عمل کی　　ہم پر کر فضل یا اِلٰہی

بے استحقاق ہے سخاوت عاصی کو جو بخش تو ہے رحمت
شیطانِ لعیں ہنسے نہ ہم پر قبضہ میں اپنے ہم کو پاکر
ہر چند ہوں میں برا جہاں کا پر بیچ میں ہے حبیبؐ تیرا
اس کے ہم اُمتی ہیں یارب دامن میں چھپے ہیں اس کے ہم سب
رکھ سُنّت احمدیؐ پہ دایم اور خُلقِ محمدی پہ قایم
مجھ کو مجھ پر نہ چھوڑ اک آن ہر حال میں رہ مرا نگہبان
سرشارِ شرابِ عشق کردے اُلفت اپنی تو دل میں بھردے
دیکھوں تجھے آرزو ہے میری کھودوں میں خودی کو یا الٰہی
فانی کا فنا ہی ہونا اَولیٰ باقی کی بقا ہے سب سے اعلیٰ
ٹوٹے یہ طلسمِ وہم میرا دل کی کر لَوح کو مُجلّاً
اپنے لائق تو کر عنایات یَا رَبَّ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰت
میں کیا اور میرا مانگنا کیا تو جیسا تیرا لطف ویسا
صدقہ صدیقؓ و محیؒ دیں کا صدقہ ترے ختم مُرسلینؐ کا
صدقہ آلِ عباؑ کا اُس کے مطلب برآئیں دل کے میرے

حسؔرت کی رہے نہ کوئی حسرت
کر لطف و کرم سے وہ عنایت

۲۔ نعت و نعتیہ غزل

وسلام بہ بارگاہِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

مطلع	صفحہ
۱۵۔ تم پہ میں جان سے قربان رسولِ عربی	36
۱۶۔ گر مدینہ میں ملے مجھ کو زمیں تھوڑی سی	37
۱۷۔ محمدؐ دلوں کی دوا بن کے آئے	37
۱۸۔ بلا سے گر ہمارے پاس دولت ہے نہ حشمت ہے	38
۱۹۔ روئے محبوب کی جو جلوہ نمائی دیکھے	38
۲۰۔ تجھے مسندِ خلافت تو امامِ انبیاء ہے	39
۲۱۔ دل اگر بے قرار تم سے ہے	39
۲۲۔ اسلام کا پرچم عالم پر اُڑوادیا کملی والے نے	40
۲۳۔ یا نبی سلام علیک (سلام)	42

(۱)

تجلی گاہِ حق ہے چہرۂ انور محمدؐ کا
تعالیٰ اللہ کیا مطلع ہے صبحِ مہرِ سرمد کا

تعالیٰ اللہ رنگِ سبز اس کانِ زمرد کا
خضر سو جاں سے ہوں قرباں جو دیکھیں رنگ گنبد کا

مرا دل جانتا ہے خوب اسرارِ حقیقت کو
ہے مہرِ خامشی منہ پر یہ نقطہ میمِ احمدؐ کا

ہوا قُلْ یَاعِبَادِی سے یہ روشن چشمِ حق بیں کو
کہ اس تقیید میں ہے تعبیہ نورِ مجرد کا

غزالانِ خُتن کی نافۂ مشکیں سے شہرت ہے
محمد مصطفیٰؐ سے نام نکلا ہے اب و جد کا

سوادِ دیدہ بن کر جائے لی ہے چشمِ انساں میں
زمیں پر کس طرح سایہ گرے قدِ محمدؐ کا

جبینِ مُخبرِ صادق طلوعِ صبحِ صادق ہے
دلِ مشرق ہے مشرق آفتابِ نورِ سرمد کا

برسم پیشوائی رحمتِ باری بڑھی آگے
ہوا جب غُلغلہ معراج میں حضرتؐ کی آمد کا

خس و خاشاکِ عصیاں کو کرے سب درہم و برہم
الٰہی ایک موجہ قلزمِ الطافِ بیحد کا

حرارتِ اتحاد آپس میں جب ملزوم و لازم ہیں
نہ ہوگا وصل جب تک ہو نہ شعلہ عشقِ احمدؐ کا

اُتر کر موت کی گھاٹی پہنچ جا کوئے جاناں تک
تقاضا رات دن ہے مجھ سے میرے شوقِ بیحد کا

خدا کے وصل کی ہم نے بھی کیا صورت نکالی ہے
تصور دل میں قائم کرلیا روئے محمدؐ کا

تب و تابِ قیامت میں رہیں جب لوگ سرگرداں
الٰہی مجھ پہ ہو سایہ لواءِ الحمد احمدؐ کا

صفاتِ آدمؑ و موسیٰؑ و ابراہیمؑ و عیسیٰؑ سے
یہ کیسا عطرِ مجموعہ کھنچا ذاتِ محمدؐ کا

دکھایا عقل کے منشور نے یہ طبعِ روشن کو
ہے نورِ انبیاءِ حق کو شامل نور احمدؐ کا

ہوا اجمالِ ذاتی جلوہ گر تفصیلِ علمی میں
ہوا جذرِ اصم حل یوں احد کا اور احمدؐ کا

دکھاتا راہ ہے سرگشتگانِ تیہِ حیرت کو
عمامہ خضر کا ہے گنبدِ اخضر محمدؐ کا

یہ اشعارِ مدیحِ مصطفیٰؐ الماس پارے ہیں
کہ جن سے پارہ پارہ ہے جگر بے دینِ مرتد کا

اندھیری گور میں خورشیدِ تاباں بن کے چمکے گا
مرے سینہ میں حسرت داغِ عشقِ روئے احمدؐ کا

(۲)

آجا آجا سر و سامانِ غریباں آجا
اے تسلی دِہِ دل ہائے پریشاں آجا

شبِ معراج یہ محبوب سے اللہ نے کہا
آ حسینوں کے حسیں آ شہِ خوباں آجا

تابہ کَے منتظرِ وعدۂ فردا باشم
آج ہی مجھ کو دکھا جلوۂ پنہاں آجا

خوب رضواں نے دکھائے گُل و ریحانِ بہشت
دلِ پُر داغ مرا بھی ہے گلستاں آجا

بس بہت عرشِ معلّٰی کے تماشے دیکھے
دیکھنے حالِ دلِ خاک نشیناں آجا

کس مصیبت سے جُدائی کے یہ دن کٹتے ہیں
کردے آباد مرا خانۂ ویراں آجا

دن کو تسکین نہیں رات کو آرام نہیں
ہے ترے واسطے دل میرا پریشاں آجا

نزع کے وقت دکھادے رُخِ انور اپنا
اتنا احسان تو کر اے شہِ خوباں آجا

کون ہے تیرے سوا داد رسانِ حسرتؔ
آمری جان سوئے کُلبۂ احزاں آجا

(۳)

جہاں میں غُل ہوا محبوبِ رَبُّ العالمیں آیا
شہنشاہِ دوعالم صاحبِ تاج ونگیں آیا

بُتوں کی شوکت وعظمت جہاں سے کیوں نہ ہو باطل
اُڑاتا پرچمِ توحید ختم المرسلیںؐ آیا

ہوئی کافور عظمت، بُت پرستی و ضلالت کی
ضیاپاش و ضیاگستر حبیبِ مہ جبیں آیا

دُعا[1] کی تھی خلیلؑ اللہ نے جس کے لئے پہلے
خبر[2] دی جس کی عیسیٰؑ نے وہ شاہنشاہِ دیں آیا

گنہگار و خطاکارو پریشانی ہوئی زائل
تمہارے بخشوانے کو شفیع المذنبیںؐ آیا

نہ تھا معلوم کوزہ میں سمندر بھی سماتا ہے
محمدؐ مصطفیٰ کو دیکھ کر سب کو یقیں آیا

نہ جس کا مثل نکلا حضرتِ آدمؑ سے عیسیٰؑ تک
وہ فخرِ اوّلیں آیا و عزِّ آخریں آیا

صدائے طَرِّقُوْا معراج میں جبریل دیتے تھے
ملائک کہہ رہے تھے صاحبِ دینِ متیں آیا

بچھاتے راستے میں اپنی آنکھیں حور وغلماں ہیں
کھڑے ہیں باادب سب انبیا وہ شاہِ دیں آیا

پکارا حضرتِ آدمؑ نے جب دیکھا محمدؐ کو
مرا نورِ نظر تسکیں دہِ جانِ حزیں آیا

خلیلؑ اللہ نے دیکھا جو حضرتؐ کو تو فرمایا
مرا لختِ جگر عزت نشاں مسند نشیں آیا

دمِ آخر نبیؐ کو دیکھ کر حسرت یہ چلّاؤں
مرا ماوٰی مرا ملجا مرے دل کا مکیں آیا

---

۱ سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۹۔ ۲ سورۂ صف: آیت ۶۔

(۴)

آج ہے اوجِ سعادت پہ مقدر اپنا کہ ہوا جلوہ فگن شافعِ محشر اپنا
ہم تو بےفکر دو عالم سے ہوئے بیٹھے ہیں آسرا رحمتِ عالم سے لگا کر اپنا
کیسی بے فکری سے عمر اپنی بسر ہوئے گی درِ محبوب پہ لگ جائے جو بستر اپنا
دو کریموں میں مرا کام رُکے گا کیوں کر شافعِ حشر مرا دَاورِ محشر اپنا
آج کی شب ہوا محبوبِ خدا کا دیدار جاگ اٹھا خواب میں خوابیدہ مقدر اپنا
شافعِ حشر کے ہوں کوکبۂ عظمت میں نعرۂ صَلِّ عَلٰی ہو سَرِ محشر اپنا
حق تعالٰی نے کیا حسن کا اپنے جلوہ روئے محبوب کو آئینہ بنا کر اپنا

خوابِ راحت نہ ہو کیوں ہم کو میسر حسرتؔ
جب کہ تکیہ ہو ہمیں اپنے خدا پر اپنا

(۵)

اُلفت ہے اک دامِ بَلا   جس کا نہ ہو قیدی رہا
دردِ محبت لا دوا   اس سے نہیں ہرگز شفا
سوزِ محبت اَلاَمَـــان   دوزخ سے بھی ہے کچھ سوا
مرنے کو میں تیار ہوں   اس میں ہے گر تیری رضا
ناصح مجھے مرنے ہی دے   فرقت میں جی کر فائدا
سوزِ جدائی تا بہ گے   کب تک اِلٰہی یہ بَلا
ہے بحر و صحرا بیچ میں   ہو وصل کیونکر یار کا
اے رحمتِ ہر دو جہاں   میری بھی سن لے التجا
سردارِ من اے مصطفیٰ   اے رونقِ ارض و سما
اے مہترِ خلقِ خدا   شاہنشہِ مجد و عُلا
اعلیٰ بہت تیرا عَلَم   اے بادشاہِ انبیا
اک قلزمِ موّاج ہے   تیری سخاوت اور عطا
چہرہ ترا بدرِ منیر   ظلمت سے دور و باصفا
مثلِ نبیؐ مصطفیٰ   بتلادے کوئی دوسرا

ـ مہترِ خلقِ خدا یعنی خلقِ خدا میں سب سے بہتر

(۶)

کیا پوچھتے ہو مرتبہ و شانِ محمدؐ　　جبریلِ امیں خادم و دربانِ محمدؐ
کس دھوم سے معراج میں نکلی ہے سواری　　حیراں ہیں رُسل دیکھ کے سامانِ محمدؐ
وہ قبر سے محشر میں بھی سرمست اٹھے گا　　جو سونگھ لے گلدستۂ عرفانِ محمدؐ
یہ بادِ حوادث سے بجھی ہے نہ بجھے گی　　ہے نور فشاں شمعِ شبستانِ محمدؐ
ہر پھول سے خوشبوئے وِلایت ہے مہکتی　　اے صَلِّ علیٰ نکہت بُستانِ محمدؐ
ہیں زلّہ رُبا خورد و کلاں خوانِ نبیؐ سے　　ہے شرق سے تا غرب بچھا خوانِ محمدؐ
ہاں اے قدمِ شوق دکھا گرمیٔ رفتار　　وہ سامنے تیرے ہے بیابانِ محمدؐ

شاہانِ جہاں اس کے قدم لیتے ہیں حسرت
اللہ غنی رتبۂ دربانِ محمدؐ

(۷)

شہنشاہِ کون و مکاں ہیں محمدؐ　　دو عالم کی رُوح رواں ہیں محمدؐ
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا　　کلیدِ ظہورِ جہاں ہیں محمدؐ
محمدؐ سے ہے رونقِ بزمِ گیتی　　بہارِ ریاضِ جہاں ہیں محمدؐ
روابط کئے عبد و رب کے نمایاں　　شناسائے غیب و عیاں ہیں محمدؐ
معلّم[۱] بنا کر انھیں حق نے بھیجا　　وہ دانائے رازِ نہاں ہیں محمدؐ
ہے[۲] اللہ مُعطی تو قاسم نبیؐ ہیں　　خلائق پہ گوہر فشاں ہیں محمدؐ
اگر شوقِ صادق ہے دل میں ہمارے　　پہنچ جائیں گے ہم جہاں ہیں محمدؐ

نہ سمجھا کسی نے محمدؐ کو حسرت
حقیقت میں اک چیستاں ہیں محمدؐ

ـ سورۂ صف: آیت ۸ ـ ۱ سورۂ ال عمران: آیت ۱۶۴ ـ ۲ حدیث: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ و اللّٰہ یعطِیْ۔

(۸)

حبیبِ خدا ہیں ہمارے محمدؐ　　شہِ انبیاء ہیں ہمارے محمدؐ
تمام انبیاء ان کے زیرِ لوا ہیں　　شہِ دو سَرا ہیں ہمارے محمدؐ
ہوئی ظلمتِ کفر دنیا سے زائل　　وہ بدر الدّجیٰ ہیں ہمارے محمدؐ
ہوئی صبحِ توحید و ایماں ہوَیدا　　وہ شمس الضحیٰ ہیں ہمارے محمدؐ
رہے بے خطر کیوں نہ اُمت کا بیڑا　　کہ جب ناخدا ہیں ہمارے محمدؐ
نہیں اُن کی اُمت کو کچھ خوفِ محشر　　شفیع الوریٰ ہیں ہمارے محمدؐ
بتوں سے چھڑایا خدا سے ملایا　　نبیِ ھُدیٰ ہیں ہمارے محمدؐ
خدا تک پہنچنے کا رستہ دکھایا　　عجب رہنما ہیں ہمارے محمدؐ

دکھا دیتے ہیں ربِ کعبہ کو حسرتؔ
وہ قبلہ نما ہیں ہمارے محمدؐ

(۹)

سَرورِ جملہ مرسَلاں صلِّ علیٰ محمدٍ　　قبلۂ جملہ قدسیاں صلِّ علیٰ محمدٍ
حق نے تجھے بنادیا رازِ نہاں سے آشنا　　نکتہ شناس و رازداں صلِّ علیٰ محمدٍ
رحم کے ہیں گناہ گار منتظر و امیدوار　　چارۂ دردِ بیکساں صلِّ علیٰ محمدٍ
سب میں ہے تو ہی ارجمند تیرا ہے مرتبہ بلند　　تیری زمیں ہے آسماں صلِّ علیٰ محمدٍ
ماہِ تجلیِ جمال مہر تجلیِ جلال　　مظہرِ شانِ بےنشاں صلِّ علیٰ محمدٍ

حسرتِ بینوا ہوں میں در کا ترے گدا ہوں میں
منبعِ فیضِ جاوداں صلِّ علیٰ محمدٍ

(۱۰)

کردوں گا دل و جان کو قربانِ محمدؐ　　دکھلا دے الٰہی رُخِ تابانِ محمدؐ
مومن نہیں جو اس میں کرے فرق ذرا بھی　　اللہ کا فرمان ہے فرمانِ محمدؐ
مدّاح نے گو لاکھ لیا کام غلو سے　　کب نعت کسی کی ہوئی شایانِ محمدؐ
محفوظ بھی مامون بھی ہے بادِ خزاں سے　　سرسبز ہے تا حشر گلستانِ محمدؐ
خالی نہ پھرا آپ کے در سے کوئی سائل　　اب تک ہے اسی شان سے فیضانِ محمدؐ
صدقہ سے محمدؐ کے ملا جامۂ ہستی　　مخلوق کی گردن پہ ہے احسانِ محمدؐ
چھوڑا ہوں نہ چھوڑوں گا کبھی ہاتھ سے اپنے　　مل جائے اگر گوشۂ دامانِ محمدؐ

شاہانِ جہاں کے حشم و جاہ کو حسرتؔ
کب لاتے ہیں خاطر میں غلامانِ محمدؐ

(۱۱)

سلام تم پر ہو یا محمدؐ　　ہو مصطفیٰ مجتبیٰ محمدؐ
ہے بندگانِ خدا کا رہبر　　شفیعِ روزِ جزا محمدؐ
ہے اشک آنکھوں میں دل میں سوزش　　کروگے کب یاد یا محمدؐ
ہے جسم لاغر ہے حال ابتر　　ہے نالہ صبح و مَسا محمدؐ
مریض دل اور چشم گریاں　　پئے شہِ انبیا محمدؐ
ہے کام نالہ دلِ حزیں کا　　ہے کون میرا سوا محمدؐ
قریب نالاں، طبیب حیراں　　مری تو تم ہو شفا محمدؐ
اِلٰہی اچھے ہوں کام میرے　　بحقِ خیر الورٰے محمدؐ

ہوں دُور عصیاں ہوں عیب پنہاں
بِجاہِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٌ

(۱۲)

یاسیدی یا مصطفیٰ بہرِ خدا چشمِ کرم
اے بادشاہِ انبیاء بہرِ خدا چشمِ کرم
شاہنشہِ مَجد وعلا بہرِ خدا چشمِ کرم
بحرِ عطا ابرِ سخا بہرِ خدا چشمِ کرم
آدمؑ سے تا عیسیٰؑ نبی، محشر میں یہ چلّائیں گے
اے شافعِ روزِ جزا بہرِ خدا چشمِ کرم
اُمت کی حالت ہے خراب، اے سرورِ عالیجناب
اب وقت ہے امداد کا بہرِ خدا چشمِ کرم
شنوا مری فریاد ہو، طیبہ میں میری یاد ہو
دل اب نہیں ہے مانتا بہرِ خدا چشمِ کرم
تاریکیٔ دل دُور ہو، جاں نور سے معمور ہو
شمس الضحیٰ بدر الدّجیٰ بہرِ خدا چشمِ کرم

یہ آستانہ چھوڑ کر فرمایئے جائے کدھر
حسرتؔ ہے خادم آپ کا بہرِ خدا چشمِ کرم

(۱۳)

زعمِ باطل میں مبتلا ہیں ہم
یار سے اپنے کب جُدا ہیں ہم
غیر پر تم نہ التفات کرو
کہ سزاوارِ ہر بلا ہیں ہم
منہ پھرانا نہیں ہمارا کام
کہ محبّ اور باوفا ہیں ہم
نیستی میں ظہورِ ہستی ہے
اک تماشا نہیں تو کیا ہیں ہم
وہ ہو ظاہر تو ہم رہیں باطن
وہ ہو باطن تو برملا ہیں ہم
یَا حَبِیْبَ الْاِلٰہِ اَدْرِکْنَا
آپ سے طالب دُعا ہیں ہم

ساری دنیا کی ہم نے کی تحقیق
نہ کھلا حسرتؔ تا کہ کیا ہیں ہم

(۱۴)

شاہِ عالی مقام واجب الاحترام انبیاء کے امام تجھ پہ لاکھوں سلام
اے شہِ انس و جاں تجھ پہ قربان جاں اور سارا جہاں لطف تیرا ہے عام
رات دن صبح و شام تیرا جپتا ہوں نام کچھ نہیں اور کام اے رسولِ انام
میں ہوں بندہ ترا تو ہے مولیٰ مرا اے شہِ دوسرا مرجعِ خاص و عام
یوں بحالِ زبوں کب تلک میں رہوں اور میں کیا کہوں میں ہوں تیرا غلام
اے شہنشاہِ دیں لامکاں کے مکیں میرا کوئی نہیں یا کریم الکرام
جو ہے بندہ ترا وہ کہاں جائے گا تیرے در کے سوا ہو کے تیرا غلام
مظہرِ ذوالجلال عزتِ لازوال مجھ کو کردے نہال دید ہو صبح و شام
صاحبِ جبرئیل عاصیوں کے کفیل قاسمِ سلسبیل مجھ کو مل جائے جام
یا حبیبَ الِالٰہ تو ہے شاہوں کا شاہ چاہتا ہوں پناہ یا رفیع المقام

دل میں تیرا ہے درد لب پہ ہے آہِ سرد
تیرے قدموں کی گرد ہے یہ حسرتؔ غلام

(۱۵)

تم پہ میں جان سے قربان رسولِ عربیؐ
تم مری جان کی ہو جان رسولِ عربیؐ

آپ کی وجہ سے اللہ کو سب نے جانا
ہے بڑا آپ کا احسان رسولِ عربیؐ

آپ کی شان میں ہے بے ادبی بے دینی
آپ کا عشق ہے ایمان رسولِ عربیؐ

جن و انس اور ملائک کی سمجھ سے باہر
آپ کا مرتبہ و شان رسولِ عربی

میں نہ چھوڑوں گا نہ چھوڑوں گا کبھی محشر میں
گر ملے آپ کا دامان رسولِ عربیؐ

سامنے روضۂ اقدس کے زمیں پر لوٹوں
یہ مرے دل کا ہے ارمان رسولِ عربیؐ

تادمِ حشر رہے بادِ خزاں سے محفوظ
آپ کا یہ چمنستان رسولِ عربیؐ

آ مری راحتِ جاں آ مرے دل کی تسکیں
دلِ شیدا ہے پریشان رسولِ عربیؐ

تیری تعظیم کریں اور تری توقیر کریں
یہ ہے اللہ کا فرمان رسولِ عربیؐ

حق سے ملنے کی نکل آئی ہے اچھی صورت
ہے تصوّر ترا ہر آن رسولِ عربیؐ

دل کی حسرت ہے یہی دل کا ہے ارمان یہی
دمِ آخر نہ ہوں انجان رسولِ عربیؐ

ساتھ لے جایئے حسرتؔ کو جو ہو وقت اخیر
اتنا فرمایئے احسان رسولِ عربیؐ

(۱۶)

گرمدینہ میں ملے مجھ کو زمیں تھوڑی سی
راحتِ دل ہو دمِ بازپسیں تھوڑی سی

بے مزہ جینے سے ہے موت ہی بہتر زاہد
چاہیئے لذّتِ حسنِ نمکیں تھوڑی سی

یہ بڑی چیز ہے رکھنا اسے دل کے اندر
آتشِ عشق ِ رُخِ یار نہیں تھوڑی سی

یا اِلٰہی انھیں لے جاکے کہاں میں رکھوں
حسرتیں دل کی بہت اور زمیں تھوڑی سی

دو جہاں بیچ کے حسرتؔ اسے حاصل کرلے
لذّتِ درد جو مل جائے کہیں تھوڑی سی

(۱۷)

محمدؐ دلوں کی دَوا بن کے آئے
محمدؐ سِراپا شفا بن کے آئے

محمدؐ رُسُل کی دُعا بن کے آئے
ہمارے لئے مدعا بن کے آئے

جہاں تھا جہالت سے تاریک جس دم
محمدؐ چراغِ ہُدیٰ بن کے آئے

حقیقت کی صورت نہ تھی دل میں کچھ بھی
محمدؐ دلوں کی صَفا بن کے آئے

پریشاں تھی خلقِ خدا جب سراسر
پئے خلق مشکل کُشا بن کے آئے

نکل آئی اپنی شفاعت کی صورت
محمدؐ شفیع الورىٰ بن کے آئے

پڑی خلق کی جان میں جان حسرتؔ
کہ جانِ جہاں مصطفیٰ بن کے آئے

(۱۸)

بلا سے گر ہمارے پاس دولت ہے نہ حشمت ہے
محمد مصطفیٰ کی ایک اُلفت لاکھ دولت ہے

سراپا نور کی صورت مجسم خلق کا پُتلا
کسی کی ایسی صورت ہے کسی کی ایسی سیرت ہے

نہ آیا فہم میں عاقل کے یہ کیسا معمّا ہے
سراپا بندگی اور پھر سراسر شانِ عظمت ہے

جمال اک شان ہے تیری جلال اک شان ہے تیری
عجب تصویرِ قدرت ہے کہ جس میں نور و ظلمت ہے

نہ اٹھا ہے نہ اُٹھے گا کبھی یہ بیچ سے پردہ
تو اے نورِ خدا بیشک نقابِ روئے وحدت ہے

نہ چھوڑی دانش و بینش میں اس نے کچھ توانائی
فروغِ جلوۂ محبوب کیا ہے اک قیامت ہے

خدائے پاک چاہے جس کو ہم اس کو نہ کیوں چاہیں
جو اچھا سب سے اچھا ہو سزاوارِ محبت ہے

محمدؐ ہی محمدؐ رات دن کہتا چلا جاؤں
یہ کیسا نام ہے اس نام میں کتنی حلاوت ہے

الٰہی وہ بھی دن ہوگا کہ پہنچوں گا مدینہ کو
بڑی مدت سے دل میں جوش زن شوقِ زیارت ہے

اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ اَغِثْنِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ
تری فرقت میں روز و شب یہی اک وِردِ حسرتؔ ہے

(۱۹)

روئے محبوب کی جو جلوہ نمائی دیکھے
کچھ نہ دیکھے مگر اک ہوش رُبائی دیکھے

اس شمائل کا نہ نکلا ہے نہ نکلے گا کوئی
دیکھنے والا اگر ساری خدائی دیکھے

عرش سے پہنچے دَنَا اور وہاں سے اَدْنیٰ
کوئی محبوبِ خدا کی بھی رسائی دیکھے

صفتِ آئینہ رہ جائے وہ حیران و خموش
روئے محبوبِ خدا کی جو صفائی دیکھے

حورِ جنت بھی اسے گوہرِ نایاب کہے
دشتِ محبوب میں گر آبلہ پائی دیکھے

اُنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
غور سے کوئی تری جلوہ نمائی دیکھے

مُنہ سے بے ساختہ تحسیں کی نکل جائے صدا
کوئی حسرتؔ کی اگر نغمہ سرائی دیکھے

(۲۰)

تجھے مسندِ خلافت تو امامِ انبیا ہے
تجھے عزتِ معیت تو حبیبِ کبریا ہے

ترے عشق میں جیوں گا ترے نام پر مروں گا
ترا پئے سپر رہوں گا یہی میرا مُدّعا ہے

ترے دل میں جوشِ رحمت تری آنکھ میں محبت
ترے ہاتھ میں سخاوت ترا حسن حق نما ہے

تو بہارِ باغِ ہستی تو کمالِ بزمِ گیتی
تجھے دیکھ لے جو کوئی دل و جان سے فِدا ہے

تو فزوں زِعقل و دانش تو ورائے فہم بینش
تجھے کون جانتا ہے کہ تو کیا نہیں ہے کیا ہے

تجھے عرش پر معیت تجھے فرش پر بھی قربت
اے حبیبِ ربِّ عزت تو خدا سے کب جُدا ہے

ترا خاکسار حسرتؔ شب و روز محوِ حیرت
ہے اسیرِ دامِ اُلفت ترے نام پر فدا ہے

(۲۱)

دل اگر بے قرار تم سے ہے
چشم بھی اشک بار تم سے ہے

عشق بے اختیار ہوتا ہے
عشق بے اختیار تم سے ہے

حُسنِ محبوب قائم و دائم
عشق بھی پائدار تم سے ہے

حُسن نے عشق کو ہے بھڑکایا
دل مرا شعلہ بار تم سے ہے

بے وسیلوں کے تم وسیلہ ہو
فضلِ پروردگار تم سے ہے

یوں تو دنیا میں ہیں ہزاروں حسیں
پر مرے دل کو پیار تم سے ہے

یا حبیبی محمدِ عربی!
میرا باغ و بہار تم سے ہے

یا محمدؐ امیدوارِ کرم
حسرتِؔ خاکسار تم سے ہے

(۲۲)

اسلام کا پرچم عالم پر اڑوادیا کملی والے نے
اَللّٰہُ اَحَدْ کا نقارہ بجوادیا کملی والے نے

تاریکیٔ کفر و ضلالت تھی آفاق میں ہر سو چھائی ہوئی
خورشیدِ سِرِّ حقیقت کو چمکادیا کملی والے نے

تثلیث پرستی ہرجا تھی اصنام کی ہوتی پوجا تھی
توحید کے رُخ سے پردے کو اُٹھوادیا کملی والے نے

دَہریّت ساری دور ہوئی ایمان سے جاں پُرنور ہوئی
یوں رازِ حقیقت خوبی سے سمجھادیا کملی والے نے

کفار کے دل سینوں میں ہلے اور منہ کے بل اصنام گرے
جب نعرۂ اَللّٰہُ اَکْبَرْ فرمادیا کملی والے نے

دل میں وہ بسا ایماں بن کر آنکھوں میں سمایا نورِ نظر
جو کچھ کہ نہ دیکھا تھا ہم نے دکھلادیا کملی والے نے

ایمان سے دل معمور ہوا اور خارِ تردُّد دور ہوا
اس لطف سے رازِ پنہاں کو سمجھادیا کملی والے نے

قوسینؔ وجوب و امکاں کے معراج میں جس دم آکے ملے
سب دائرۂ وحدت کے سوا مٹوادیا کملی والے نے

کفر اور ضلالت نے اپنا منہ خاکِ مذلّت پر رکھا
شمشیرِ حقیقت کو جس دم چمکادیا کملی والے نے

اؔ۔ سورۂ النجم: آیت ۹۔

ہاں صبحِ ہدایت آئی نکل تاریکیٔ کفر ہوئی زائل
جب جَآءَ الْحَق زَھَقَ الْبَاطِلُ[1] فرمادیا کملی والے نے

اللہ نے فَتَرْضٰی[2] کا وعدہ جب بہرِ شفاعت فرمایا
پھ باغِ جناں میں اُمت کو پہنچادیا کملی والے نے

اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرْ اللہ نے فرمایا اس کو
بھربھرکر جام محبت کا پلوادیا کملی والے نے

محشر میں جو اُمت تھی نالاں تب ہوکر سجدہ میں گریاں[3]
اُمت کو عذابِ دوزخ سے بچوادیا کملی والے نے

جبریلِ امیں جس دم آئے احکامِ خداوندی لائے
اللہ نے جو کچھ فرمایا پہنچادیا کملی والے نے

معراج میں جس دم آئے نبی اللہ نے کہا اُدْنُ مِنِّیْ[4]
تو شکر میں جو کچھ تھا اپنا لٹوادیا کملی والے نے

جنت کے قریب پیمبر تھے خاموش و پریشاں آکے کھڑے[5]
اللہ سے کہہ کے دَرِ جنت کھلوادیا کملی والے نے

اے حسرتؔ شیدا فکر نہ کر ہیں ساتھ ہمارے پیغمبر
جب اَنْتَ[6] مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فرمادیا کملی والے نے

1۔ سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۸۱۔ 2۔ سورۃ الضحیٰ: آیت ۵ 3۔ حدیث۔ 4۔ حدیث۔
5۔ حدیث۔ 6۔ حدیث المرء مع من احب وانت مع من احببت۔

(۲۳)

یَا نَبِیْ سَلَام عَلَیْکَ یَا رَسُوْل سَلَام عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَام عَلَیْکَ صَلَوٰتُ اللّٰہ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبِیْ یَا مُحَمَّدْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَحْمَدْ
ذاتِ پاکِ تو مجّد جلوہ گاہِ نورِ سرمد
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ

تم امامِ انبیا ہو مقتدائے اتقیا ہو
تم جہاں کے پیشوا ہو رہبرِ راہِ خدا ہو
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ

تم حبیبِ کبریا ہو تم تجلّیِ خدا ہو
تم پہ جاں مری فدا ہو کیا کہوں میں تم کو کیا ہو
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ

مہرِ چرخِ اِصطفٰی ہو ماہِ اوجِ اِجتبٰی ہو
رونقِ ارض و سما ہو شمعِ بزمِ اَینَمَا ہو
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ

تم ظہورِ اوّلیں ہو تم ہی ختمِ مرسلیں ہو
تم شہِ دنیا و دیں ہو ظلِّ ربِّ عالمیں ہو
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ

تم حسین و مہ جبیں ہو تم ملیح و دل نشیں ہو
راحتِ قلبِ حزیں ہو تم تو جاں میں جاگزیں ہو
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ

دستگیرِ بیکساں ہو　　چارۂ دردِ نہاں ہو
حال میرا کیا بیاں ہو　　یا حبیبی تم کہاں ہو
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ
الغیاث اے جانِ جاناں　　ہوگیا ہے ہند زنداں
تیرا حسرتؔ ثنا خواں　　ہے جدائی میں پریشاں
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ
دل مرا ہے سخت مضطر　　ہجر میں ہے حال ابتر
آؤ آقا، آؤ سرور　　اب دکھادو روئے انور
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ
یَا نَبِیْ سَلَامْ عَلَیْکَ

۳۔ منقبت

درشانِ

	مطلع	صفحہ
حضرت ابوالحسن شاذلیؒ	۱۲۔ محبوبِ رب العالمیں یا شاذلی	59
حضرت خواجہ غریب نواز	۱۳۔ دلوں پر اہلِ دل کے بادشاہی	59
حضرت علاء الدین صابر کلیریؒ	۱۴۔ اے جلوۂ نورِ خدا مخدوم صابر کلیری	60
حضرت خواجہ سید محمد صدیق	۱۵۔ بے ارادہ ہے کام خواجہ کا	61
	۱۶۔ ہے ہمارا حال ابتر خواجۂ بیکس نواز	61
	۱۷۔ میرا خواجہ ہے حق کے پیاروں میں	62
	۱۸۔ نورِ ہدایت خواجہ میاں ہیں	62
	۱۹۔ اے نائبِ پیمبر بے کس نواز خواجہ	63

(۱)

جنابِ صدیق رضی اللہ عنہ

محمد مصطفیٰؐ کا جانشیں صدیقِ اکبر ہے
بجز پیغمبروں کے سب سے اعلیٰ سب سے برتر ہے

زکوٰۃِ مال بعدِ مصطفیٰؐ صدیق کو دینا
اشارہ ہے خلافت کا یہ ظاہر بلکہ اظہر ہے

پڑی بنیاد مسجد کی رکھا بعدِ نبیؐ پتھر
ابوبکر و عمرؓ عثمانؓ نے یہ فصلِ داور ہے

امام المسلمیں اور پیشوائے مرد و زن صدیقؓ
امامت اور کی باطل جہاں صدیق اکبر ہے

خدا نے شان میں صدیقؓ کی اتقیٰ ہے فرمایا
وہ اتقیٰ ہے وہ عنداللہ اکرم اور بہتر ہے

محمدؐ کی نبوت میں نہ شک آیا کبھی ہرگز
وہی اسلام میں سابق وہی رتبہ میں اکبر ہے

محمد مصطفیٰؐ پر جب وحی آتی تو سنتے تھے
یہ کتنا مرتبہ صدیقؓ کا اعلیٰ ہے برتر ہے

اگر ایمانِ صدیق اور ایمانِ جہاں تولیں
تو غالب سب پہ ہو صدیقؓ کا ایماں کہ اکبر ہے

عمرؓ کی نیکیاں اتنی ہیں جتنے چرخ پر انجم
عمرؓ صدیقؓ کی نیکی ہے یہ فرمانِ سرور ہے

نہیں پی مئے کبھی صدیق نے اسلام سے پہلے
یہ کیسی فطرتِ اعلیٰ ہے اور طبعِ مطہّر ہے

زمیں پر ایک مردہ بے ارادہ چلتا پھرتا ہے
یہ وجہ اسمِ عبداللہ ہے اور سرِّ مضمر ہے

اٹھایا صدق نے بارِ نبوتؐ اپنی گردن پر
وہی تو ثانیِ اثنین و ہمراہِ پیمبرؐ ہے

بجھایا آتشِ ردّت کو آبِ تیغِ برّاں سے
یہ ہے اسلام کی خدمت کہ جو کارِ پیمبرؐ ہے

"کسی نے گر کیا احسان میں نے کر دیا بدلہ
جزاء صدیقؓ کو دے گا خدا جو سب سے برتر ہے"

نبیؐ داماد والا شان ہیں صدیقِ اکبرؓ کے
وصالِ عشقِ صدیقی کا اس میں راز مضمر ہے

اُحد میں، بدر میں، احزاب میں اور جنگِ طائف میں		حدیبیہ میں ہر موطن میں ہمراہِ پیمبرؐ ہے
طریقہ قادری اور نقشبندی اور شطاری		مداری کا بھی اعلیٰ رہنما ہے اور رہبر ہے
نبیؐ کے بعد گھُل گھُل کے ہوئے صدیق بھی راہی		یہ عشقِ جاں ستاں ہے سب سے اعلیٰ سب سے برتر ہے
پسِ مُردن ملی ہے جائے آغوشِ محمدؐ میں		بنا اس خاک سے جس خاک سے جسمِ پیمبرؐ ہے
''اگر منکر ہو کوئی فضل سے صدیقِ اکبرؓ کے		میں حدِ مفتری ماروں گا'' یہ فرمانِ حیدر ہے

علیِ مرتضیٰؓ کے قول پر حسرتؔ کا ہے ایماں
محمد مصطفیٰ کا جانشیں صدیق اکبرؓ ہے

اس منقبت کا ایک ایک شعر احادیثِ نبویؐ اور آثارِ صحابہٴ کرامؓ پر مبنی ہے۔ ہر شعر سے متعلقہ احادیث و آثار کی تفصیل بحرالعلوم حضرتِ حسرتؔؒ نے ''مراۃ الصدق'' یعنی آئینہ فضائلِ صدیقؓ میں بیان فرمائی ہے جس کا مطالعہ ان اشعار کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے۔ اکیڈمی

(۲)

السلام اے مظہرِ نورِ خدا	السلام آرامِ جانِ مصطفٰےؐ
السلام اے فاطمہؓ کے لختِ دل	السلام ابنِ علیؓ مرتضٰےؓ
السلام اے زورِ بازوئے حسنؓ	یا امام الاتقیا والاصفیا
ایک ظلمت فسق کی چھائی ہوئی	آپ اس ظلمت میں تھے بدر الدّجیٰ
حُبِ دنیا سب کے دل میں جاگزیں	سیم وزر کی فکر تھی صبح و مَسا
ہاتھ میں قرآن لب پر اس کے حکم	مرحبا قرآنِ ناطق مرحبا
صدق اک جانب تو اک جانب تھا فسق	تیغِ بُرّاں آخری تھا فیصلہ
بھائی بیٹے اور بھتیجے بھانجے	سب کا غم کھانا تھا قسمت میں لکھا
تین دن کی بھوک میں اور پیاس میں	پست ہمت تھے نہ شیرانِ وَغا
سامنے سب معتقد مارے گئے	سُوئے جنت قافلہ راہی ہوا
کھینچ کر شمشیرِ بُرّاں جب چلے	خون سے رنگیں تھا میدان وَغا
جب پڑی دشمن پہ ضربِ حیدریؓ	وسط سے دونیم دشمن ہوگیا
بے ادب نے جب کیا حضرت پہ وار	ہاتھ شلّالہ سے کٹ کر گرگیا
ہاذِمِ الاحزاب تھا سرگرم کار	جب امامِؓ پاک پر نرغہ ہوا
تیری تیغِ تیز کی بُرِش کو دیکھ	دشمنوں میں پڑگیا اک زلزلہ
چوطرف تھی ہائے ہائے اور وائے وائے	اِک قیامت ہوگئی ان میں بپا
خاندانِ مصطفٰےؐ کے شیر ہو	یا حسین ابنِ علی صد مرحبا
اس کو کہتے ہیں شجاعت لاکلام	اے شجاعانِ جہاں کے پیشوا
تیر باری چوطرف ہونے لگی	جو مقدّر تھا وہ آخر ہوگیا
آپ کی جاں بازیوں سے یا حسینؓ	نام باقی رہ گیا اسلام کا
امتحانِ سخت میں ثابت قدم	آپ ہی کا کام تھا صبر و رضا

گر دُعا سے یہ مصائب ہوتے دور — کون دیتا امتحاں اتنا بڑا
گر نہ ہوتا امتحانِ جاں ستاں — کس طرح ملتا یہ اعلیٰ مرتبا
سید الشہداء امام بحر و بر — بادشاہِ ملکِ تسلیم و رضا
حامیٔ اسلام، فخرِ کائنات — حق پرست و زینتِ آلِ عبا
اے علی اکبرؓ، سلام پُرخلوص — السلام اے قاسم ابن مجتبیٰؓ
السلام اے شیر ابنِ شیرِ حق! — حضرتِ عباس باصدق وصفا!
کردیا قربان اپنی جان کو — بر امامِ صاحب مجد و عُلا
السلام اے جاں نثارانِ حسینؓ — اے محمد اور عونِ باَوفا
السلام اے سیداتِ طاہرات — آپ کا زیور ہے تسلیم و رضا
مہرِ خاموشی لبوں پر آپ کے — استقامت دین پر مثلِ رِدا
بیقراری کا نہ نکلا ایک لفظ — سامنے تقدیر کے تھا سر جھکا
خاندانِ مرتضیٰ شیر خدا — ہر یکے شیرے بمیدانِ وغا
شیرِ مادہ در دلیری شیرِ نر — کون شک کرتا ہے یا چون و چرا
آنکھ میں آنسو نہ تھا اور لب پہ آہ — آفریں بر اہلِ بیتِ مصطفیٰ
السلام و السلام و السلام — برشہیدانِ مقامِ کربلا
ہم پہ واجب پیروی آقا کی ہے — حامیٔ دینِ نبیؐ رہنا سدا
جان دینا واسطے اسلام کے — خوں سے تازہ ہو درخت اسلام کا
پیچھے ہٹنا کام نامردوں کا ہے — آگے بڑھنا کام ہے اشراف کا
زندہ جب تک تم ہو باعزت رہو — ذِلت و خواری میں جی کر فائدہ
تیغ سے چورنگ دشمن کو کرو — دیکھ کر خوش ہوں شہِ گلگلوں قبا
دے کے سر پہنچو امامِ پاک تک — تن یہاں ہو روح ہو در کربلا

السلام از حسرتِ خستہ دُروں
برجمیعِ اہلِ بیتِ مصطفیٰؐ

(۳)

یا حسینؓ ابنِ علیؓ یا سیدِ عالی مقام　　ابنِ زہرائے بتولؓ و سبطِ سردارِ انام
مرتبہ جتنا بڑا ہے امتحاں اُتنا بڑا　　کامیابِ امتحانِ سخت ہیں حضرت امام
سلطنت ملتی تو ہوتی اس کو عزت آپ سے　　آپ کا ہرگز نہیں ہے سلطنت سے احترام
بادشاہ شداد تھا' نمرود تھا فرعون تھا　　کونسی حُرمت ہے ان کو کونسا عِزِّ مدام
آپ بھی دستِ مبارک رکھتے بردستِ یزید　　آپ کو ملتی کہیں کی صوبہ داری لاکلام
ہے نبوتؐ کی خلافت آج بھی تیرے لئے　　اس پہ شاہد ہیں سلاسل کس کو ہے اس میں کلام
جان کی پروا نہ کی بیعت نہ کی بدکار کی　　ذاتِ اقدس سے رہا اسلام کا باقی نظام
عُروۃِ وُثقیٰ ولایت کا تمہارا ہاتھ ہے　　کس طرح ممکن ہے اس کے واسطے پھر انفصام
دی شہادت نے حیاتِ جاوِدانی آپؓ کو　　نامِ نامی ہے زباں پر سب کی باصد احترام
اے جگر گوشے نبیؐ کے مرحبا صد مرحبا　　آپ ہیں قرآنِ ناطق آپ ہیں بیشک امام
سینکڑوں خط لکھ کے بُلوایا امامِؓ پاک کو　　اور جب تشریف لائے کردیا ان کو تمام
چار دن کے واسطے اور چار پیسوں کیلئے　　تا اَبد تم نے بنایا نارِ دوزخ میں مقام
ہائے اے کوفہ تری مکاریاں غداریاں　　جھوٹ تھی تیری عقیدت جھوٹ تیرا احترام
پھر اُسی انداز سے اُکسا کے مارا آپ کو　　ہائے اے نفسِ زکیہ ہائے اے زیدِ امام
بعض کو پھر زہر سے اور بعض کو تلوار سے　　اہلِ بیتِ مصطفیٰ کا کردیا قصہ تمام
دشمنانِ دیو سیرت، دوستانِ پُر دغا　　ہائے ان دونوں کا سچ پوچھو تو بس تھا ایک کام
خوب کی پھر سینہ کوبی خوب کی جامہ دری　　خون سے رنگین ہاتھوں نے بہ کامل اہتمام
پھر اُسی انداز سے غداریاں ہوتی رہیں　　کردیا سادات کو اسلام کو بے شک تمام

آپ کا دامن گرفتہ آپ کے ہمراہ ہو
حسرتِؔ خستہ دروں ہے آپ کا ادنیٰ غلام

سلطان الاولیاء

(۴)

السّلام اے مظہرِ ربِّ قدیر
السّلام اے ملجائے بُرنا وپیر

السّلام اے مرشدِ روشن ضمیر
السّلام اے صاحبِ تاج و سریر

السّلام اے بادشاہِ اولیا
السّلام اے آفتابِ اصفیا

السّلام اے صاحبِ مجد و عُلا
السّلام اے غوث الاعظم دستگیر

سب پہ لازم ہے اطاعت آپ کی
سب پہ ثابت ہے فضیلت آپ کی

سب سے اعلیٰ ہے محبت آپ کی
اولیاء میں آپ ہیں بدرِ منیر

آپ کا در چھوڑ کر جائیں کدھر
آپ تو ہیں بادشاہِ بحرو بر

دست بکُشا جانبِ بے مال و زر
آپ کی درگاہ کا ہوں میں فقیر

دستگیرِ بے کساں فریاد ہے
حال میرا واجبِ امداد ہے

کچھ فقیرِ بے نوا کی یاد ہے
آپ کا لطف و کرم ہے بے نظیر

سیّدی تم ہو پناہِ بے پناہ
میں ہوں عاجز اور باحالِ تباہ
اس پہ ہو جائے کرم کی اِک نگاہ
آپ کا وابستہ ہے عبدالقدیر

(۵)

سرورِ دلِ مصطفیٰ غوثِ اعظم
تجلیِ نورِ خدا غوثِ اعظم

ہیں زیرِ قدم تیرے سر اولیاء کے
ہے اعلیٰ ترا مرتبہ غوثِ اعظم

تم اچھے ہو اللہ کے ہو پیارے
میں اچھا نہیں ہوں تو کیا غوثِ اعظم

بھلوں کی تو ہوتی ہے ساری خدائی
برے کو بھلا کیجئے یا غوثِ اعظم

کہاں چھوڑتے ہیں گنہ گار دامن
کہ وابستہ تیرے ہیں یا غوثِ اعظم

کبھی روضۂ پاک پر یاد کیجئے
یہ دل اب نہیں مانتا غوثِ اعظم

اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ
مدد اپنے خادم کی یا غوثِ اعظم

خبر بھی ہے کچھ حسرتِ بے نوا کی
کہ کیا حال اس کا ہے یا غوث اعظم

(۶)

یَاجِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ یَاجِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ
یَاجِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ اَلْمَدَدْ بِاِذْنِ اللّٰہِ

آپ کا ہو کر حال تباہ آؤ مدد کو شاہنشاہ
چلاّتا ہوں شام و پگاہ یَاجِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ

ایک طرف شیطانِ مَرید ایک طرف یہ نفسِ پلید
مجھ کو نہیں ہے کچھ امید تیرے سوا اے عالیجاہ

کب تک ہو یہ آہ و بکا میرے مرض کی کردے دوا
ایک نظر میرے مولیٰ حال مرا ہے سخت تباہ

ہو نہ مدد میں کچھ تاخیر دشمن ہیں برناؤ پیر
کیجئے مدد یا دستگیر غوثِ اعظم شاہنشاہ

میں ہوں برا پر تیرا ہوں، ہوں رُسوا پر تیرا ہوں
ہوں کیا کیا پر تیرا ہوں، تیرا ہوں دے مجھ کو پناہ

کچھ بھی نہیں مجھ میں تقویٰ سب سے براہوں سب سے برا
تو اچھا ہے تو اچھا عبدالقادر شاہنشاہ

میرے دل میں ہمت ہو، دور یہ ساری گُلفت ہو
عزت ہو اور حُرمت ہو پاؤں مرادیں خاطر خواہ

آپ کی چشمِ عنایت ہو حال پہ میرے رحمت ہو
آپ تو شانِ عظمت ہیں بادشہٗ باتخت و کلاہ

مانا ہے یہ سب سے حقیر حسرتؔ عاجز پر تقصیر
تیرے درکا پر ہے فقیر یَاجِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ

(۷)

گناہ گاروں پہ دامانِ غوثِ اعظم ہے
خدا کی شان کہ کیا شانِ غوثِ اعظم ہے

محیّ دیں سے ملی دین کو ہے تازہ حیات
تمام خلق پہ احسانِ غوثِ اعظم ہے

بغیر توبہ کے مرتا نہیں مُرید مرا
یہ برّ و بحر میں اعلانِ غوثِ اعظم ہے

جنابِ غوث کا ہر اک مرید گوہر ہے
جواہرات سے پُر کانِ غوثِ اعظم ہے

مرید گر نہیں اچھا، تو میں تو اچھا ہوں
یہی بشارت و فرمانِ غوثِ اعظم ہے

مرے مرید کی بے پردگی نہ ہو جائے
میں سرپوش ہوں اعلانِ غوثِ اعظم ہے

علیؓ کا لختِ جگر اور نبیؐ کا نورِ نظر
قسم خدا کی عجب شانِ غوثِ اعظم ہے

گنہ گار کہاں چھوڑتے ہیں حضرت کو
ہمارے ہاتھ میں دامانِ غوثِ اعظم ہے

توکل اور رضا اور فنا و عبدیت
عجیب شان کا سامانِ غوثِ اعظم ہے

ملا کسی کو تو اس بارگاہ ہی سے ملا
تمام خلق پہ فیضانِ غوثِ اعظم ہے

جنابِ غوث کے شیدا ہیں اُنس و جن و مَلک
ہر ایک جان سے قربانِ غوثِ اعظم ہے

نہ شاہ کی اُسے پروا نہ کچھ امیروں کی
غنی جہان سے دربانِ غوثِ اعظم ہے

مہک رہا ہے چمن غوثِ پاک کا حسرتؔ
مرید بھی گلِ خندانِ غوثِ اعظم ہے

(۸)

چراغِ خانۂ زہراؓ و حیدرؓ قطبِ ربانی
گُلِ شادابِ گلزارِ محمد غوثِ صمدانیؒ

بہت ڈھونڈا نہ پایا مثل تیرا ساری دنیا میں
تری صورت ہے لاثانی تری سیرت ہے لاثانی

ولایت جس کو ملتی ہے تو ملتی ہے ترے گھر سے
مسلّم ہوگئی تیرے لئے باطن کی سلطانی

تمہارا نام لیوا ہوں تمہارا در نہ چھوڑوں گا
گدائی کام ہے میرا تمہیں زیبا جہاں بانی

مرے سر پر سے چھٹ جائیں گھٹائیں رنج و آفت کی
مدد یا غوثِ اعظم دُور ہو میری پریشانی

تری چشمِ عنایت غوثِ اعظم ہم پہ ہو جائے
مرے چاروں طرف ہے بے کسی بے سازوسامانی

تصور سے تمہارے ظلمتِ دل دور ہوتی ہے
ضیا پاش و ضیا گستر تمہارا روئے نورانی

پلٹ کر بھی صلاطینِ جہاں کو دیکھتا کب ہے
مگن ہے اپنی کملی میں گدائے شاہِ جیلانی

مثالِ آسماں سر پر مریدوں کے ترا پنجہ
تو ہر اک بات پر قادر ہے یا محبوبِ سبحانی

ترے زیرِ قدم گردن خمیدہ اولیاء اللہ
مسلّم ہے تمام اقطاب میں تیری سلیمانی

غلامِ درگہِ غوثِ مکرم حسرتِؔ مسکیں
الٰہی دور ہو تیرے کرم سے سب پریشانی

(۹)

اے خازنِ سرِّ خفی و جلی اسرار سے پُر یہ دل کردے
حق کو حق اور باطل کو اے پیر مرے باطل کردے

کچھ نیک و بد کی خبر نہ رہے کچھ ہوش پا و سر نہ رہے
صہبائے محبت سے اپنی سرشار تو میرا دل کردے

اَوہام کی زائل ہو ظلمت تابندہ رہے نورِ وحدت
اس طرح رہے حق کی قربت مجھ کو مجھ سے غافل کردے

تو مہرِ درخشاں میں ہوں سنگ تو پارس ہے میں ہوں آہن
اک چشمِ عنایت مجھ پر ڈال اور ناقص کو کامل کردے

میں تیرے فضل میں جیتا ہوں، تو دیتا ہے میں لیتا ہوں
یہ دُور سے لینا دینا کیا تو دے تو مجھ سے مل کردے

ہرگز نہ رہوں میں تجھ سے جدا مجنوں کو رہے قربِ لیلیٰ
اس دل کا مطلب کر پورا لیلیٰ کا اسے محمل کردے

یہ قادریوں کا مجمع ہے میلاد غوث کی محفل ہے
بغداد کے جلووں سے روشن یہ محفل کی محفل کردے

دریائے کفر کا طوفان ہے اسلام کی کشتی لرزاں ہے
اے رحمتِ حق اس کشتی کو تو ساحل سے واصل کردے

تاریکیِ کفر و ضلالت ہے ناپیدا نورِ ہدایت ہے
تجھ سے امیدِ عنایت ہے اگلا سا یقیں حاصل کردے

ہیں کفر کے ظلم وستم افزوں اسلام کی حالت سخت زبوں
مسلم کو فتح و ظفر ہو عطا دشمن کو سقر داخل کردے

پابندیِ حکمِ قرآں ہو سنت کا ہاتھ میں داماں ہو
مسلم پر تیرا احساں ہو مقبولوں میں شامل کردے

اسلام کی پہلی عظمت ہو اور دور یہ ساری نکبت ہو
پھر اگلی عزت، حرمت ہو رحمت تری نازل کردے

حسرتؔ کی دُعا ہے یا ربی ہوجا مسلم کا تو حامی
از جاہِ رسولِ مطلبیؐ زورِ دشمن باطل کردے

پادشاہِ نقشبند

(۱۰)

ہو دردمندوں کی دوا اے پادشاہِ نقشبند
حاجت روا مشکل کشا اے پادشاہِ نقشبند

اے خازنِ گنجِ نہاں محوِ جمالِ بے نشاں
تو ذاتِ حق میں ہے فنا اے پادشاہِ نقشبند

بے رنگ تیرا رنگ ہے جو دیکھتا ہے دنگ ہے
جلوہ ترا حیرت فزا اے پادشاہِ نقشبند

تم تو بہاءِ دین ہو رونق دہِ تمکین ہو
ہو مقتدائے اصفیا اے پادشاہِ نقشبند

تیری نگہ ہے بس بلند پایہ ہے تیرا ارجمند
شہبازِ میدان ورا اے پادشاہِ نقشبند

چاروں طرف شیطان ہے مشکل میں میری جان ہے
مشکل کشا مشکل کشا اے پادشاہِ نقشبند

احمد کبیرؒ

(۱۱)

پیشوائے اتقیا احمد کبیرؒ　　مقتدائے اولیا احمد کبیر
آپ کے دادا حسین ابنِ علیؑ　　اور علی المرتضیٰ احمد کبیر
احمدؐ مرسل سے تم کب ہو جُدا　　نام و رنگ و بو میں یا احمد کبیر
دستِ پاکِ مصطفیٰؐ کو آپ نے　　بوسہ ظاہر میں دیا احمد کبیر
بے مضرّت ہو گئے ہیں اسلحہ　　نام سن کر آپ کا احمد کبیر
دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما　　منبعِ جود و سخا احمد کبیر
مجھ کو تلخابِ فنا فی الذّات سے　　جُرعہ ہو جائے عطا احمد کبیر
کھیلیں گے دھمال دوزخ میں فقیر　　کہہ کے یا مولائی یا احمد کبیر
اسمِ اعظم ہو گیا حضرت کا نام　　ہو گئے ایسے فنا احمد کبیر
رام ہو جائے مرا یہ مارِ نفس　　ہے دُعا خادم کی یا احمد کبیر
کُن شَفِیْعِیْ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنْ　　مرحبا یا مرحبا احمد کبیر
نارِ دوزخ کیوں نہ ہو مجھ پر حرام　　آپ کا ہوں آپ کا احمد کبیر

خادِموں میں آپ کے حسرتؔ بھی ہے
یا امام الاصفیا احمد کبیر

حضرت ابوالحسن شاذلیؒ

(۱۲)

محبوبِ رب العالمین یا شاذلی یا شاذلی کوئی ولی تم سا نہیں یا شاذلی یا شاذلی
سرتاجِ جملہ اصفیا ہو مقتدائے اولیا تم ہو نبیؐ کے جانشیں یا شاذلی یا شاذلی
ہیں زیرِ فرماں انس و جاں ہے ابر بھی سایہ کناں تیری گلی خلدِ بریں یا شاذلی یا شاذلی
خادم نے تیرے کردیا پیشاب سے پتھر طلاء اے قُرب کے مسند نشیں یا شاذلی یا شاذلی
ہے کیمیا تیری نظر چشمِ عنایت مجھ پہ کر فریاد اے سلطانِ دیں یا شاذلی یا شاذلی
امداد کو آؤ جناب فرقت میں ہے حالت خراب تم ہو کہیں میں ہوں کہیں یا شاذلی یا شاذلی

اے گلبنِ باغ حسن ہوں دور سب رنج و محن
ہے حسرتؔ خادم حزیں یا شاذلی یا شاذلی

حضرت خواجہ غریب نوازؒ

(۱۳)

دلوں پر اہلِ دل کے بادشاہی میرے خواجہ کی مرادِ بادشاہاں ہے گدائی میرے خواجہ کی
اسے سلطانِ اَوْ اَدْنٰی سے قربت ہے قرابت ہے نہ ہو کیوں عرش سے بالا رسائی میرے خواجہ کی
کمی کس چیز کی مجھ کو مجھے کس بات کا کھٹکا خدا بھی میرے خواجہ کا خدائی میرے خواجہ کی
امیدِ نا امیداں، چارۂ بیچارگاں خواجہ نوائے بے نوایاں ہے گدائی میرے خواجہ کی
جنابِ خضر اپنی راہ لیں بس چھوڑ دیں مجھ کو مجھے کافی ہے ہر جا رہنمائی میرے خواجہ کی
نہ بڑھنا میری جانب نامرادی اک قدم آگے دُہائی میرے خواجہ کی دُہائی میرے خواجہ کی

یہ تن حاضر یہ سر حاضر یہ دل حاضر یہ جاں حاضر
نہیں کچھ اور حسرتؔ رونمائی میرے خواجہ کی

حضرت صابر کلیریؒ

(۱۴)

اے جلوۂ نورِ خدا مخدوم صابر کلیری
محبوبِ شاہِ انبیاءؑ مخدوم صابر کلیری

دادا تمہارے ہیں حسنؓ نورِ نگاہِ پنجتنؓ
اور حضرتِ غوث الوریٰ مخدوم صابر کلیری

فاروقؓ نانا ہیں ترے شیطان جس سے بھاگتے
دادا علیؑ مرتضیٰ مخدوم صابر کلیری

حضرت فرید الدین تو ماموں بھی ہیں اور شیخ بھی
بر جانِ پاکت مرحبا مخدوم صابر کلیری

اور خواجہ قطب الدین بھی خواجہ معین الدین بھی
شیخِ طریقت رہنما مخدوم صابر کلیری

تم تو علاء الدین ہو، رکن رکینِ دین ہو
ہمسر نہیں ہے دوسرا مخدوم صابر کلیری

توحید تیرا کام ہے عالم میں تیرا نام ہے
تو ہے فنا تو ہے بقا مخدوم صابر کلیری

تم عشق میں ممتاز ہو تم شاہ ہو شہباز ہو
تم ہو امامِ اَصفیا مخدوم صابر کلیری

توحید کا دے ایک جام، ہو عاشقوں میں میرا نام
حسرتؔ ہے خادم آپ کا مخدوم صابر کلیری

حضرت خواجہ میاںؒ

(۱۵)

بے اِرادہ ہے کام خواجہ کا		بندگی ہے مقام خواجہ کا
لوگ کرتے ہیں احترام اُس کا		جو کرے احترام خواجہ کا
ذکرِ محبوبؒ سب کو ہے محبوب		ذکر ہے صبح و شام خواجہ کا
نہ رہی کچھ خبر سر و پا کی		پی لیا جس نے جام خواجہ کا
نام لے لے کے مست ہوتا ہوں		ہے مئے ناب نام خواجہ کا
لوگ پہچان لیتے ہیں مجھ کو		نام سن کر غلام خواجہ کا
فیض پاتے ہیں اس سے نیک و بد		مرحبا فیضِ عام خواجہ کا
کام خود کر کے کرتے ہیں مشہور		نام میرا ہے کام خواجہ کا

کیوں نہ ہو جاؤں باہر اپنے سے
حسرتؔ تا ہوں غلام خواجہ کا

(۱۶)

ہے ہمارا حال ابتر خواجۂ بیکس نواز		فضل کچھ ہو جائے ہم پر خواجۂ بیکس نواز
تم حبیبِ کبریا ہو صاحبِ جُود و سخا ہو		سارے عالم کے ہو رہبر خواجۂ بیکس نواز
نام جو لیتا ہے تیرا اس کو ملتا ہے مزا		لذتِ قندِ مکرر خواجۂ بیکس نواز
اے اُمیدِ نااُمیداں چارۂ بے چارگاں		اب بنے میرا مقدر خواجۂ بیکس نواز
سید السّادات تم ہو واقفِ حالات تم ہو		حالِ دل ظاہر ہے تم پر خواجۂ بیکس نواز
ظالموں کو آج ہے جَور و جفا کا مشغلہ		اور ہمارے ہے لبوں پر خواجۂ بیکس نواز

تیرا دامن چھوڑ کر جائے یہ حسرتؔ کدھر
میرے آقا میرے دلبر خواجۂ بیکس نواز

(۱۷)

میرا خواجہ ہے حق کے پیاروں میں ساری دنیا ہے اس کے اشاروں میں
میرا خواجہ ہے سارے ولیوں میں :چاند جیسے چمکتے تاروں میں
ساری دنیا میں ڈھونڈو نہیں ملتی ایک صورت ہے لاکھوں ہزاروں میں
میں تو ہوش و حواس کھو بیٹھا کس کے جلوے ہیں ان نظاروں میں
ایک شعلہ جگر سے اُٹھتا ہے جل گیا اس کے میں شراروں میں
میرا خواجہ ہے زندۂ جاوید ڈھونڈھتے کس کو ہو مزاروں میں

کون دل کھینچتا ہے اے حسرت
سحر آنکھوں کے ہے اشاروں میں

(۱۸)

نورِ ہدایت خواجہ میاں ہیں شمس حقیقت خواجہ میاں ہیں
صدرِ شریعت خواجہ میاں ہیں بدرِ طریقت خواجہ میاں ہیں
ہم پایہ اُن کا' پایا نہ ہم نے اک شانِ عزت خواجہ میاں ہیں
دامن میں اس کے چھپتے ہیں عاصی ظل حمایت خواجہ میاں ہیں
ملتا ہے ان کو جو مانگتے ہیں عینِ عنایت خواجہ میاں ہیں
ملتی ہے اُن سے توحید حق کی دریائے وحدت خواجہ میاں ہیں
پایا خدا کو کھوکر خودی کو معراجِ عظمت خواجہ میاں ہیں
عرشِ بریں پر جاتے ہیں اڑکر شہبازِ رفعت خواجہ میاں ہیں

اک نخلخہ ہے خواجہ میاں کا
حسرت کی راحت خواجہ میاں ہیں

(۱۹)

اے نائب پیمبر بے کس نواز خواجہ میں ہوں مریدِ کمتر بے کس نواز خواجہ
جب تم ہو میرے رہبر بے کس نواز خواجہ پھر مجھ کو کچھ نہیں ڈر بے کس نواز خواجہ
جب تک نہ نکلے مقصد چلّاوں گا برابر اے دستگیر و رہبر بے کس نواز خواجہ
آنکھوں سے دیکھو آ کر حالت ہے بد سے بدتر کیا ہو رہا ہے ہم پر بے کس نواز خواجہ
فریاد میری سن لو اُٹھو مری مدد کو بے فکر تم ہو کیوں کر بے کس نواز خواجہ
اے صاحبِ کرامت دکھلاؤ اپنی قوت بدلو مرا مقدر بے کس نواز خواجہ
اے دستگیرِ عالمؐ ہو دور رنج اور غم غم کی گھٹا ہے دل پر بے کس نواز خواجہ
حسرت ہے تیرا خادم اپنے عمل پر نادم
فضل و کرم ہو اس پر بے کس نواز خواجہ

۴۔ غزل

(۱)

وصل ہوتا نظر نہیں آتا میرا جینا نظر نہیں آتا
مرضِ عشق کی دوا کردے کوئی ایسا نظر نہیں آتا
تیرے بیمارِ غم کو دیکھ آیا حال اچھا نظر نہیں آتا
رنگ ِ رُخ کررہا ہے غمّازی عشق چھپتا نظر نہیں آتا
جس کو دیکھو غرَض کا بندہ ہے کوئی میرا نظر نہیں آتا
ان حسینوں کی شوخ نظروں سے دل کا بچنا نظر نہیں آتا
کبھی منہ سے نقاب اُلٹیں گے مجھ کو ایسا نظر نہیں آتا
اس کو دل میں چھپا کے رکھا ہے جو کسی جا نظر نہیں آتا
اس کے دینے میں کچھ نہیں ہے کمی لینے والا نظر نہیں آتا
میرے حالِ زبوں کی کردے خبر کوئی ایسا نظر نہیں آتا
ایک گردش ہے صورتِ پَرکار اور ٹھکانا نظر نہیں آتا
جس طرف دیکھتا ہوں تو ہی ہے غیر تیرا نظر نہیں آتا

اس کی تصویر کے سوا حسرت
کوئی ویسا نظر نہیں آتا

(۲)

وعدہ کرتا ہے پر نہیں آتا — کوئی چارہ نظر نہیں آتا
بے قراری مجھی کو پہنچادے — وہ ستمگر اگر نہیں آتا
چلتے چلتے ہوئی ہے عمر تمام — یار کا گھر مگر نہیں آتا
مجھ کو مرنا ضرور آتا ہے — اس کو آنا اگر نہیں آتا
رات دن گھل رہا ہوں مثلِ نمک — مجھ کو رونا اگر نہیں آتا
بن کے ناصح ہر ایک آتا ہے — پر کوئی چارہ گر نہیں آتا
ہائے ایسے کو پاؤں کیونکر جو — پاس رہ کر نظر نہیں آتا
یا الٰہی میں تیرا بندہ ہوں — گرچہ کوئی ہنر نہیں آتا

کسی مصیبت میں پھنس گئے حسرت
کہ نکلنا نظر نہیں آتا

(۳)

تری بے وفائیوں کا نہ کوئی شکار ہوتا — ترے گھر کے پاس ظالم جو مرا مزار ہوتا
میں نہ درد مند ہوتا نہ یہ حالِ زار ہوتا — مرے دل پہ کاش یا رب مجھے اختیار ہوتا
درِ یار پر شہادت یہ کہاں تھی میری قسمت — مجھے بامزہ تھا مرنا جو ہزار بار ہوتا
یہ کہاں کی غیریت ہے کہ بنی حجابِ وحدت — اُسے گر سمجھتے ظاہر تو وہی دوچار ہوتا
ہے عجب روحقیقت کہ نہیں نشانِ خلقت — یہ کہاں مجالِ باطل کہ وہاں دوچار ہوتا
تجھے جس کا ہو ارادہ وہی روبرو ہو پیدا — ترا قصّہ یار ہوتا تو وہ تیرا یار ہوتا
یہ اُمیدِ دید ہی نے کیا موت کو گوارا — میری جان مفت کب تھی کہ جو یوں نثار ہوتا
مری بیخودی میں اس نے مجھے دوش پر سنبھالا — میں جو ہوشیار ہوتا تو نہ ہوشیار ہوتا

نہ ٹلائے سے ٹلے گی ہے بلائے آسمانی
مرا اعتبار حسرت مرا اعتبار ہوتا

(۴)

کون کرسکتا ہے اے یار نظارا تیرا
بن گیا برقعِ رُخ زورِ تجلّی تیرا

اس کو اغیار میں بھی یار نظر آتا ہے
جو ہے اے جانِ جہاں محو تماشا تیرا

تو ہے آزاد میں زندانِ حوادث میں اسیر
میرا دشوار ہے اور سہل ہے آنا تیرا

تیرا جلوہ کہیں پنہاں ہے کہیں پیدا ہے
کون سی جا ہے کہ اس جا نہیں جلوا تیرا

باعثِ رنج ہے عاشق کو بَلالوں کہنا
تو جو پیارا ہے تو ہے درد بھی پیارا تیرا

میں جو تیرا ہوں تو جو کچھ ہے مرا تیرا ہے
پھر یہ کیا بحث لگا رکھی ہے میرا تیرا

دردِ دل چھپ نہ سکا تجھ سے تو تُو چیخ اٹھا
حوصلہ دیکھ لیا بلبلِ شیدا تیرا

نازشِ حسرتؔ بیچارہ کہ بے چارہ رہے
کبریا تیری رِدا فخر ہے جامہ تیرا

(۵)

رندانِ بادہ کش پر ہے لطفِ علم تیرا
مل جائے مجھ کو ساقی بس ایک جام تیرا

پیر مغاں سلامت اک جام ہو عنایت
آئے ہیں میکدے کو ہم سن کے نام تیرا

آنکھوں سے تو نہاں ہے دل سے جُدا کہاں ہے
کھٹکا لگا ہوا ہے اک صبح و شام تیرا

اے دل برا ہو تیرا تو نے بہت ستایا
کردیں گے لے کے خنجر قصّہ شام تیرا

حُسنِ کلیمؔ آفت برھم زنِ قیامت
دَر پردہ کہہ رہا ہے حُسنِ کلام تیرا

ہے خاک میں ملایا اس پستی نظر نے
اے شاہبازِ معنیٰ سدرہ مقام تیرا

گر آپ کو بھلادے نام ونشاں مٹادے
سرنامۂ کتابِ ہستی ہو نام تیرا

کیوں انتظارِ ساقی کیوں حرص تجھ کو مئے کی
ناداں نہیں ہے خالی ہرگز یہ جام تیرا

دنیا کی کشمکش ہے سب تیرے دم سے حسرتؔ
سارا فساد تیرا جھگڑا تمام تیرا

(۶)

محوِ خود بینی مصوّرِ یار کی تصویر کا
غرقِ ناکامی نہ پانا شوخیِ تقریر کا

مرحبا ربطِ محبت آفریں اے جذبِ عشق
رہ گیا دل میں مرے پیکاں کسی کے تیر کا

وادیِ حرماں میں رہتا کیوں پریشاں اس طرح
گر سبق لیتا جو یک درگیر محکم گیر کا

ٹوٹ کر شیشہ کا پھر جڑنا بہت دشوار ہے
توڑنا اچھا نہیں دل عاشقِ دلگیر کا

خوگرِ رنج و مصیبت مجھ کو ہونا چاہیئے
گر نہیں ممکن بدل جانا مری تقدیر کا

کردیا کچھ ایسا کاہیدہ خیالِ یار نے
اب گماں ہوتا ہے مجھ پر پیکرِ تصویر کا

بازِ چیدہ دام ہو جس جا پہ صیادِ خرد
واں گزر معلوم حسرت توسَنِ تقریر کا

(۷)

خود فراموشی ہے انجام شناسائی کا
خود تماشائی ہے انجام تماشائی کا

نہ ہوئی کحلِ بصر خاکِ کفِ پائے حبیب
عمر بھر کام رہا بادیہ پیمائی کا

ہم کو بھی حسن پرستی کا ہمیشہ سے ہے شوق
شوق ہے ان کا ہمیشہ سے خود آرائی کا

دیکھو کیا کہتے ہو دنیا میں ہے مجھ سا کوئی
آئنہ ہاتھ میں اور دعویٰ ہے یکتائی کا

باہر آؤ تو میں صورت کی بلائیں لے لوں
کیسے ناقدر ہو کیا شوق ہے تنہائی کا

درِ محبوب، خدایا پئے حسرت کھل جائے
کچھ تو مل جائے صلہ اس کو جبیں سائی کا

(۸)

وہی ہم اور وہی فتنۂ تازہ ہوگا
ہم نہ ہوں گے نہ یہ ہردم کا بکھیڑا ہوگا

دل میں میرے نہ کبھی دخل کسی کا ہوگا
اس میں ہوگا تو وہی نور کا پتلا ہوگا

تیرے وارفتۂ اُلفت کو جو ہوش آئے گا
پھر وہی جامہ دَری اور وہی صحرا ہوگا

بزمِ محبوب میں یوں چھپ کے پہنچ جاؤں گا
کہ مرے ساتھ نہ ہرگز مرا سایہ ہوگا

خودستائی کے تو قائل نہ کبھی ہم ہوں گے
داد لینی ہو تو پردے سے نکلنا ہوگا

کیا فرشتوں کو خبر تھی کہ یہ خاکی پتلا
جان پڑتے ہی طلسمات کا پُتلا ہوگا

روزِ محشر رُخِ روشن سے جو اٹھے گا نقاب
دیکھنا حشر میں اک حشر ہی برپا ہوگا

تم تو خوش ہو کہ قیامت میں کروگے دعوے
واں بھی صورت یہی نکلی تو کہو کیا ہوگا

ساتھ لے جائیں گے ہم ان کا تصور حسرتؔ
قبر میں چاہنے والا نہ اکیلا ہوگا

(۹)

حالِ دل کروں کس سے اے خدا بیاں اپنا　　کوئی بھی نہیں ملتا مجھ کو رازداں اپنا
دوستی زبانی تھی ساری باد خوانی تھی　　کوئی بھی نہیں نکلا وقتِ امتحاں اپنا
لاغری الگ غماز رنگِ رُخ جُدا نمّام　　حالِ دل رہے کیونکر اے خدا نہاں اپنا
خود تھا دشمنِ تحقیق، مانعِ رہِ تدقیق　　پردۂ حقیقت تھا بالیقیں گماں اپنا
وہ ستم کریں مجھ پر وہ جفا کریں جی بھر　　مجھ کو پائیں گے آخر دوست بے گماں اپنا
بارِیک جہاں سر پر اُٹھ کھڑا ہوا لے کر　　کام کا مگر نکلا قلبِ ناتواں اپنا
پوچھتے سبب کیا ہو میری زردئ رُخ کا　　لے کے آئنہ دیکھیں رنگِ مہرباں اپنا
گھر میں ہوتی ہے وحشت باغ وراغ سے نفرت　　یعنی دل نہیں لگتا زیرِ آسماں اپنا
عقل نے نہ کی تدبیر عشق نے نہ کی تاثیر　　آہ نالۂ شب گیر نکلا رائیگاں اپنا
رُوح تن میں گھبرائے دم نہ کیوں نکل جائے　　رازِ دل نہ ہو لیکن غیر پر عیاں اپنا

ہر طرف تگاپو کی لاکھ کدّ و کاوِش کی
پَر نہیں ملا حسؔرت آج تک نشاں اپنا

(۱۰)

جو دل میں تمہارے ہو وہ جور و جفا کرنا پر دل سے کبھی اپنے ہرگز نہ جُدا کرنا
عادت ہے حسینوں کی ہر وقت جفا کرنا عاشق کا فریضہ ہے ہر حال وفا کرنا
اس کو یوں ہی رہنے دو مرتا ہے تو مرنے دو بیمارِ محبت کی ہرگز نہ دوا کرنا
یہ طرزِ ستم کیا ہے، یہ رنگِ جفا کیا ہے خود چھیڑ کے عاشق کو انگشت نما کرنا
آئینِ محبت ہے عشاق کی عادت ہے ہر ایک کی سن لینا اور دل کا کہا کرنا
کیا آنکھ مچولا ہے کس لطف کا چھپنا ہے آنکھوں سے تو چھپ جانا اور دل میں رہا کرنا
آرام اگر پوچھو تسکین اگر چاہو توحید کی مستی میں دن رات رہا کرنا

یہ وادیٔ حیرت ہے تسلیم سلامت ہے
اس جائے نہ اے حسرت کچھ چون و چرا کرنا

(۱۱)

غایت ِ معرفت و علم ہے ناداں ہونا سُرمۂ دیدۂ تحقیق ہے حیراں ہونا
بُوالہوس تیغِ محبت سے ہو کس طرح شہید کارِ ہر سنگ نہیں لعلِ بدخشاں ہونا
خود نہاں اور عیاں کس سے نہاں ہائے جہاں حیرت انگیز ہے پیدائی کا پنہاں ہونا
ایک ''ہاں'' مادرِ ہر گو نہ بلا ہائے جہاں کیا قیامت ہے یہ پابستۂ پیماں ہونا
میرے حصہ میں شب و روز جگر کاوی ہے میری قسمت میں کہاں یار کا مہماں ہونا
چشمِ تحقیق میں ہیں شادی و ماتم توام لطمۂ بادِ خزاں گُل کا ہے خنداں ہونا

اُنس انسان کی ہے، اصل سمجھ اے حسرت
اُنس جب تک نہ ہو ممکن نہیں انسان ہونا

(۱۲)

مُضغۂ گوشت سے سوا نہ ہوا
دل اگر درد آشنا نہ ہوا

دلِ وحشی ! یہ دارِ اُلفت ہے
کوئی اس دام سے رہا نہ ہوا

تیر سے ہو گیا جدا پیکاں
میرے دل سے مگر جُدا نہ ہوا

ہم سمجھتے ہیں ہم کو بھول گئے
تازہ فتنہ اگر بپا نہ ہوا

ہے سہارا ہمارے جینے کا
وعدۂ یار گو وفا نہ ہوا

مجھ کو لازم ہے اس کا ہو جانا
نہ ہوا وہ اگر مِرا نہ ہوا

روز کی جاں کنی سے چھوٹ گئے
مر گئے ہم تو کچھ برا نہ ہوا

پوچھتے ہیں کہ ''کون روتا ہے''
شکر ہے نالہ نارسا نہ ہوا

''ہوں'' بھی میں یا ''نہیں ہوں'' اے حسرتؔ
آج تک طے یہ مسئلہ نہ ہوا

(۱۳)

نالہ ہائے زار میرے سن کے یار آ ہی گیا
رنج سب جاتا رہا دل کو قرار آ ہی گیا

آفریں اے زورِ جذبِ عشق! کیا کہنا ترا
اپنی خلوت گاہ سے وہ پردہ دار آ ہی گیا

اُن کی صورت دیکھ کر جاتے رہے صبر و قرار
میرے لب پر نالۂ بے اختیار آ ہی گیا

آنکھ کی پُتلی نہ تھی تصویر تھی محبوب کی
اپنا البم جان کر ان کو پیار آ ہی گیا

عشق کا جب خاصّہ ٹھیرا دل پُر اضطراب
اپنے دل کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

نالہ ہائے زار نے آخر کیا دل پر اثر
اشک اُن کی آنکھ میں بے اختیار آ ہی گیا

لاکھ روکا لاکھ سمجھایا مگر بے اختیار
ان کے گھر تک یہ دل پُر اضطرار آ ہی گیا

جاں نثاری کی ہوئی حسرتؔ انھیں بھی قدر کچھ
رحم ان کو دیکھ کر سنگِ مزار آ ہی گیا

(۱۴)

بات کرنے میں بہک جاتے ہو یہ کیا ہوگیا
تم پہ کچھ جادو ہوا یا کوئی سایہ ہوگیا

عاشقی ہے بندگی جو جی میں آئے تم کرو
میں تمہارا ہوگیا ہوں، میں تمہارا ہوگیا

آفریں بر جانِ پاکت اے خیالِ اتحاد
ہم نے اپنا جس کو سمجھا بس وہ اپنا ہوگیا

خیر و شر، نیکی بدی، سب ہاتھ میں ہیں آپ کے
آپ نے جس کو کیا اچھا وہ اچھا ہوگیا

عقل سے تو خوب تھی دیوانگی کی عاشقی
عقل آتے ہی جو اپنا تھا پرایا ہوگیا

آنکھ ملتے ہی ہمارے دل پہ اک بجلی گری
کچھ خبر ہم کو نہیں، باقی کہ پھر کیا ہوگیا

اے نمودِ بے حقیقت کچھ نہیں تیرا وجود
ہم کو دھوکا ہوگیا تھا ہم کو دھوکا ہوگیا

جو نظر آیا، نہ تھا، جو تھا، نظر آیا نہیں
بے حقیقت کا حقیقت میں تماشا ہوگیا

ثَمَّ وَجْهُ اللّٰه سے حسرتؔ پتہ مل ہی گیا
یار جس جانب نظر آجائے سجدہ ہوگیا

(۱۵)

خُم کے خُم مجھ کو پلا آباد میخانہ ترا
میں بلانوشِ ازل اور ایک پیمانہ ترا

مست تیرے خود پئیں اور دوسروں کو بھی پلائیں
حشر تک قائم رہے ساقی یہ میخانہ ترا

ایک لقمہ میری بھی کشکول میں تو ڈال دے
تو سلامت گھر سلامت صاحبِ خانہ ترا

سب کو بھولا خود کو بھولا پر نہ وہ بھولا تجھے
خوب دانشمند نکلا ہے یہ دیوانہ ترا

بے خبر کوئی پڑا ہے اور سجدہ میں کوئی
کیا عجائب خانہ ہے اے یار کا شانہ ترا

جامعِ کثرت ہے وحدت اس پہ قائم ہے نظام
ایک ڈوری میں تری، تسبیح اور دانہ ترا

سب ہیں لاحاصل در و دیوار کے نقش و نگار
گر نہیں ہے تیرے گھر میں صاحبِ خانہ ترا

کثرت و آحاد کی توحید سے تنظیم ہے
ہے منظّم رشتۂ تسبیح صددانہ تیرا

حسرتا پگڑی کدھر ہے اور ہے جوتی کہاں
اک تماشا دیدنی ہے رنگِ مستانہ ترا

(۱۶)

نیک فطرت بُرا نہیں ہوتا　بدطبیعت بھلا نہیں ہوتا
اس کا ہر کام عینِ حکمت ہے　کچھ بُرا کچھ بھلا نہیں ہوتا
اس کی توفیقِ شکر ہے احساں　شکر جس کا ادا نہیں ہوتا
تم کو چاہا تو کیا قصور کیا　چاہنا کچھ بُرا نہیں ہوتا
جس کے دل میں خلوصِ نیت ہو　طالبِ مرحبا نہیں ہوتا
جب تلک عبدیت نہ ہو پیدا　آدمی کام کا نہیں ہوتا
صورت اچھی ہے سیرت اچھی ہے　کون تم پر فدا نہیں ہوتا
اِنَّ رَبِّیْ لِمَا یَشَاءُ قَدِیْر　وہ جو چاہے تو کیا نہیں ہوتا
ان نگاہوں سے بچنا ہے جب تک　آمنا سامنا نہیں ہوتا
دردِ دل پر قیام ہے میرا　درد، دل سے جُدا نہیں ہوتا
میں امیدِ وفا پہ جیتا ہوں　وعدہ گرچہ وفا نہیں ہوتا
میں جو چاہوں تو کچھ نہیں ہوگا　تم جو چاہو تو کیا نہیں ہوتا
مرضِ عشق کو وہ کیا جانے　اس میں جو مبتلا نہیں ہوتا
یہ محبت ہے اس پہ ضبط کرو　رازِ دل برملا نہیں ہوتا
آئینہ ٹوٹ کر نہیں جڑتا　دل دکھانا بھلا نہیں ہوتا
اپنے دُکھ کا گِلا ہے اپنے سے　غیر سے کچھ گِلا نہیں ہوتا

دامِ اُلفت میں کیوں پھنسے حسرتؔ
کوئی اس سے رہا نہیں ہوتا

(۱۷)

آنکھ ملنے کا بہانہ ہوگیا
دل پہ اس ظالم کا قبضہ ہوگیا

جذبۂ دل نے نہ کی تاثیر کچھ
یہ بھی کیا کم بخت اُن کا ہوگیا

یاں ہماری ہوگئی مٹی خراب
اور ان کا ایک تماشا ہوگیا

عاشقی ہے حوصلہ مندوں کا کام
یہ بھی کیا کچھ کھیل ٹھٹا ہوگیا

جان و مال و آبرو برباد رفت
کیا کہوں اُلفت میں کیا کیا ہوگیا

سیرگہ میں دل کسی نے لے لیا
کیا تماشے میں تماشہ ہوگیا

اب تمنا کی تمنا کیجئے
دل جو تھا وہ پارہ پارہ ہوگیا

جستجو میں اُن کی ہم خود کھوگئے
چاہتے کیا تھے مگر کیا ہوگیا

رہ گئے حسرتؔ کلیجہ تھام کر
بیٹھے بیٹھے تم کو یہ کیا ہوگیا

(۱۸)

مے پلا ساقی کہ ہوں سرشار سب
منتظر ہیں جام کے میخوار سب

باتوں باتوں میں ہی لے لیتی ہے دل
سحر آگیں ہے تری گفتار سب

دین و دنیا جاں و دل صبر و قرار
لے گیا ہے وہ بُتِ طرار سب

لن ترانی کی نہ لے جلوہ دِکھا
منتظر ہیں طالبِ دیدار سب

دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لو
دردِ دل کرتا ہوں اب اظہار سب

قبر میں ہمراہ آتا کون ہے
مال و دولت سیم و زر بیکار سب

فکر موزوں جوہر مضموں دکھا
جمع ہیں بزم سخن میں یار سب

از برائے مصطفیٰؐ تو بخش دے
جرم ہائے حسرتؔ اے غفار سب

(۱۹)

نہ کسی چیز میں دل اُن کا لگا میرے بعد — یاد آتی ہی رہی میری وفا میرے بعد
اب تو میں راہ روِ مُلکِ عدم ہوتا ہوں — ترا ہر حال میں حافظ ہے خدا میرے بعد
چھوڑ کر مجھ کو اگر جاتے ہو' جاؤ لیکن — نہ ملے گا تمہیں پابندِ وفا میرے بعد
جان پیاری ہے تو تم پیار کسی کو نہ کرو — کوئی عُشاق میں کردے یہ ندا میرے بعد
بے ترے میں تو تڑپتا ہی رہا رات تمام — سچ بتا دے ترا کیا حال ہوا میرے بعد
میں جو مرتا ہوں بلا سے مجھے مرجانے دے — تو برا حال خدارا نہ بنا میرے بعد
مکتبِ عشق میں معلوم نہیں لے گا کون — درسِ اُفتادگی و درسِ فنا میرے بعد
اپنے مرنے کی نہیں فکر مجھے فکر یہ ہے — کون اٹھائے گا ترے جور و جفا میرے بعد

زندگی بھر کوئی حسرت نہ نکالی دل کی
نوحہ کرتے ہوئے گر آئے تو کیا میرے بعد

(۲۰)

کہاں جاتے ہو دل میں گھر بنا کر — کدھر چھپتے ہو آنکھوں میں سما کر
انھیں یاد آ گیا پھولوں پہ سونا — ہماری قبر پر چادر چڑھا کر
کہاں تک سبز رنگوں کی جفائیں — کسی دن مر رہیں گے زہر کھا کر
ہزاروں آفتوں کا سامنا ہے — بہت پچھتاؤ گے تم دل لگا کر
دمِ آخر ہے آنا ہو تو آ جاؤ — کوئی کہہ دے یہ اُن کے پاس جا کر
زمیں پر گر گئے ہم ہو کے بے ہوش — وہ آخر چل دیئے دامن چھڑا کر

تو مالک ہے ترا بندہ ہے حسرت
بُرا کر یا اِلٰہی یا بھلا کر

(۲۱)

ظلمتِ روز میں آتا ہے نظر مجھ کو وہ نور
جو شبِ تار کے آغوش میں کرتا ہے ظہور

شورِ شادی میں بھی مسموع مجھے ہوتی ہے
دُہلِ موت کی آواز' فنا سے معمور

موت کے ٹھنڈے پسینہ میں ہے سرگرم حکیم
کہ غریزی کی حرارت کو ہو پھر عود ضرور

کسی حداد کے ضربات سے پیدا ہیں شرر
جن سے ہے سارا جہاں خرم و شاد و مسرور

تیرے رُخسارِ ضیابار کا کب ہو دیدار
پردۂ سحر میں کب تک تو رہے گا مستور

ساحتِ وصل کی جانب تری کب دوڑوں گا
سکتۂ زیست کو کر دفع تو اے ربِّ غفور

تو سلامت رہے آباد رہے پر یا رب
مری آنکھیں' مرا سینہ رہے تجھ سے معمور

جوشِ رحمت ترا اک صورت زیبا لے لے
سِرِّ باطن کو کرے اپنے قلم سے مسطور

بے قراری میں رہے برقِ تجلی کی تڑپ
مری آہوں میں شرر ریز رہے شعلۂ طور

دل کو اک صاعقۂ وجد کرے خاک سیاہ
اور اس خاک سے موّاج ہوں عین الکافور

میں کہوں میں تو زباں سے میری تو ہی نکلے
میں نظر جس پہ کروں تو ہی مرا ہو منظور

ہوش مفقود ہوں پر دل میں ترا دھیان رہے
نام تیرا رہے ہر وقت زبان پر مذکور

مری ہر سانس میں جاری نَفَسِ رحمانی
مرا ہر لفظ ہو تفسیرِ کتابِ مسطور

آ مرے دل میں کہ غیروں کا نہیں اس میں گزر
پردہ غیروں سے اگر تجھ کو ہے کرنا منظور

ایک چُلّو مجھے لینے کی اجازت ہو جائے
تیرا دریائے کرم جاری ہے ہر دم بھرپور

آج اے حسرتِ وارفتہ یہ کیسا ہے کلام
آج کچھ مجھ کو نظر آتے ہیں حضرت مخمور

(۲۲)

تجھ سے اک کرتے ہیں ساقی عرضِ بے باکانہ ہم
منتظر کب سے کھڑے ہیں، بہرِ یک پیمانہ ہم
آستانِ یار تکیہ اور بستر فرشِ خاک
یوں بسر کرتے ہیں اپنی زندگی رِندانہ ہم
دیکھیے انجام کیا ہوگا ہمارے عشق کا
دل تو اپنا دے رہے ہیں صورتِ بیعانہ ہم
دے کے اس کا مال اس کو ہم نے اس کو لے لیا
کیسے ہیں داد و ستد میں عاقل و فرزانہ ہم
ہو گئے مدہوش پہنچی ہم کو جب بوئے شراب
یعنی پہنچے بھی نہیں تھے تا درِ میخانہ ہم
کیسی پیاری شکلیں دکھلاتا ہے نقّاشِ خیال
لوَحَش اللہ ہو گئے ہیں رُوکشِ بت خانہ ہم
جان و دل کو کردیا صَرفِ تجلائے جمال
ہیں خراجِ آفریں اے ہمتِ مردانہ ہم
مقصدِ خلقِ جہاں مرآۃِ اسماء و صفات
زینت افزائے سریر و افسرِ شاہانہ ہم
آفرینِ آفرینش زیبِ اورنگِ شہی
نورِ چشمِ صاحبِ خانہ چراغِ خانہ ہم
خامش اے حسرتؔ کہ گنجائش نہیں یاں غیر کی
ہیں یگانہ کس کے ہم اور کس سے ہیں بیگانہ ہم

(۲۳)

کوئی جا خالی کرے اور کوئی پائے مقام
ہے اسی رنگ سے آبادیٔ عالم کا نظام

نہ رہا کوئی پیمبر نہ رہا کوئی امام
ہے خدا ہی کے لئے خاص خلود اور دوام

سانس لیتا ہے تو انسان جیا کرتا ہے
کیا ہو امیدِ بقا جس کا ہَوا پر ہے قیام

ایک آتا ہے یہاں ایک چلا جاتا ہے
نہ بقا اس کو ہے دنیا میں نہ اس کو ہے قیام

کون دنیا میں رہا ہے کہ رہیں گے ہم بھی
اک فنا ہے جسے حاصل ہے بقا اور دوام

کون دو بار مرا ہے یہ بتادے کوئی
ایک ہی بار ہے مرنا نہیں کچھ اس میں کلام

جو بہادر ہے نہیں موت سے ڈرتا ہرگز
ڈرتا نامرد ہے مرنا تو ہے سب کا انجام

طالبِ موت سے خود موت جدا رہتی ہے
بلکہ کرتی ہے حفاظت جو نہو عمر تمام

موتؔ کے پُل ہی پہ مل جاتے ہیں محبوب و محبؔ
حسرتؔا موت مبارک ہے جو ہو نیک انجام

(۲۴)

اپنی نگاہِ شوق کو روکا کریں گے ہم
وہ خود کریں نگاہ تو پھر کیا کریں گے ہم

اُن کا طواف اور انھیں سجدہ کریں گے ہم
جس طرح سے بنے انھیں اپنا کریں گے ہم

دل کی تپش کو اپنی بجھائیں گے اس طرح
آنکھوں سے سیلِ اشک بہایا کریں گے ہم

خانہ خراب عشق نے مجبور کردیا
قابو میں دل نہ ہو تو بھلا کیا کریں گے ہم

جوشِ جنوں میں چیخیں گے چلّائیں گے مگر
لب پر کسی کا نام نہ لایا کریں گے ہم

آئینہ رو کے سامنے ہم بن کے آئینہ
حیرانیوں کا ایک تماشہ کریں گے ہم

حسرتؔ وہ میرے حال سے واقف ہیں اس لئے
خاموش اُن کے سامنے بیٹھا کریں گے ہم

(۲۵)

حق بیں نظر میں مثلِ گلِ نَو بہار ہوں   اور چشم خود پرست میں مانندِ خار ہوں
ساقی میں تیرے دستِ کرم پر نثار ہوں   اک جام اور دے میں ابھی ہوشیار ہوں
بے بُود ہے نمود عدم ہے مرا وجود   میں چشم اعتبار میں محض اعتبار ہوں
مقصد مرا وہی ہے جو مطلب ہے یار کا   میں اپنے اختیار میں بے اختیار ہوں
دریا پکارتا ہے ادھر دیکھ اے حباب   تیرے لئے میں تیری طرح بے قرار ہوں
نکلا ہوں جب سے گھر سے نہ پہنچا کبھی وہاں   دردا کہ بے وطن ہوں غریب الدیار ہوں
آتی ہے ہر نفَس سے صدا گوشِ ہوش میں   کچھ کرلو غافلو کہ میں ناپائیدار ہوں
جلوہ فزا ہے دل میں مرے اک بُتِ حسیں   میں ایک پردہ دار کا اَب پردہ دار ہوں
سوزِ دروں سے آگ نکلتی ہے رات دن   آتش فشاں مثالِ درختِ چنار ہوں
اس کے خدنگِ ناز و نظر میں یہ ہے بحث   تو پہلے دل سے پار کہ میں پہلے پار ہوں
اس بے خودی نے کھیل بگاڑا مرا تمام   اے شوقِ وصل تجھ سے بہت شرمسار ہوں
اس تیرہ خاک میں ہے نہاں ایک جانِ پاک   آئینۂ کمال پہ زنگِ غبار ہوں

جب وہ نہ ہوں تو میں ہوں، نہ ہوں میں تو وہ رہیں
حسرتؔ یہ رنگ ہو تو میں کیا کامگار ہوں

(۲۶)

نمودِ جنبشِ نوکِ قلم ہیں ساری تحریریں
عوالم کیا ہیں علم ذات کی ہیں ساری تفسیریں

تماشا گاہ ہے عالم کسی استادِ کامل کا
یہ ہم تم کیا ہیں گویا سنیما کی چند تصویریں

ہوا اطلاق کی کھا بیشۂ وحدت کا لے رستہ
کہاں تک پاؤں میں تقیید کی اے شیر زنجیریں

محبت نے نہ چھوڑا جز خیالِ یار کچھ دل میں
عوض خوں کے خیالِ یار ٹپکے گا جو دل چیریں

نہیں نقدِ عمل کچھ بھی مرے جیب و گریباں میں
مگر دل میں ہیں یاربّ تیرے محبوبوں کی تصویریں

خدا کے ہاتھ میں سب کچھ ہے لاحول ولاقوۃ
نہ ہو تقدیر گر یاور اُلٹ جاتی ہیں تدبیریں

خدا پر چھوڑ اپنے نیک و بد کو سب ہیں لاحاصل
نہ کام آئیں گی تدبیریں نہ تقریریں نہ تحریریں

جھکا دے گردنِ تسلیم، پھیرا اپنا نہ سر حسرتؔ
پڑیں سر پر جو مرضیِ خدا میں لاکھ شمشیریں

(۲۷)

جلوۂ حُسنِ دلربا کوئی ہمیں دکھائے کیوں
لے کے ہمارے دل کو پھر پردہ میں منہ چھپائے کیوں

کس کو سکھا رہے ہو جاؤ یہ تو ذرا مجھے بتاؤ
تم کو نہ تھا اگر لگاؤ سامنے میرے آئے کیوں

کھو کے حواس اب ہوا تم کو یقیں مرا کہا
سامنے آئینہ کے تم دیکھنے خود کو آئے کیوں

عشق ہے دل لگی نہیں کھیل نہیں ہنسی نہیں
دل کو خود اپنے ہاتھ سے دے کے یہ ہائے ہائے کیوں

مل کے رہی سزائے دار عفو ہوا نہ زینہار
رازِ نہانِ حسن و عشق کوئی زباں پہ لائے کیوں

عشق ہے عینِ بندگی اس میں ہو سرفگندگی
یاں تو سوائے لفظِ ہاں کوئی نہ لب پہ لائے کیوں

عشق ہے اک بلائے جاں حسن ہے آفتِ جہاں
وادیٔ حسن و عشق میں جان کے کوئی جائے کیوں

کچھ نہیں اس سے فائدہ تازہ جنون کے سوا
جس کی نہ ہو امیدِ وصل اس کا خیال آئے کیوں

موت کا عشق نام ہے اس میں خوشی حرام ہے
ایسی بلا کو ہوشمند اپنے گلے لگائے کیوں

نام و نمود کھو چکے سارے جہاں کو رو چکے
جان سے جو گزر چکے اس کو کوئی ڈرائے کیوں

حسرتِ بے نوا ہے یہ موردِ صد بلا ہے یہ
ایسے ستم رسیدہ کو کوئی بھلا ستائے کیوں

(۲۸)

مری بود ہی کی نمود ہے یہ حقیقت اور مجاز میں
میں دکھا کے لاکھوں نمائشیں ہوں ہنوز پردۂ راز میں

نہ شراب میں وہ مزا ملا نہ کباب میں وہ مزا ملا
بخدا ملا جو مجھے مزا مرے دل کے سوز و گداز میں

تو کمال حسن سے سرفراز مجھے تیرے عشق سے امتیاز
نہ تری نظیر ہے ناز میں، نہ میری نظیر نیاز میں

نہ ملیں وہ محفلِ قدس میں نہ بلائیں منزلِ اُنس میں
کہیں چلتے پھرتے نظر پڑیں وہ مجھے بھی راہ مجاز میں

نہ نیاز تھا، تو نہ ناز تھا، نہ درِ کمال ہی باز تھا
مری جان جاں تھا نہاں، رہا ترا ناز میرے نیاز میں

جو نہ ہو اسی کی نمود ہو، نہ نمود اصل وجود ہو
کوئی کیا بتائے کمالِ جو ہے خیالِ شعبدہ باز میں

ترے دردِ دل کی کہیں دوا نہ ملے گی حسرتؔ بے نوا
تو تڑپ تڑپ کے تمام ہو یوں ہی نالہ ہائے گداز میں

(۲۹)

تو نہیں، تیر کا بیٹھے ترے پیکاں دل میں
ایک حسرت ہے یہی میرے پر ارماں دل میں
یہ جھروکا تمہیں منظور کہ یہ گھر مطلوب
آنکھ میں رہنا ہے بہتر کہ مری جاں دل میں
اس سے بہتر نہیں پردہ کا کوئی اور مقام
تم کو چھپنا ہو تو چھپ جاؤ مری جاں دل میں
ہم وفا کرنے سے ہوں گے نہ کبیدہ خاطر
وہ جفا کرنے سے ہوں گے نہ پشیماں دل میں
حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
رہ گئے ہائے مرے دل کے سب ارماں دل میں
ایک ہم ہیں کہ شب و روز فدا رہتے ہیں
ایک تم ہو کہ نہ مانا کوئی احساں دل میں
کیوں یہ رہ رہ کے خلش ہوتی ہے دل میں حسرتؔ
رہ گیا ہو نہ کوئی ٹوٹ کے پیکاں دل میں

(۳۰)

دامِ تقلید سے اعلیٰ ہوں میں
دشتِ اطلاق کا عنقا ہوں میں

کبھی پنہاں کبھی پیدا ہوں میں
موجۂ جوششِ دریا ہوں میں

کبھی روتا ہوں کبھی ہنستا ہوں
یار کا ایک تماشا ہوں میں

کہیں ہنگامہ نہ ہوجائے بپا
جوشِ اُلفت کو دباتا ہوں میں

ہائے بیچارگیٔ اُلفت میں
جی بھر آتا ہے تو روتا ہوں میں

ان کے قدموں میں پڑا رہتا ہوں
قدِ محبوب کا سایہ ہوں میں

خانہ بربادی کا کیا غم مجھ کو
دل میں محبوب کے رہتا ہوں میں

جانتا ہوں کہ میں کچھ ہوں بے شک
پر یہ معلوم نہیں کیا ہوں میں

وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے
وہی سب کچھ ہے تو پھر کیا ہوں میں

کون سی شئے ہے نہیں جو مجھ میں
اک طلسمات کا پُتلا ہوں میں

ہاتھ میں اُن کے ہوں میں کٹھ پتلی
وہ جو چاہیں وہی کرتا ہوں میں

آپ جو کہتے ہیں کہہ دیتا ہوں
میں نہ زندہ ہوں نہ مردہ ہوں میں

آپ اچھے ہیں تو میں کب ہوں برا
آپ کا دیکھنے والا ہوں میں

میں سراپا ہوں گُنہ گار مگر
یا اِلٰہی ترا بندہ ہوں میں

واہ کیا مجھ کو نہیں جانتے آپ
آپ کا حسرتؔ شیدا ہوں میں

(۳۱)

جب تک نہ وہ کہے کبھی کہتا نہیں ہوں میں　　یوں اس کی بزم میں ہوں کہ گویا نہیں ہوں میں

ہیں دفن میرے ساتھ مرے دل کی حسرتیں　　شکرِ خدا کہ قبر میں تنہا نہیں ہوں میں

کانوں میں بس گئی ہے اک آوازِ دل نشیں　　مدت ہوئی مگر اُسے بھولا نہیں ہوں میں

بھاگوں جو سن کے یار سے میں نامِ امتحاں　　کچھ بُوالہوس کا رنگِ پریدہ نہیں ہوں میں

پروانہ کا ہوں سوزِ درون و گدازِ جاں　　شور و فغانِ بلبل شیدا نہیں ہوں میں

حضرت کے ہوش اُڑ گئے بس ایک جام میں　　اور خُم کے خُم چڑھا کے بہکتا نہیں ہوں میں

مازاغ کی نظر کا ہے میری نظر میں نور　　کچھ خیرگیٔ دیدۂ موسیٰ نہیں ہوں میں

دنیا کے سب کمال ہیں مجھ میں بھرے ہوئے
حسرتؔ پر ایک بات ہے اپنا نہیں ہوں میں

(۳۲)

سرگشتہ مثلِ مجنوں پایا تری گلی میں
گر ہوشمند کوئی پہنچا تری گلی میں

رندوں کا لگ رہا ہے میلہ تری گلی میں
میخانے کھل رہے ہیں ہر جا تری گلی میں

رو رو کے رات کاٹی پھر پھر کے دن گزارا
اے جاں یہ ماجرا ہے میرا تری گلی میں

آرام ہو تو کیوں کر راحت ملے تو کیسے
ہر دم ہے تازہ فتنہ برپا تری گلی میں

شاید جنونِ تازہ اٹھا ہے پھر کسی کو
کیوں رات بھر تھا شور و غوغا تری گلی میں

شعلے نکل کے رہتے ہم یوں اگر نہ روتے
ہے خاکِ دل جلوں کی ہر جا تری گلی میں

دنیا کی خاک چھانی ہر ایک جائے ڈھونڈا
راحت کہیں نہ پائی اِلّا تری گلی میں

ہے رقص بسملوں کا اور شور دل جلوں کا
ہم نے عجب تماشا دیکھا تری گلی میں

صَرفِ نیاز دونوں کافر ہو یا مسلماں
مذہب ہے ایک سب کا سجدہ تری گلی میں

کھل جائے اب دریچہ ہو جائے ایک جلوہ
سب منتظر کھڑے ہیں خواجہ تری گلی میں

بجلی چمک کر گرتی ہے چار جانب
ہے ایک طورِ سینا گویا تری گلی میں

دیکھا تو بس یہ دیکھا اس کو جو کوئی پہنچا
اک گرد کا بگولہ اٹھا تری گلی میں

ہم نے تو لاکھ ڈھونڈا کچھ بھی پتہ نہ پایا
مجنوں کدھر چھپا ہے لیلیٰ تری گلی میں

دیکھا تو کچھ نہ پایا سوچا تو بس یہ سمجھا
اک نام رہ گیا ہے میرا تری گلی میں

پیوندِ خاک ہوگا نقشِ قدم بنے گا
حسرتؔ یہ جان ہی کر آیا تری گلی میں

(۴۳)

عجب حال دنیا کا ہم دیکھتے ہیں — ہر اک کو گرفتارِ غم دیکھتے ہیں
تری کج ادائی میں او لااُبالی — عجب لطف تیری قسم دیکھتے ہیں
بھلا آئینہ میں کبھی تم نے دیکھا — تمہیں جن نگاہوں سے ہم دیکھتے ہیں
ہماری محبت کی بنیاد ہی پر — تمہاری بِنائے ستم دیکھتے ہیں
ہیولائے نیرنگِ عالم اِلٰہی — مگر رنگ الفت کو ہم دیکھتے ہیں
ہوا ہے کسی مست کا جب سے جلوہ — ہم اس دل کو اک جام جم دیکھتے ہیں
ہم اخلاصِ دل اور لطفِ خدا کو — ہمیشہ قدم باقدم دیکھتے ہیں
وہ اشکِ محبت کو سمجھیں تو کیوں کر — کہ ہر اک کو باچشمِ نم دیکھتے ہیں
مزہ کچھ محبت کا ملتا ہے اُن کو — جو اُن کے ستم کو کرم دیکھتے ہیں

نہ ہو خاک حسرتؔ تمہاری گلی میں
بلند اک بگولا سا ہم دیکھتے ہیں

(۴۴)

اپنی صورت کسی کو دکھاتے نہیں — دیکھ لیں جو وہ آپے میں آتے نہیں
نہ چھوؤ نہ چھوؤ حسن کی داد لو — اچھی صورت کو اچھے چھپاتے نہیں
عشق ہے اک بلا اس میں جو پھنس گیا — اس مصیبت کو کوئی چھڑاتے نہیں
تم کو کیا مل گیا گر کوئی مرگیا — مرنے والے پہ کیا رحم کھاتے نہیں
قبر میں تم کو آرام مل جائے گا — دل لگاتے ہیں جو چین پاتے نہیں
مرگیا مرگیا اس کی جانے بلا — قبر پر پھول اس کے چڑھاتے نہیں

حسرتِؔ مبتلا جانتا کیا نہ تھا
دل لگاتے ہیں جو منہ پھراتے نہیں

(۳۵)

ہم نے دیکھیں ہزار کی آنکھیں
پر کہاں اس نگار کی آنکھیں

لال ڈورے ہیں بندِ پائے نظر
صید کرتی ہیں یار کی آنکھیں

جانتے ہو کہ کہہ رہی کیا ہیں
عاشقِ بے قرار کی آنکھیں

کب یہ راحت سے بیٹھنے دیں گی
فتنہ انگیز یار کی آنکھیں

لاکھ نیچی نظر رکھو اپنی
کہیں چھپتی ہیں پیار کی آنکھیں

ان پپوٹوں میں یا مرے دل میں
کس میں رہتی ہیں یار کی آنکھیں

کیا کِیا اس نے خود نہیں واقف
ایک عالم شکار کی آنکھیں

کرتی ہیں رازِ دل کی غمازی
عاشقِ پردہ دار کی آنکھیں

بعدِ مُردن بھی تھیں کھلی کی کھلی
ہائے وہ انتظار کی آنکھیں

بے پلائے کے مست کرتی ہیں
ساقیِ پُرخمار کی آنکھیں

نہ بھلائی گئیں بھلانے سے
حسرتِ جاں سپار کی آنکھیں

(۳۶)

درد تو لاعلاج بن او شبِ غم دراز ہو
میں رہوں اور بیکسی کوئی نہ چارہ ساز ہو

سینہ میں دل کباب ہو آنکھوں میں سیلِ آب ہو
نغمہ طرب فزا نہ ہو نغمہ فزا نہ ساز ہو

خشکیٔ زہد واعظو کم نہیں سنگ وخشت سے
کچھ تو ہو لطفِ زندگی عشقِ جگر گداز ہو

دیدہ و دل ہیں فرشِ راہ جمع ہیں سرفروش سب
فتنہ اٹھے بہ ہر قدم گرم خرام ناز ہو

تیرِ نگاہ بے پناہ خنجر غمزہ جاں گُسل
مجمع عاشقاں میں آ' مشق فنون ناز ہو

مردِ خدا رسیدہ ہے ایک ہی برگزیدہ ہے
جس پہ جہاں کو ناز ہو اس کو نہ کوئی ناز ہو

اتنی پلا مجھے شراب' ہوش وحواس ہوں خراب
فتح ہو بابِ بے خودی فاش ہر ایک راز ہو

یوں میری عمر ہو تمام اس کے سوا رہے نہ کام
سنگِ درِ حبیبؐ ہو میرا سرِ نیاز ہو

حسرتِ مبتلا ہوں میں مجھ کو کسی سے کیا غرض
تُو رہے اور میں رہوں ناز ہو اور نیاز ہو

(۳۷)

تری ہو یاد تیری گفتگو ہو
تری ہو فکر تیری جستجو ہو

یہی اک آرزو ہے یا الٰہی
نہ میرے دل میں کوئی آرزو ہو

نگہ رکھ دم کو اے غواص معنی
دُرِ مقصود کی گر جستجو ہو

قیامت پر نہ ڈالو فیصلہ کو
جو ہونا ہو تمہارے روبرو ہو

نہ اُلفت سے پھروں گا میں تمہاری
تہِ خنجر اگر میرا گلو ہو

مجھے کچھ بھی نہیں پروا کسی کی
مری آنکھوں کے آگے ایک تو ہو

مجھے ڈر ہے مری وارفتگی سے
کہیں چرچا نہ اُن کا کو بہ کو ہو

مٹا دے صفحۂ ہستی سے ایسا
نہ ہستی کا مری کچھ رنگ و بو ہو

سمجھ لینا ابھی منزل ہے پہلی
اگر ہستی کا تیری رنگ و بو ہو

فزوں جب عقل سے ہو ذات اس کی
تو حسرت کس طرح پھر جستجو ہو

(۳۸)

چھڑا دیتی ہے فکرِ غیر سے تاثیرِ میخانہ
ملی ہے عرش کی زنجیر سے زنجیرِ میخانہ

پڑھو بادہ گسارو اب نمازِ خود فراموشی
صدائے قلقلِ مینا ہوئی تکبیرِ میخانہ

نظر میں زاہدانِ خشک کی ہے خیرگی پیدا
ہوئی ہے شیشہ ہائے مَے سے وہ تنویرِ میخانہ

ریاکار اور خود بیں کا نہیں اس میں گزر ہرگز
عجب قدسی صفت جاری ہوئی تقدیرِ میخانہ

کھڑا ہے جھومتا کوئی پڑا ہے لوٹتا کوئی
کوئی مانی سے کہہ دے کھینچ لے تصویرِ میخانہ

نہ دے مینا نہ دے ساغر مجھے اس کی نہیں حاجت
نگاہِ مست کافی ہے تری اے پیرِ میخانہ

بلانوشوں میں دُردِ تہ نشیں تقسیم ہوتی ہے
سلامت باکرامت یا الٰہی پیرِ میخانہ

نہ آئے گی کوئی آفت کبھی میخانہ پر حسرتؔ
دُعائے مخلِصاں ہے پایۂ تعمیرِ میخانہ

(۳۹)

او مستِ شرابِ لااُبالی
اُنْظُرْ لِلّٰہِ کَیْفَ حَالِیْ

کیا میرا علاج کر رہے ہو
وَاللّٰہِ سِوَاکَ لَاشِفَالِیْ

کردوں گا ہزار جان قرباں
وَجْہُ الْمَحْبُوْبِ اِن بَدَالِیْ

لَنْ اَبْرَحَ مِنْ فِنَآءِ دَارِک
میں نے بھی تیری قسم ہے کھالی

بگزار مَرا و گر نہ ناصح
بِاللّٰہِ اَقُوْلُ مَا بَدَالِیْ

دَعْنِیْ وَالْوَحْدَ یَاعَذُوْلِیْ
مَوْتِیْ فِی الْوَجْدِ قَدْ حَلَالِیْ

بر ساقیِ دل نواز قرباں
جامِ مئے آتشیں مَلَالِیْ

اے ذاتِ تو مجمع الکمالات
میں بھی ہوں کمالِ بے کمالی

ہر جام کا رنگ گو جدا ہے
پر مئے سے ہے کون جام خالی

بدکون ہے اور نیک ہے کون
تو در ہر شان باکمالی

ہے پیشِ نظر خیال تیرا
ہر چند ہوں پیکرِ خیالی

تو نے وہ دیا جو میں نے مانگا
تھا تیرا کمال فی سُؤَالِیْ

در راہِ طلب بمیر حسرتؔ
گو ذات ہے اس کی لااُبالی

(۴۰)

ہوگئی وجہِ گرانی میری ہائے یہ ہیچمدانی میری
نیستی میں ہوں نہ ہستی میں ہوں بے نشانی ہے نشانی میری
موجِ دریائے ارادہ ہوں میں حیرت افزا ہے روانی میری
میرے سب حال سے وہ واقف ہیں ہے عبث یاد دہانی میری
باعثِ دل کشیٔ محبوباں پسِ مُردن ہے کہانی میری
اُن کے ہونٹوں پہ ہنسی آہی گئی سن کے آشفتہ بیانی میری
مجلسِ عشق میں ہوگی حسرتؔ
خوب ہی مرثیہ خوانی میری

(۹۱)

مُبدّل پختہ کاری سے ہوئیں سب خامیاں میری
تجھے صد مرحبا اے آتشِ سوزِ نہاں میری

اُمید وصلِ جاناں کیوں مجھے آ کر ستاتی ہے
ترے آنے سے بڑھ جاتی ہیں پھر بے تابیاں میری

کوئی صورت نظر آتی نہیں ہے جان بچنے کی
ہزاروں آفتیں اور ایک جانِ ناتواں میری

کبھی اطلاق کے میدان تک یارب پہنچ جاؤں
کٹیں گی کس طرح تقیید کی یہ بیڑیاں میری

زباں نے کچھ نہ دیکھا اور آنکھیں کچھ نہیں کہتیں
جو دیکھا آنکھ نے قاصر رہی اس میں زباں میری

الٰہی شوقِ دیدِ یار کیا ہے اک قیامت ہے
مرے سینہ سے کھنچ کر آ گئی آنکھوں میں جاں میری

میں عینِ کامرانی اس کی سمجھوں راہِ اُلفت میں
اگر اڑ جائیں کوئے دلربا میں دھجیاں میری

محبت اور پھر شکوہ شکایت غیر ممکن ہے
اگر شکوہ نکل جائے تو جل جائے زباں میری

کیا ہے یاد مجھ کو میرے مولیٰ میرے داتا نے
پتہ دیتی ہیں وقتِ نزع مجھ کو ہچکیاں میری

چلا جاتا ہوں شوقِ کوچۂ دلدار میں حسرتؔ
خدا جانے کہ لے جائے گی اب قسمت کہاں میری

(۴۲)

اے جانِ جہاں کب تک یہ گوشۂ تنہائی
سب دید کے طالب ہیں جتنے ہیں تماشائی

آئینہ کہے گا کیا' کیا تجھ میں ہے رعنائی
پوچھ اس سے تری قیمت تیرا جو ہے شیدائی

میں غیر نہیں اے جاں کیوں ہوتے ہو تم انجاں
مجھ سے تو ہمیشہ سے ہے ربط و شناسائی

پردے میں نمایاں ہے بے پردہ و پنہاں ہے
پیدائی ہے پنہانی' پنہانی ہے پیدائی

اس شوقِ تماشا نے اس کو بھی کہاں چھوڑا
پردہ سے نکل آیا خود بن کے تماشائی

بربادیِ عاشق سے کب رہتی ہے معشوقی
سب دم سے ہمارے ہے داناؤں کی دانائی

مدہوشیِ اُلفت میں کس لطف سے کٹتی تھی
کیوں ہوش ہمیں آیا کیوں عقل یہ پھر آئی

رِندی مرا مذہب ہے مستی مرا مشرب ہے
ہوں حسرتؔ دیوانہ اور آپ کا شیدائی

(۴۳)

اے خیالِ یار آ کچھ دل بہلنے کیلئے
اُن کو مدت چاہیئے باہر نکلنے کیلئے

ہاتھ سے میرے چلا دامانِ ضبط اے جلوہ گر
کچھ تو مہلت دے مرے دل کے سنبھلنے کیلئے

سینکڑوں شکلیں بنائیں اور مٹا ڈالا انھیں
مشغلہ اچھا ملا ہے دل بہلنے کیلئے

ہائے چھوٹا جا رہا ہے مجھ سے دامانِ خیال
اک سہارا تھا یہی جی کے بہلنے کیلئے

مال جائے جان جائے آبرو جائے تو جائے
کیا قدم رکھا تھا اس کوچہ میں ٹلنے کیلئے

آتشِ دل خاک کر دیتی ہے ہر اک چیز کو
اے خیالِ یار کیوں آتا ہے جلنے کیلئے

جان بہ لب ہے حسرتؔ بیچارہ کیوں ہے یہ دریغ
اک نگاہِ ناز بس ہے دم نکلنے کیلئے

(۴۴)

اپنا چہرہ دکھادیا تونے　　بس مرا مدّعا دیا تونے
دل دیا بھی تو تونے بے قابو　　اک بلا کو لگادیا تونے
کوئی ارمان اب نہیں باقی　　خاک میں سب ملادیا تونے
دوربینِ خیال کیا کہنا　　مجھ کو کیا کیا دکھادیا تونے
نہ رہی کچھ خبر سیروپا کی　　جام ایسا پلادیا تونے
دین کے ہم رہے نہ دنیا کے　　کیا نکما بنادیا تونے
میری باتوں پہ لوگ ہنستے ہیں　　کیا تماشا بنادیا تونے
تاقیامت کبھی نہ اچھا ہو　　روگ ایسا لگادیا تونے
کوئی آواز اب نہیں بھاتی　　راگ ایسا سنادیا تونے
کچھ نہیں یاد اب تو حسرتؔ کو
یاد جو تھا بھلادیا تونے

(۴۵)

وائے قسمت کچھ نہ نکلے کام کے　　آہ نالے اس دلِ ناکام کے
دور کرنے کو غم و آرام کے　　دور ہوں جامِ مئے گلفام کے
ہم وہی دَورِ فلک بھی ہے وہی　　جمع کیا اسباب ہوں آرام کے
جب نہیں ہو دردِ دل کی تم دوا　　یہ تو کہہ دو پھر کہ ہو کس کام کے
ساقیا برخیزد در دہ جام را　　منتظر ہیں کب سے ہم اک جام کے
ابتدائے عشق میں فکرِ مآل　　کام ہیں یہ عاشقِ خود کام کے
حسرتا اپنا نہ نکلا کوئی بھی
دوست جتنے تھے وہ نکلے نام کے

(۴۶)

سَر دے تو مجھے یا رب آشفتۂ سودا دے
دینا ہو اگر مجھ کو دل رہنِ تمنا دے

ہے غیر ترا معدوم اور غیب میں تو مکتوم
پھر جلوے یہ کس کے ہیں یا رب مجھے بتلا دے

ہے ذات غنی تیری پروا نہیں کچھ میری
کیوں مجھ کو کیا پیدا اتنا مجھے سمجھا دے

حائل نہ رہیں پردے تو چھپ نہ سکے مجھ سے
مازاغ کے صدقہ سے وہ دیدۂ بینا دے

ہر حال میں صابر ہوں، ہر حال میں شاکر ہوں
میں تو ترا بندہ ہوں تو مجھ کو نہ دے یا دے

دیتا ہی چلا جاؤں ہر شخص کو جو مانگے
تو اپنے خزانے سے یا رب مجھے اتنا دے

کچھ نشہ نہیں ہوتا ساقی مئے خالص سے
اب ساغر و مینا میں کچھ زہر ہی ملوا دے

جو کچھ ہے وہ آقا کا کچھ بھی نہیں بندے کا
حسرتؔ ترا بندہ ہے وہ تجھ کو بھلا کیا دے

(۴۷)

ترا چھوڑ کر در کدھر جائیں گے
ترے آستانے پہ مر جائیں گے

چلے آئیں گے دل کو تھامے ہوئے
یہ نالے کہیں بے اثر جائیں گے

تمہاری عنایت پہ جیتے ہیں ہم
نہ ہو گر عنایت تو مر جائیں گے

دریدہ گریبان و خوں کردہ دل
ہم اس رنگ سے ان کے گھر جائیں گے

یہی آسماں ہے یہی ہے زمیں
تو ہم بھاگ کر پھر کدھر جائیں گے

بلاخیز ہے عشق کی سرزمیں
وہاں عاشقِ بے جگر جائیں گے

محبت سے ہرگز نہ پھیریں گے منہ
محبت میں گھل گھل کے مر جائیں گے

محبت میں مرنے کو تیار ہیں
تو کیا چیز ہے جس سے ڈر جائیں گے

محبت کی گر ہے یہی صبح و شام
تو اک دن جہاں سے گزر جائیں گے

نگاہِ محبت سے گر دیکھ لو
گِلے سارے دل کے اتر جائیں گے

پسِ مرگ ہم حسرتؔ ان کے پاس
خبر کیا تھی یوں بے خبر جائیں گے

(۴۸)

مرآتِ حقائق ہے یہ دنیا مرے آگے
ہر ایک میں ہے یار کا جلوہ مرے آگے

نیرنگیٔ اشکال ہے نیرنگِ سَراپا
سو رنگ میں ہے ایک ہی جلوہ مرے آگے

بے وجہ نہیں دل کشیٔ صورتِ باطل
باطل میں بھی ہے حق کا تماشا مرے آگے

دارفتگیٔ عشق کا طُرفہ ہے تماشا
وہ دیکھتے ہیں آ کے تماشا مرے آگے

کافی تھا اگر چشمِ بصیرت مجھے ہوتی
ہر روز ہے جو فتنۂ تازہ مرے آگے

یاد نگہِ مست میں تھا بے خبر ایسا
بیکار رہے ساغر و مینا مرے آگے

میں جلوۂ محبوب میں بُت بن کے کھڑا ہوں
وہ بھی ہیں کھڑے محوِ تماشا مرے آگے

ہاں اے ملک الموت مجھے عذر نہ ہوگا
گر نزع میں ہو یار کا جلوہ مرے آگے

حسرتؔ جو مرے علم میں ہے جلوہ فگن آج
کل آئے گا وہ بن کے تماشا مرے آگے

(۴۹)

تنہا نہیں ہیں چاک گریباں کیے ہوئے
ہیں پارہ پارہ جامۂ امکاں کیے ہوئے

پابندیٔ رسومِ جہاں ہے بلائے جاں
کیوں اپنی زندگی کو ہو زنداں کیے ہوئے

بیٹھے بٹھائے بازیٔ اُلفت کو کھیل کر
ہم اپنے آپ کو ہیں پریشاں کیے ہوئے

کس جمعِ دل سے بیٹھے ہیں دلدادگانِ عشق
سر اپنا زیرِ خنجر برّاں کیے ہوئے

روئے حبیب آئے نظر کس طرح کہ ہو
شیرازۂ خیال پریشاں کیے ہوئے

آزاد ہیں کشاکش دَیر و حرم سے ہم
جب سے ہیں ہم تصورِ جاناں کیے ہوئے

اُکتا گئے مجالسِ علم و کمال سے
حسرؔت ہیں قصدِ محفلِ رنداں کیے ہوئے

(۵۰)

وہ حسنِ جہاں سوز دکھایا نہیں کرتے
پھر اس پہ یہ طُرہ ہے کہ پرواہ نہیں کرتے

ہے بُوالہوسی یار کے ظلموں کی شکایت
جو لطفِ ستم پاتے ہیں شکوہ نہیں کرتے

تم سا نہیں دنیا میں جو کچھ ہو سو تمہیں ہو
ہم تم سے کسی بات کا دعویٰ نہیں کرتے

ثابت قدمی عشق کی اُن کو بھی ہو ثابت
وہ ظلم اگر کرتے ہیں بے جا نہیں کرتے

رسوائیِ عاشق میں ہے بدنامیِ معشوق
تنہا وہ جہاں میں ہمیں رسوا نہیں کرتے

کیوں چھیڑتے ہو حسرؔتِ دیوانہ کو دن رات
عاقل کبھی دیوانہ کو چھیڑا نہیں کرتے

(۵۱)

اے دلِ مجنوں تجھے کیا چاہئے　　کچھ نہیں دیدارِ لیلیٰ چاہئے
اے خیالِ روے جاناں تُو تو آ　　کچھ تو جینے کا سہارا چاہئے
چاہنے والا کہیں ملتا بھی ہے　　چاہنے والے کو چاہا چاہئے
چہرۂ محبوب سے اٹھا نقاب　　حال اب محفل کا دیکھا چاہئے
یہ محبت کا طریقہ ہے عجیب　　چاہنے والے سے پردا چاہئے
کیا ڈراتے ہو گناہوں سے مجھے　　بخشنے والے کو حیلہ چاہئے
رات دن کہتے ہیں ہم یَا رَبَّنَا　　وہ کہے بندہ تو پھر کیا چاہئے
وہ نہ آئے ہیں نہ آئیں گے مگر　　آرزو میں ان کی مرنا چاہئے
جان دینے کا محبت نام ہے　　عشق کرنے کو کلیجہ چاہئے
آپ کے دامن کا وابستہ ہوں میں　　غیر جو ہو اس سے پردہ چاہئے

وقتِ آخر حسرتؔ بیچارہ کے
روبرو حضرتؒ کا چہرہ چاہئے

(۵۲)

اِلٰہی کیا کہوں دل میں مرے کیا حشر برپا ہے
ہجومِ شوق بھی اک محشرستان تمنا ہے

ہوا یہ اَیْنَمَا کُنْتُمْ سے عارف کو اشارہ ہے
رُخِ محبوب پر وہمِ خودی کا ایک پردہ ہے

جہاں تھا، میں وہیں تھا وطن ہی میں سفر میرا
تعجب خیز میرا ماجرا ہے حیرت افزا ہے

توقع کچھ نہیں مجھ کو نہ نکلا ہے، نہ نکلے گا
مرا مقصد غریق لُجّۂ خونِ تمنا ہے

نشانِ بے نشانی ہوں، کمال بے کمالی ہوں
مری ہستی اِلٰہی حیرت آبادِ تماشا ہے

نہ بُطلانِ حقائق حق، نہ باحق شرک کر دن حق
نہ میری نیستی حق اور نہ ہستی حق تو پھر کیا ہے

بقدر وُسعِ آئینہ ہوا آئینہ گر ظاہر
بنا کر آئینہ خانہ وہی محوِ تماشا ہے

نہ دنیا کی مجھے حاجت نہ عقبیٰ سے مجھے مطلب
اِلٰہی تیری ہی خاطر مرا جینا ہے مرنا ہے

خنک ِ وابستگی بابندگی اے حسرتِ عاجز
یہی ایمان میرا ہے، یہی عرفان میرا ہے

(۵۳)

تَوہّم ہے تَوہّم ہے نہ قِلّت ہے نہ کثرت ہے
نہ سمجھیں یہ تو حیرت ہے جو سمجھیں یہ تو حیرت ہے

بہت نزدیک ہے مقصد اِدھر دیکھو اِدھر دیکھو
کدھر تم دیکھتے ہو کس طرف روئے اِرادت ہے

حجابِ دیدۂ مجنوں، خیال روئے لیلیٰ ہے
اگر اِبطال باطل ہو تو تحقیقِ حقیقت ہے

بنائے زندگانی پایۂ غفلت پہ قائم ہے
اگر سچ پوچھیے غفلت نشانِ شانِ رحمت ہے

طلب محبوب کی لازم اور اس کی دردِ مہجوری
خیالِ فرقتِ محبوب ہی پھر وجہِ فرقت ہے

وصالِ یار اچھا ہے نہ ہوتا یہ تو بہتر تھا
وصالِ یار کی صورت میں بھی فرقت کی صورت ہے

اسیر دامِ گیسوئے محبت آپ اپنا ہوں
جو حُبِّ غیر ہے وہ بستۂ زنجیرِ نسبت ہے

جسے دیکھو ہے دل دادہ جمال وحسنِ لیلیٰ کا
مگر ناداں کوئی اور کوئی دانائے حقیقت ہے

کوئی مجنوں صفت ہے اور کوئی لیلیٰ شمائل ہے
نہاں ہر ذرّۂ اکوان میں سِرِّ محبت ہے

نہ چھوڑی دانش وبینش میں اس نے کچھ توانائی
فروغِ جلوۂ محبوب کیا ہے اک قیامت ہے

فقیرِ کج کُلہ ہوں تختِ طاؤسی ہے دل میرا
صفا خلعت ہے میرا ملکِ معنی پر حکومت ہے

حقیقت کی طرف روئے اِرادت پھیرائے حسرت
حقیقت یہ کہ یہ دنیا سراسر بے حقیقت ہے

(۵۴)

میری آنکھوں میں اُن کی صورت ہے
میرے سینے میں اُن کی اُلفت ہے

جس کا دل بستۂ محبت ہے
وہ گرفتارِ صد مصیبت ہے

دلِ بھر آیا تو رونے بیٹھ گئے
کچھ تو رونے سے دل کو راحت ہے

لذّتِ درد پر میں جیتا ہوں
کونسی مجھ کو اور راحت ہے

بابِ وحدت کا بن گیا درباں
وہمِ باطل بھی کیا قیامت ہے

ابھی اُلفت میں تم نے دیکھا کیا
جانِ من ابتدائے الفت ہے

روز جیتا ہوں روز مرتا ہوں
میرے حصہ میں تازہ آفت ہے

تیرے قربان اے خیالِ حبیب
تو ہی سرمایۂ مسرت ہے

آپ کے مثل گر نہ مانو برا
میری آنکھوں میں ایک صورت ہے

جانے والو ذرا بتادینا
کونسی منزلِ اقامت ہے

اک ہم آہنگی سب میں ہے موجود
جو سراغِ رہِ حقیقت ہے

نکل آئے گی صورتِ محبوب
دل مرا پردۂ حقیقت ہے

خلشِ آرزو نہیں باقی
لاکھ راحت کی ایک راحت ہے

بعد مرنے کے وہ ملیں تو ملیں
کوئی باقی نہ اور صورت ہے

نہ کھلا رازِ زندگی حسرتؔ
زندگی اک طلسمِ حیرت ہے

(۵۵)

دور جب تک رہے ہم بادلِ ناشادر ہے پاس ہم تختۂ مشقِ ستم ایجاد رہے
جوگزر جاتی ہے سر پر سے گزر جانے دے اپنے لب پر نہ کبھی شکوۂ بیداد رہے
ربط باقی رہے محبوب و محبّ میں ہردم ہم ستم کش رہیں اور وہ ستم ایجاد رہے
میکدہ سے ترے خالی نہ پھرا بادہ گسار تو سلامت رہے اور میکدہ آباد رہے
نہ ٹھکانہ ہے ہمارا نہ کوئی جائے قرار عمر بھر راہِ طلب میں تری برباد رہے
ہوی ہر ایک کی دو باتوں میں حلِّ مشکل تری نسبت سے جہاں ہم رہے استاد رہے
دل کسی سے نہ لگا دست فشاں سب سے رہے عمر بھر قیدِ تعلق سے ہم آزاد رہے

جان دی حسرتِ شیدا نے ترا لے کر نام
تجھ کو اس چاہنے والے کی بھی کچھ یاد رہے

(۵۶)

للہ سمجھ کہ کون تو ہے کیوں غیر کی تجھ کو جستجو ہے
بے فائدہ غیر کی شکایت اپنا ہی عمل تو روبرو ہے
اپنا سمجھو تو غیر ہے دوست سمجھو بیگانہ تو عدو ہے
دونوں ہیں محو در خود نمائی آئینہ ان کے روبرو ہے
زخمی کہیں ہو نہ دستِ قاتل وہ متصلِ رگِ گلو ہے
پیوندِ زمیں ہیں آرزوئیں دل میں مرے کیا ہے؟ ایک ہُو ہے
بلبل کیوں گُل پہ مر رہا ہے یارب یہ کس کا رنگ و بو ہے
ساقی کے کرم سے کیا نہیں ہے ساغر ہے صراحی ہے سُبو ہے

ہنگامۂ مرگ میں بھی یارب
حسرت کی نظر سُوءِ علو ہے

(۵۷)

آرزوئے وصلِ جاناں دل میں ہے
یار اب تک پردۂ حائل میں ہے

میری جو لیلیٰ ہے میرے دل میں ہے
ساربان پھر کیا ترے محمل میں ہے

آرزوئے زندگی ہرگز نہیں
موت لیکن قبضۂ قاتل میں ہے

قافلہ والو ذرا یہ تو کہو
میری لیلیٰ کون سی محمل میں ہے

آپ خود اچھی طرح ہیں جانتے
کیا بتائیں آرزو کیا دل میں ہے

ترکِ مے اور میں، نہ ہوگا یہ کبھی
مے پرستی میرے آب و گل میں ہے

اے شترباں دیکھ آہستہ چلا
ساتھ اس کے دل مرا محمل میں ہے

جانِ حسرت لے کے شاید جائے گا
اے خیالِ دلربا کیا دل میں ہے

(۵۸)

ہائے کیا شکل تو نے پائی ہے
کہ خدائی تری فدائی ہے

آدمی آدمی سے ملتا ہے
تم ملو گر تو کیا برائی ہے

ہے ہماری طرف خدائے کریم
اُن کی جانب اگر خدائی ہے

وہ ہیں اور ہم نشینیِ اغیار
ہم ہیں اور آفتِ جدائی ہے

کبھی دو بار اک ستم نہ کیا
بے وفائی میں بے وفائی ہے

رہی باقی نہ اپنی کچھ حاجت
کیا فقیری میں بادشائی ہے

دیکھ کر اس نے چھوڑ دی چلمن
یہ بھی اک طرزِ دلربائی ہے

دوست دشمن نے داد دی حسرت
شعر میں تیرے کیا صفائی ہے

(۵۹)

بزرگوں کی صحبت بڑی چیز ہے بزرگوں کی نسبت بڑی چیز ہے
میں ناچیز' ناچیز میرے عمل تمہاری عنایت بڑی چیز ہے
ہے اس پر مدارِ جزائے عمل یہ اخلاصِ نیت بڑی چیز ہے
ہے شیرازہ بندِ ہمہ کائنات یہ کثرت میں وحدت بڑی چیز ہے
نہ محمود باقی نہ باقی ایاز کمالِ محبت بڑی چیز ہے
وہی ہو کے آخر رہے گا ضرور تقاضائے فطرت بڑی چیز ہے
فرشتوں کو ہے گرچہ قربت نصیب یہ تاجِ خلافت بڑی چیز ہے
محبت پہ قائم ہے سارا جہاں محبو! محبت بڑی چیز ہے
غنی دل ہے گو ہاتھ میں کچھ نہیں یہ کنزِ قناعت بڑی چیز ہے
ہر اک جائے ہم باکرامت رہے محمدؐ کی نسبت بڑی چیز ہے
صداقت ہے مردانِ عالم کا وصف عزیزو! صداقت بڑی چیز ہے

خدا کا ہوں بندہ' نبیؐ کا غلام
یہ حسرت کی نسبت بڑی چیز ہے

(۶۰)

تو اور نہیں، میں اور نہیں، اپنے سے پردہ کون کرے
یہ سارے کرشمے میرے ہیں، پھر خود سے پردہ کون کرے

جو ہونا ہے وہ ہوتا ہے، جو ملنا ہے وہ ملتا ہے
جب اس کا ارادہ چلتا ہے پھر اپنا ارادہ کون کرے

دل اپنا کسی کو کیوں دینا کیوں ہوش و خرد کو کھودینا
کیوں روز و شب رونا دھونا اور اپنا تماشا کون کرے

ہم وصل کی خاطر جیتے ہیں اور رنج و مصیبت سہتے ہیں
مرنے پر ٹھہرا جب ملنا، جینے کی تمنا کون کرے

یہ کھیل نہیں ہے الفت ہے، جو منبعِ درد و مصیبت ہے
دل میں اک آگ فروزاں ہے، اس آگ کو ٹھنڈا کون کرے

جب اچھے خاصے رہتے ہیں اور کھاتے پیتے رہتے ہیں
پھر شکل کسی کی کیوں دیکھیں اور درد کو پیدا کون کرے

کیا چیز ہے اے حسرتؔ دولت کیا چیز ہے دنیا کی عزت
جب غوث کا دامن ہاتھ میں ہے پھر اور تمنا کون کرے

(۶۱)

حسن آفت نہیں تو پھر کیا ہے عشق ذِلّت نہیں تو پھر کیا ہے
خلشِ آرزو نہیں دل میں عینِ راحت نہیں تو پھر کیا ہے
بھول جانا تمام وعدوں کو ان کی عادت نہیں تو پھر کیا ہے
ایک حاجت ہو دوسری پہ تمام یہ مصیبت نہیں تو پھر کیا ہے
ہم کو الفت ہے ان کو نفرت ہے اپنی قسمت نہیں تو پھر کیا ہے
اپنی صورت دکھا کے چھپ جانا یہ قیامت نہیں تو پھر کیا ہے
کون تھا جانتا مجھے پہلے تیری نسبت نہیں تو پھر کیا ہے
لنلکے زیر و لنلکے بالا اپنی ثروت نہیں تو پھر کیا ہے
مرضِ عشق، پھر بھی ہم زندہ یہ کرامت نہیں تو پھر کیا ہے
بہرِ آبادئ دلِ ویراں ان کی صورت نہیں تو پھر کیا ہے
خواب میں گاہ گاہ آتے ہیں یہ عنایت نہیں تو پھر کیا ہے

پاس رہ کر نظر نہیں آنا
عینِ حسرتؔ نہیں تو پھر کیا ہے

(۶۲)

وہ اپنے فضل سے عاشق کو سرفراز کرے
کہ پائمال کرے یا شہیدِ ناز کرے

اُسے تو شاہ و گدا ایک ہی نظر آتے
جنونِ عشق میں کیا خاک امتیاز کرے

بڑھیں گی لاکھوں تمنائیں بہرِ استقبال
اگر ہماری طرف وہ خرامِ ناز کرے

دلِ عزیز کو اپنے نثار کر ڈالوں
اگر وہ میری طرف اِک نگاہِ ناز کرے

پڑا ہوا مرا سر خاکِ بندگی پر ہے
خدا قبول مرا سجدۂ نیاز کرے

جنونِ عشق کا دورہ ہو ختم دورہ پر
خدا جنوں کا یوں ہی سلسلہ دراز کرے

کبھی نہ لفظِ محبت زبان پر لائے
جو اپنی جان کے دینے سے احتراز کرے

بلا سے جان کے لالے ہی اپنے پڑ جائیں
مگر وہ میری طرف اِک نگاہِ ناز کرے

(۶۳)

مرآتِ تجلی دل ہی تو ہے
لیلیٰ کا یہ محمل ہی تو ہے

کیا سوچ کے تم نے محبت کی
دیکھو آگے مشکل ہی تو ہے

سب چھوڑ کے ایک کے ہو جانا
یہ سخت کٹھن منزل ہی تو ہے

جس نے مجھے لا کے پھنسا ہی دیا
فریاد! وہ میرا دل ہی تو ہے

اِک آن سکون نہ ہو جس سے
کمبخت وہ دردِ دل ہی تو ہے

جس نے مجھے دکھلا کر مارا
یہ آنکھ مری قاتل ہی تو ہے

حسرتؔ کی جھولی خالی ہے
مانگے گا نہ کیوں سائل ہی تو ہے

(۶۴)

جلوہ گر گھر میں اگر خسروِ خوباں ہو جائے تو ضیا پاش مرا کلبۂ احزاں ہو جائے
نہ رہے درد کو باقی ہوسِ افزونی درد بڑھ جائے اگر حد سے تو درماں ہو جائے
نورِ حسنِ رُخِ محبوب ہی اک پردہ ہے کون دیکھے گا جو خورشیدِ درخشاں ہو جائے
مجھ کو تو دامنِ رحمت میں چھپا لے ایسا اُوڑھنا اور بچھونا ترا داماں ہو جائے
حوصلے دل کے بڑھیں تیرے عطایا جو بڑھیں تیری بخشش سببِ وسعتِ داماں ہو جائے
ہو عدم غرقِ عدم رازِ حقیقت جو کھلے نیستی ہستی بنے اور نہیں ہاں ہو جائے
آئے توحید تو باقی نہ رہے شر ہرگز سامنے کفر بھی آ جائے تو ایماں ہو جائے
پھونک اے آتشِ دل مجھ کو بنا تودۂ خاک شعلۂ طور چراغ تہِ داماں ہو جائے
تجھ کو اے غارتِ ایمان و خرد دیکھے کون سامنے تیرے جو آ جائے وہ حیراں ہو جائے

لوحِ ہستی سے مٹے نام و نشانِ حسرتؔ
آتشِ عشق و محبت جو فروزاں ہو جائے

(٦٥)

کوئی یہ ذرا بتادے میں چلا کدھر کہاں سے
میں کبھی پہنچ سکوں گا میں چلا ہوں جس مکاں سے

میں بیانِ دردِ فرقت کروں کس طرح زباں سے
مجھے کب ہے اتنی فرصت مرے نالہ و فغاں سے

مرے دل کی بے قراری سے نجات کون دے گا
ہے امید کچھ ذرا سی مجھے مرگِ ناگہاں سے

مرے دل میں بس گئے ہو تو پھر آؤ سامنے بھی
یہ عجب طرح کا چھپنا تمہیں آ گیا کہاں سے

اے خیالِ رُوئے جاناں مری جان تجھ پہ قرباں
کیا بے نیاز تو نے مجھے فکرِ دوجہاں سے

مجھے خنجرِ جفا سے تو جو پارہ پارہ کردے
تو کبھی نہ نکلے اُف تک بخدا مری زباں سے

مجھے خاک ہی کرے گی یہ جَلا کے اک نہ اک دن
تھی یہی امید مجھ کو مری سوزشِ نہاں سے

"مجھے خاک میں ملاکر مری خاک بھی اڑادے
ترے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے"

مجھے کیا سمجھ رکھا ہے میں نشانِ بے نشاں ہوں
کہ پتہ ملے گا حسرتؔ تمہیں میرے ہی نشاں سے

(٦٦)

آج وہ بے نقاب ہوتا ہے　　دیکھیں کیا انقلاب ہوتا ہے
عاشقی کیا ہے اک گناہِ عظیم　　زندگی بھر عذاب ہوتا ہے
بام پر بے نقاب آتے ہیں　　مطلعِ آفتاب ہوتا ہے
جان دینے کے واسطے عاشق　　دیکھیں کون انتخاب ہوتا ہے
ان کا بچپن یہ ہم سے کہتا ہے　　دیکھیں کیسا شباب ہوتا ہے
دل تو دیتے ہیں پر نہیں معلوم　　کیا حساب و کتاب ہوتا ہے
عشق کی کون قدر کرتا ہے　　بے کسوں پر عتاب ہوتا ہے
آج دنیا میں جو گزرتا ہے　　کل وہی ایک خواب ہوتا ہے

زندگی اک خیال ہے حسرت
جس طرح کوئی خواب ہوتا ہے

(۶۷)

رات دن کے غمِ نہانی سے　　آ گئے تنگ زندگانی سے
زندگی ایک چلتا سایہ ہے　　دل لگانا نہ دارِ فانی سے
دل کا آنا کسی پری اوپر　　کم نہیں مرگِ ناگہانی سے
نہ رہیں دل میں کچھ تمنائیں　　عشق کی دل پہ حکمرانی سے
دیکھنے والے نے تو دیکھ لیا　　کیا ہوا ان کی لن ترانی سے
ماجرائے فراق سن کے کہا　　ہم تو اُکتا گئے کہانی سے
اپنے محبوب سے ہے ہم کو کام　　کام راجہ سے ہے نہ رانی سے
ماسوا کی خبر نہیں کچھ بھی　　مست ہوں جامِ ارغوانی سے
نیستی میں ظہور ہستی ہے　　یعنی باقی ملا ہے فانی سے
بے نشاں کا نشان مل ہی گیا　　ہم کو خود اپنی بے نشانی سے
ہم کو مرنے سے مل گیا جو ملا　　خضر کو عمرِ جاودانی سے
رحمتِ حق بہانہ می جوید　　بخش دیتا ہے مہربانی سے

مطلع ثانی

روز کی اُن کی لن ترانی سے　　دل ہوا تنگ زندگانی سے
کہیں دنیا میں لگ نہ جائے آگ　　شعلۂ آتشِ نہانی سے
اور جینے کی آرزو نہ رہی　　سیر ہیں اپنی زندگانی سے
کام کا کچھ نہیں ہوں میں یارب　　بخش دے اپنی مہربانی سے
یَـا حَبِیْـبَ الْاِلٰـهِ اَدْرِکْـنِیْ　　ہو نجات اس غمِ نہانی سے

کرلیا رام تم نے اے حسرتؔ
سننے والوں کو خوش بیانی سے

(۶۸)

تجھ پہ قربان جان ہے پیارے　　واہ کیا تیری شان ہے پیارے
فی الحقیقت ہے کون تیرے سوا　　غیر وہم و گمان ہے پیارے
اپنے گھر کو تو آ کے کر آباد　　دل تو تیرا مکان ہے پیارے
میں تو آوارۂ محبت ہوں　　لامکانی مکان ہے پیارے
گر نہ ہو یہ تو مر ہی جاؤں گا　　غمِ دل میری جان ہے پیارے
جس کو ہو اعترافِ عجز و قصور　　اس کا کیوں امتحان ہے پیارے
اپنا چہرہ دکھا کے قتل کرو　　مفت کیا میری جان ہے پیارے

کچھ نہ حسرتؔ کا ماجرا پوچھو
غم کی اک داستان ہے پیارے

۵۔ نظم

صفحہ

مرآۃ الحقائق

(حکیمانہ مضامین)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نامِ خدا میں برکت ہے — جو بالطف و رحمت ہے
میرا خدا باعظمت ہے — جس کی اعلیٰ قوت ہے — سورۂ فاتحہ
سارے عالم کا رب ہے — سب پر اس کی رحمت ہے
روزِ جزا کا مالک ہے — جس کا نام قیامت ہے
اپنے مالک سے مانگو — جو کچھ تم کو حاجت ہے
ہم کو سیدھی راہ چلا — جس میں تیری ہدایت ہے
ان لوگوں کی راہ چلا — جن پر تیری عنایت ہے
راہ سے گمراہوں کی بچا — جن پر تیری لعنت ہے

علم ہی رازِ حقیقت ہے — علم ہی سرِّ حکمت ہے — معارفِ علم
علمِ صحیح اک نعمت ہے — جس پہ مدارِ عقیدت ہے
علم کا ہم پر ہے فیضان — اور ہے کیا جو حقیقت ہے
ہر اک حس سے آتی ہے — روح کو علم کی صورت ہے
علم ہمارا کام نہیں — وہ تاثیرِ قدرت ہے
عالمِ روح مجرّد ہے — غیر میں اس کی جہالت ہے
حسِّ ظاہر سے ہوتی — حال کی معلومیت ہے
تحتِ فنا ہے ہر دم جسم — باقی علم کی حالت ہے
لافانی غیرِ فانی — یہ تو صاف ہدایت ہے

سارے تماشے علم کے ہیں — علم ہی رنج و راحت ہے
سب کچھ حق لیکن حسرتؔ — اصل خدا کی عنایت ہے
تبعِ نبیؐ و روشن دل — صوفیِ عالی ہمت ہے — اقسام حکمت

تبع نبیؐ باعقل سلیم — اہلِ کلام و ملت ہے
صاحبِ کشف و خودمختار — جس میں اشراقیت ہے
صاحبِ عقل و خودمختار — فلسفیؔ بے وقعت ہے

سوفسطائی کہتا ہے — جو ہے غیرِ حقیقت ہے — فلسفۂ سوفسطائی
جانِ حقائق ثابت ہیں — منشاء سب کا وحدت ہے
صادق جس کا منشاء ہو — کاذب غیر حقیقت ہے — وجودِ حقیقی
کون وحصول ہے عقلی بات — اصل وجود حقیقت ہے — مابہ الموجودیت
نیست بھلا کیا ہوگا ہست — باطل قلبِ حقیقت ہے
محض عدم ہوگا کیوں کر — جو ہے اس میں اضافت ہے
اول و آخر ہست ہی ہے — جو ہے اس کی صورت ہے
بود کو اشیا عارض ہیں — حاملِ کثرت وحدت ہے
خارج میں ہے اصل وجود — علم میں ساری خلقت ہے
ممکن کا بالعرض وجود — ہستیِ حق ہی حقیقت ہے
باطل ہوتا ہے معلوم — مخفی اصل حقیقت ہے
مجمل لیتا ہے تفصیل — وحدت سے سب کثرت ہے
پہلے ہم تھے وحدت میں — اب تو ہم میں وحدت ہے
مطلق وحدت سب سے عام — جس میں وحدت وکثرت ہے
احدؔ وحدت اور واحد — روح ومثال وشہادت ہے

ذات و وصف و فعل و اثر — منشا سب کا وحدت ہے — ذات وصفت
ذات جسے عارض ہو صفت — ذات وصفت اسمیت ہے
ذات وصفت ہیں فہم میں غیر — منشا میں عینیت ہے
شعر ہے جب سے شاعر ہے — حادث اس کی قرأت ہے
بعض صفات حقیقی ہیں — بعض میں ہوتی اضافت ہے
بعض صفات مرکب ہیں — بعض میں ہوتی بساطت ہے
علم[2] و حیات[1] و سمع[4] و بصر[3] — قول[7] و ارادہ[6] قدرت[5] ہے — امہات الصفات
غفلت ہے بے سمجھے کام — سمجھ کے کرنا حکمت ہے
بدنظمی بھی جہل ہی ہے — نظم میں پیدا رحمت ہے
عینِ ثابت ہے معلوم — غیر ہر اک کی طبیعت ہے — عین ثابتہ
فیضِ اقدس سے معلوم — جعل ہے جس کو بساطت ہے
کُن سے پہلے جو کچھ ہے — وہ مافوق القدرت ہے — معیار
ترتیبِ اعیاں میں ظہور — عینِ قدر و قسمت ہے — تقدیر
غیر مبدل ہے مبرم — بدل معلق قسمت ہے
علمِ الٰہی اُمِّ کتاب — غیر مبدل حالت ہے
ہوتی مثال میں ہے تغیر — کیوں کہ زیریں صورت ہے

وہی نمایاں ہوتا ہے — جس کی جیسی فطرت ہے
نظمِ جہاں پر غور کرو — جو ہے عینِ حکمت ہے
دیتا ہے ہر اک کو حکیم — جس کی جیسی لیاقت ہے
قدرِ وسعِ آئینہ — ظاہر ہوتی صورت ہے
اجزا کے احکام ہیں اور — کُل کی اور علامت ہے

عین سے جب کُن ملتا ہے	حادث ساری خلقت ہے	ربطِ حادث
کُن سے روح بنی سب کی	پیچھے مثال و شہادت ہے	روح و مثال و شہادت
لیتی صورت کو ہے مثال	روح جو ہے بے صورت ہے	
تحتِ زمان و زن و بُعد	جسم کی یہ تو علامت ہے	
کشفِ مثالی میں تبدیل	ہوتی وصف سے صورت ہے	حقیقتِ تناسخ
ذات و ہستی جدا جدا	حکم اہلِ شہادت ہے	دو ذات دو وجود
سب کے حقائق علم میں ہیں	ایک وجود اور کثرت ہے	دو ذات ایک وجود
ایک ہی ذات حقیقی ہے	عین وجود حقیقت ہے	ایک ذات عین وجود
ماضی و مستقبل ہیں عدم	جو ہے حال کی ساعت ہے	زمانہ
ماضی و حال و مستقبل	بہرِ زمان و خلقت ہے	معیارِ لیل ونہار
قبلِ کُن تو سرمد ہے	دہر تو قبلِ شہادت ہے	دہر و سرمد
فیضِ مقدس دیتا ہے	عین کی جیسی طبیعت ہے	فیضِ مقدس
ہر دم ہے امدادِ وجود	جس سے ساری جدّت ہے	عالمِ شہادت
كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِیْ شَأنٍ	ہر دم تازہ جلوت ہے	تجدد امثال
دادِ کمال و جمال ملے	یہی تو وجہِ خلقت ہے	کمالِ جلا و استجلا
میری محبی میں مخفی	یار کی محبوبیت ہے	محبوب و محب
میں بھی نکلا کام ہی کا	مجھ میں مرآتیت ہے	
فقیرِ گدایاں سے ظاہر	ہوتی جود و سخاوت ہے	
خیر سے خیر ہی ہوتا ہے	بدفہمی میں شرارت ہے	

شریت سب عدم سے ہے	ہست میں سب خیریت ہے	خیر و شر
فہم میں جو شر آتا ہے	مرجع اس کا اضافت ہے	
ظاہر خیر و شر سب کا	کرتا رب العزت ہے	خلق و کسب
برا بھلا ہم کرتے ہیں	منشاء کیونکہ طبیعت ہے	
قبلِ ارادہ ہیں مجبور	بعدِ ارادہ قدرت ہے	جبر و قدر
کاملِ علت ہے عاجز	ناقص میں کچھ قدرت ہے	
نظمِ جہاں میں عاجز ہیں	جزئی طور سے قوت ہے	
مصلح ہادیِ دنیا ہے	سحر خیالی قوت ہے	مصلح و ساحر
عقل سے پیدا فلاسفی	دین بہ وحی و رسالت ہے	فلسفی و رسول
تابعِ پیغمبر ہے ولی	اس کو خدا سے کرامت ہے	ولی
مرضی و نامرضیِ خدا	ظاہر کرتی رسالت ہے	رسالت
دینِ محمدؐ ہے توحید	سارے جہاں کو دعوت ہے	
ایک خدا کو سب پوجیں	سرِّ ختمِ نبوت ہے	
وجہِ اعجازِ قرآں	حضرت کی اُمیّت ہے	اعجاز القرآن
ماضی و مستقبل کی خبر	مملو جس میں صداقت ہے	
زیر و زبر کا فرق نہیں	کیا قرآں کی حفاظت ہے	
سارے منتر ہوگئے ہیچ	کیسی اثر میں قوت ہے	
کمی زیادت اور تغیر	ناممکن وہ بلاغت ہے	
نغمہ اور الفاظ سلیس	نیز کمالِ فصاحت ہے	

پست و بلند نہیں اس میں　　ایک ہی اس کی حالت ہے
جس نے دیکھا قرآں کو　　وہ تو محوِ حیرت ہے
اسلوبِ قرآن ہے اور　　اور حدیث کی حالت ہے
شانِ خدائی ظاہر ہے　　لہجہ میں کیا سطوت ہے
سب سے بڑھ کر ہے تعلیم　　جو مقصودِ رِسالت ہے
قرآں نے سب دینوں میں　　کچھ نہیں چھوڑی وقعت ہے
کرتے دھرم کی ہیں اصلاح　　جس میں قرآنیت ہے
سارے جہاں کو کردیا زیر　　کیا قوت کیا عظمت ہے

قیامت و برزخ
خالی جاتا کب ہے کام　　صرفِ تغیر صورت ہے
سب کا بدلہ لازم ہے　　دوزخ ہے یا جنت ہے
باامید و در دریافت　　اہلِ قبر کی حالت ہے
تم پر اہلِ قبور سلام　　جلد ہماری معیت ہے
علم شہود ہے بن جاتا　　جس دم ہوتی قیامت ہے
جو کرنا ہو یاں کرلو　　ورنہ پیچھے ندامت ہے

شیخ
نسبت سے ساری عزت ہے　　اچھی صحبت نعمت ہے
دیکھ سمجھ کر دینا ہاتھ　　ورنہ آگے ندامت ہے
غیر سے جو کردے آزاد　　لازم اس کی صحبت ہے
مُرشد سب کا ہے معیار　　اس میں شانِ ہدایت ہے
ایک ہی مرکز پر جم جا　　اس میں زورِ ہمت ہے
سب کچھ ملتا ادب سے ہے　　سُوءِ ادب میں آفت ہے
توبہ توکل اور تقویٰ　　صبر و رضا بہ مشیت ہے

توحید و اخلاص ہیں اصل — شرکِ خفی میں لعنت ہے
ہے شاہِ بے تخت وکلاء — جس کے دل میں قناعت ہے
صبر کرو گر مشکل میں — آخر فتح و نصرت ہے
بڑے ☆چچا کا ہے بیٹا — جس میں اگر شخصیت ہے
اپنی خواہش دور کرو — بہتر ترکِ شہوت ہے
جو ہوتا ہے اچھا ہے — اپنی اپنی قسمت ہے
دیتا ہے ہر اک کو حکیم — جس میں اس کی حکمت ہے
نمک حرامی آقا کی — غیر سے عرضِ حاجت ہے
دشواری سے جاتا ہے — حُبِّ جاہ قیامت ہے
چھوٹی بات ہے چھوٹے کی — بڑے میں ہے جو عظمت ہے
"دل بیار و دست بہ کار" — یہ خلوت در جلوت ہے — سلوک
دل میں خلق اور خلق سے دور — ناقص رہبانیت ہے
یادِ خدا سے نورِ ھُدیٰ — غفلت عینِ ظلمت ہے
اپنے نبیؐ پر پڑھو درود — اس سے پیدا نسبت ہے
جن اسماء کا ورد کریں — ویسی آتی حالت ہے
وہ آیت وہ اسم پڑھو — تم میں کم جو قوت ہے
نامِ خدا اور بہرِ غرض — یہ تو سخت حماقت ہے
مال پرستی اور انساں — جس میں شانِ خلافت ہے
حبسِ دم ہے محویت — جہر سے جوشِ محبت ہے
ہر دم کا ہے ایک عمل — بے فہمی میں خسارت ہے
کام کرو یا بات کرو — کرو وہی جو ضرورت ہے
صوفی جو ہو ابن الوقت — وقت بہت لاقیمت ہے

☆ یعنی شیطان

باتوں سے کیا ہوتا ہے عمل سے سب کچھ عزت ہے
عمل ہو کیوں کر قیمتِ یار عمل کے ساتھ عنایت ہے
تم ہو خدا سے گر راضی سمجھو اس کی عنایت ہے
بہرِ ظہورِ وصفِ خدا تم کو دُعا کی ضرورت ہے
پوچھ کے ہر دم کام کرو یہی کمالِ عبادت ہے
سب سے مقدم حکمِ نبیؐ کیونکہ وہ باعصمت ہے
قربِ نوافل اچھا کام جس میں اپنی مشیت ہے (قربِ فرائض و نوافل)
قربِ فرائض گر پوچھو اپنا ترکِ ارادت ہے
ترکِ ارادی او رہے شئے اور ہی ترکِ ارادت ہے
حسبِ تقاضا کام کریں یہی کمالِ حکمت ہے
حسنِ عمل ہے وجہِ ثواب عرفاں وجہِ قربت ہے
خوف کو خوف نہیں لیکن وجہ خلق محبت ہے
ترکِ عادت میں اپنی مخفی خرقِ عادت ہے (خرقِ عادت)
دیکھا بے شک کیا دیکھا اس کی کتنی وقعت ہے (کشف)
کھیل تماشا لاحاصل مقصد اصلِ حقیقت ہے
قدم بڑھاتے ہی رہنا مرد ہے جو باہمت ہے
اپنی فکر مُدام رہے فکرِ غیر مصیبت ہے
عشق اللہ اور یاد اللہ یہی ہماری دولت ہے (یادِ الٰہی)
سارے جہاں کو جاوگے بھول یاد میں ایسی لذت ہے
خود فہمی ہے خدا فہمی یہی تو بابِ حقیقت ہے
کونسی شئے آدم میں نہیں وہ تو طلسم حیرت ہے
پست خیالی ہے پستی بالا بینی رفعت ہے

طلب تمہاری بے حد ہو لاتُحصٰی جب جلوت ہے
فتح شکست میں ہے اپنی پستی عینِ رفعت ہے
ظاہر کرنا اپنا قصور لازمۂ عبدیت ہے
جس کا ہے اس کو دے دے واجب رَدِّ امانت ہے
جو اوّل تھا آخر ہو یہی کمالِ ارادت ہے
باطل کا اُڑجائے رنگ آئے نکل جو حقیقت ہے
فعل و وصف و ذات فنا ہوں تو پھر عبدیت ہے
عبدیت ہی سے ملتا تم کو تاجِ خلافت ہے
سب سے بہتر ہے اللہ جس کی ساری خلقت ہے
دیکھنے والے کی خاطر ناٹک میں سب حرکت ہے
ناٹک میں جو کام کریں ان کو ملتی اُجرت ہے
خلق کی خدمت کرو سدا خدمت میں سب عزت ہے
کام کا ثمرہ ملتا ہے جس کی جیسی نیت ہے
اس کی خاطر کام کریں اس کا نامِ طریقت ہے طریقت
باطل کو باطل سمجھیں عرفان اور حقیقت ہے حقیقت
ہر ایک کا حق ادا کریں یہی طریقِ شریعت ہے شریعت
سب کو آگ لگا بیٹھیں کارِ عشق و محبت ہے محبت

فرض ہے اے حسرتؔ تسلیم
اس میں راہِ سلامت ہے

مُسدس

(معرفتِ الٰہی)

کہیں مہ جبینوں میں جلوہ فزا ہے بہارِ جوانی و ناز و ادا ہے
کہیں سرفروشوں میں صورت نما ہے گرفتارِ ہرگونہ رنج و بلا ہے

یہ سب روپ تیرے تو بہروپیا ہے
تو ہر رنگ میں رہ کے سب سے جُدا ہے

کہیں شاہِ ذی شان و مجد وعُلا ہے کہیں صاحبِ مال و جود و سخا ہے
کہیں ہاتھ میں لے کے کاسہ کھڑا ہے نہ کھانا نہ پانی نہ برگ و نوا ہے

یہ سب روپ تیرے تو بہروپیا ہے
تو ہر رنگ میں رہ کے سب سے جُدا ہے

کہیں رنگِ گُل میں ہوا شعلہ افشاں ہوا ہے کہیں شکلِ گُلچیں میں پنہاں
کہیں ہے عنادل سے سرگرم افغاں پہن کر کہیں ہار پھولوں کے شاداں

یہ سب روپ تیرے تو بہروپیا ہے
تو ہر رنگ میں رہ کے سب سے جُدا ہے

تو رازِ ستمگاریِ آسماں ہے　　تو پیکانِ ہر ناوکِ جاں ستاں ہے
ستمگار کا سارا زور و تواں ہے　　ستم کش کی آہ وفغاں کا دھواں ہے

یہ سب روپ تیرے تو بہروپیا ہے
تو ہر رنگ میں رہ کے سب سے جُدا ہے

ہوا طفلِ ناداں کی صورت میں پیدا　　طلب بن کے مادر کے سینہ سے لپٹا
عنایت محبت کا اک جوش اٹھا　　ہوا شِیرِ مادر میں تو ہی ہویدا

یہ سب روپ تیرے تو بہروپیا ہے
تو ہر رنگ میں رہ کے سب سے جُدا ہے

ملائک سے سجدہ کہیں لے رہا ہے　　کہیں آگ میں گر کے ہنستا کھڑا ہے
کہیں مار کر نعرہ بے خود پڑا ہے　　کہیں ٹِکٹکی باندھے خود پا رہا ہے

یہ سب روپ تیرے تو بہروپیا ہے
تو ہر رنگ میں رہ کے سب سے جُدا ہے

دورِ حاضر

جدھر دیکھتا ہوں تبہ کاریاں ہیں — دَغا بازیاں ہیں ستم گاریاں ہیں
وفا چھپ گئی جا کے کتمِ عدم میں — جدھر آنکھ اٹھاؤ جفا کاریاں ہیں
کہیں نام لطف و کرم کا نہیں ہے — زیاں کاریاں ہیں دل آزاریاں ہیں
نہ ماں باپ میں حُبِ اولاد باقی — نہ اولاد میں ان کی دل داریاں ہیں
جہاں سے نکالا ملا مخلصی کو — غرض ہی غرض کی طلبگاریاں ہیں
مقامِ صداقت ہے پرپشت عنقا — کہ مکاریوں کی عملداریاں ہیں
ہوا و ہوس کی ہوا چل رہی ہے — مظالم کی ہر سو شرر باریاں ہیں
دل سنگ دل میں ہے نارِ عداوت — اگر سنگِ خارا میں چنگاریاں ہیں
گرفتار ہر اک ہے، دَرہَمِ دِرہم — ملے گر نہ درہم تو بے زاریاں ہیں
کہیں تہمتیں ہیں کہیں غیبتیں ہیں — کہیں جھوٹ ہے اور دل آزاریاں ہیں
اگر ایک بھی لفظ سن لیں کسی سے — تو اس پر قیامت کی گلکاریاں ہیں
بہت عقل سے ہوگئی ہے عداوت — شب و روز یعنی کہ مے خواریاں ہیں
ہے اشراف سے اشرفی کو عداوت — کمینوں کی ہر طرح دلداریاں ہیں
پتنگ اڑتے ہیں جس طرف کو ہوا ہو — ہوا جس طرف ہے طرفداریاں ہیں
زر و زور اور علم سے عزتیں ہیں — اگر یہ نہیں ہیں تو پھر خواریاں ہیں
نہ صنعت نہ حرفت نہ محنت نہ جِدت — تو افلاس ہے اور ناداریاں ہیں
زر و سیم سے شادیاں ہورہی ہیں — قرابت، شرافت سے بے زاریاں ہیں
سلکشن ہے نوشاہ کا سینما میں — ہوئی دور شادی کی دشواریاں ہیں
نہ شوفر سے پردہ نہ بٹلر سے پردہ — تو آیا کی بھی ناز برداریاں ہیں

اگر آپ کے باغ کا پھول سونگھیں برا کیا ہے یہ تو رواداریاں ہیں
اُدھر تم ہو خوش اور ادھر ہم بھی خوش ہیں یہ آزادی میں کیا مزیداریاں ہیں
ہر اک اپنی ماں کا ہے بیٹا یقیناً اب آگے خدا ہی کی ستاریاں ہیں
مسلمان عورت کا کافر سے رشتہ یہ کیا خواریاں ہیں یہ کیا خواریاں ہیں
حیا سوز ہے سینما کے تماشے تو قہرِ خدا کی شرر باریاں ہیں
بھلا ہیز لینوں میں کیوں کر چھپیں گی جو چہروں سے ظاہر سیہ کاریاں ہیں
یہ تہذیبِ حاضر کفن دین کا ہے فریبِ نظر جس پہ گلکاریاں ہیں
کٹی چوٹیاں سب کی فیشن کے ہاتھوں بس اب ناک کٹنے کی تیاریاں ہیں
ڈرامہ میں جب کام کرتے ہیں لڑکے تو کیا کیا زنانہ اداکاریاں ہیں
شجاعت جو تھا خاصہ مسلموں کا اب اس کے بھی جانے کی تیاریاں ہیں
یہ لیڈیز فیشن ملک کو کیا بچائیں جو پہنے ہوئے ریشمی ساریاں ہیں
یہ عورت نما کس طرح سے گھسیں گے جہاں چار جانب سے بمباریاں ہیں
بڑھو سلطنت پر سے قربان ہونے حمیت کی گر دل میں چنگاریاں ہیں
جو ہو طالبِ موت، موت اس سے بھاگے جو بھاگے اسی کی گرفتاریاں ہیں
جو ہیں سر بکف اور در دست شمشیر ان ہی کی خوشامد ہے دلداریاں ہیں
اگر پالیٹشن ہیں پتلون والے تو جبّوں میں مخفی ریاکاریاں ہیں
زباں سے تو سب تھینک یو بولتے ہیں دلوں میں مگر سب کے مکاریاں ہیں
بظاہر تو جویا ہیں سب امن ہی کے حکومت سے در پردہ غداریاں ہیں
مربی بیار و مُربہ بخور پر ہر اک محکمہ میں عملداریاں ہیں
نہ ہو کام شیریں تو ہے کام رکتا دفاتر میں ہر دم شکر باریاں ہیں
صلہ رحمیاں ہیں تقرر میں مرعی خوشامد، سفارش سے ناچاریاں ہیں
ہر اک شخص کی دو دو عمریں ہیں ہوتی سراپا غلط ہیں جو سرکاریاں ہیں

قرض لیں تو اہلِ غرض لیں ضمانت	عجب دَین داری میں دینداریاں ہیں
جو مسلم نہیں، ان کی ترجیح لازم	یہ ایثار ہے اور رواداریاں ہیں
مسلمان آپس میں تھے بھائی بھائی	مگر اب کہاں اگلی غمخواریاں ہیں
حسد ملکیوں کو ہے خود ملکیوں سے	نہ ہمدردیاں ہیں نہ دلداریاں ہیں
اگر سربرآوردہ ہو کوئی مُلکی	تو پھر ملکیوں پر ستم گاریاں ہیں
مسلمان خوابِ گراں میں پڑے ہیں	جو مسلم نہیں اُن میں بیداریاں ہیں
شب و روز ہے مضحکہ اہلِ دیں کا	مذاہب سے اب سخت بیزاریاں ہیں
نہ تعظیمِ دیں ہے نہ حُبِ نبیؐ ہے	شرائع تو گویا غلط کاریاں ہیں
خدا کو تمہاری غرض کیا پڑی ہے	جو تم کو خدا ہی سے بیزاریاں ہیں
ترقی میں پوچھو تو ہے سُست گامی	تنزل میں کیا تیز رفتاریاں ہیں
روایاتِ قومی کی حافظ ہیں قومیں	مسلمان کو سہل انگاریاں ہیں
ہے فوارہ تکفیر کا عالمِ دیں	مسلمان کہنے میں دشواریاں ہیں
نیا روز مذہب ہے ایجاد ہوتا	یہی کام ہے جب کہ بیکاریاں ہیں
ہے شیرازۂ دین از ہم گُسستہ	یہ فرقے نہیں تفرقہ داریاں ہیں
مباحات میں سارے جھگڑے پڑے ہیں	فرائض سے کس کو خبرداریاں ہیں
حمیت، تعصب ہے اب سمجھی جاتی	حمیت کا کھونا رواداریاں ہیں
یہ بے دین، بے دین تم ہو تو مانیں	عبث پھر منانے کی تیاریاں ہیں
وہ جھنڈے کے آگے جھکاتے ہیں سر کو	جنھیں انبیاءؑ سے بھی خودداریاں ہیں
مَعَاذَ الالٰہ ـــ مَعَاذَ الالٰہ	یہ کیا جہل ہے کیا غلط کاریاں ہیں
ملا کچھ نہ ان کو مزہ عبدیت کا	عجب خود پرستی کی دینداریاں ہیں
کوئی شیخ سدّوؔ کو، نرسوؔ کو مانے	شیاطین کی کیا پرستاریاں ہیں

؎ یہ دو بدروحیں جاہلوں میں پوجی جاتی تھیں۔

کرامت دکھاتے ہیں سفلی عمل سے یہ بے دینیاں ہیں کہ دیں داریاں ہیں
اِذَا صَارَ یَھْدِیْ غُرَابٌ رِجَالًا تو آخر تباہی ہے اور خواریاں ہیں
محبت ہے بازرد رنگِ منقش فدا اس پہ تقویٰ ہے دینداریاں ہیں
جداگانہ ہر پارٹی کی ہے فیلنگ اسی سے جہاں میں تبہ کاریاں ہیں
بنے رکنِ بلدیہ دے دے کے ڈِنر مقنن بھی بننے کی تیاریاں ہیں
دھری کی دھری رہ گئی قابلیت بزرگی کا معیار زرداریاں ہیں
مسلّم سیادت ہے شمشیر زن کی ہر اک جا اسی پر حکم داریاں ہیں
ہے پابندیٔ عہد ہمسر سے ہوتی ضعیفوں پر جائز ستم گاریاں ہیں
ڈیوائیڈ اینڈ وِن رول از گولڈن رول اسی پر جہاں میں عملداریاں ہیں
اِٹ از رائٹ دٹ مائٹ از رائٹ دِس ڈے اسی پر دَعاوی ہیں، حقداریاں ہیں
بغاوت ہے نامِ وطن لب پہ لانا مظالم کی ہر دم شرر باریاں ہیں
سرِ چشمہ شاید گرفتن بمیل اب شرارت کی ہر سمت تیاریاں ہیں
جو ہوں دوست، جز و بدن ان کو کرلو یہ ہے اتحاد اور وفاداریاں ہیں
ڈبویا رسوم و تکلف نے ہم کو کہ جن کا نتیجہ قرضداریاں ہیں
بکیں سود در سود میں جائیدادیں عدالت سے جاری گرفتاریاں ہیں
کیا خانہ برباد ان شادیوں نے یہ کیا ذِلتیں ہیں، یہ کیا خواریاں ہیں
سوم اور چہلم کی اور عرس کی بھی عبث قرضِ سودی سے تیاریاں ہیں
یہ چلّہ، یہ چھٹی یہ بسم اللہ خوانی سب اسراف ہیں جبکہ ناداریاں ہیں
نہ دولت ہماری، نہ دولت تمہاری اسی طرح اقوام کی باریاں ہیں

یہ آئینۂ دورِ حاضر ہے حسرت
کہ جس میں سراپا زیاں کاریاں ہیں

پند و نصائح

منظور ہو اپنی گر بھلائی ہرگز نہ کسی سے کر برائی
تعریف وہ ہے کریں جو اغیار اچھی نہیں اپنی خودستائی
اِعلم اَنَّ الغِنیٰ غِنَی النَّفْس فقرست و ہزار بادشائی
ہیں صَرف میں دو ہنر ضروری گر ایک ہنر سے ہو کمائی
زر ہے معیار آدمی کا کھلتی نیکی ہے اور برائی
دیکھی ہوئی چیز کو بیاں کر کہنا نہ کبھی سنی سنائی
جب تک نہ کہے ہے بات تیری منہ سے نکلی ہوئی پرائی
اپنی تنقید رات دن کر تنقید ہے دل میں گرسمائی
ردِّ عمل و عمل ہیں یکساں نیکی ہو یا کہ ہو برائی
آئینہ کی طرح منہ پہ کہہ دے پیچھے ہرگز نہ کر برائی
خورشید کو ماہ سے گہن ہے نااہل سے کر نہ تو بھلائی
تائیدِ خدا ہو ساتھ تیرے نیت میں تری ہو گر صفائی
تیرا ہے خدا تو کچھ نہیں ڈر کرسکتی ہے تیرا کیا خدائی
سرمایۂ عمر کر نہ برباد دل میں ہو ایسی پارسائی
رکنِ اسلام ہے اُخوت مسلم باہم ہیں بھائی بھائی
مرکز شیطان کا خودی ہے ہے بیخِ فساد خود نمائی
مومن، مومن کا آئینہ ہے ہے مظہر جلوہ خدائی

ہر رنگ میں مل کے ایک ہو جا | پانی سے سیکھ لے صفائی
تلوار کی طرح رکھ ارادہ | مشکل گر سامنے ہو آئی
بنیادِ عمل ہے نیتِ نیک | بے صَرفہ عبادتِ ریائی
ہے مرجعِ خیر ذاتِ واجب | ممکن کی ہے ذات سے برائی
سُن کر دو ایک بات کہنا | دو کان ہیں اک زباں ہے بھائی
اندھے کے ہاتھ میں ہے مشعل | جو عالمِ بے عمل ہے بھائی
سمجھا ہم نے تو بس یہ سمجھا | کوئی نہ سمجھ میں بات آئی
بندہ کیا اس کا حق ہی کیا ہے | سب کچھ ہے فضلِ کبریائی

حسرؔت کی نصیحتوں پہ دھر کان
مطلوب ہے تجھ کو گر بھلائی

تحفۂ اطفال

میں تو مسلمان ہوں

میں تو مسلمان ہوں　　صاحبِ ایمان ہوں
اللہ ہے میرا خدا　　کوئی نہیں دوسرا
صاحبِ قدرت ہے وہ　　صاحبِ رحمت ہے وہ
کھانا کھلاتا ہے وہ　　پانی پلاتا ہے وہ
سب کی دُعا سنتا ہے　　مانگو وہی دیتا ہے
میرا خدا ایک ہے　　میرا نبیؐ نیک ہے
اُن کا محمد ہے نام　　اُن پہ درود و سلام
رب کی عبادت کرو　　اور نمازیں پڑھو
اس سے محبت کرو　　اس سے ہمیشہ ڈرو
بات تو سچ ہی کرو　　بولو نہ تم جھوٹ کو
بات تم اتنی کرو　　جتنی ضرورت کی ہو
دیکھو بڑا مرتبہ　　ہوتا ہے ماں باپ کا
سب سے بھلائی کرو　　تم نہ برائی کرو

تم کرو سب نیک کام
اور بنو نیک نام

تسمیہ

جب کرو تم کوئی کام لینا خدا ہی کا نام
وہ بڑا رحمٰن ہے صاحب احسان ہے

حمد

(۱)

سب سے اعلیٰ اللہ ہے سب کا مولیٰ اللہ ہے
سب کو پیدا اُس نے کیا قدرت والا اللہ ہے
سب کی دُعائیں سنتا ہے رحمت والا اللہ ہے
اس کے برابر کوئی نہیں سب کا آقا اللہ ہے
کون ہے میرا اس کے سوا میرا سہارا اللہ ہے

(۲)

میرا خدا باقدرت ہے سب پر جس کی حکومت ہے
کوئی نہیں ہے اس کا شریک عاجز ساری خلقت ہے
سب کی دُعائیں سنتا ہے واقف ہے جو حالت ہے
جو چاہا وہ کرتا ہے کرتا ہے جو حکمت ہے
سب عیبوں سے پاک ہے وہ کیا عظمت کیا رفعت ہے
ذات کو اس کی نہیں زوال فانی ساری خلقت ہے
جیسا تھا وہ ویسا ہے ایک ہی اس کی حالت ہے
جو ہے اس کا ہے محتاج اس کو نہ کوئی حاجت ہے
چھوڑ کے اس کو بُت پوجیں لوگو! کیسی حماقت ہے
یادِ خدا میں مست رہو
اس میں دل کی راحت ہے

نعت

میرا نبیؐ باعزت ہے باشوکت باحرمت ہے
سارے نبیوں کا سردار سب پر اس کی فضیلت ہے
سرورِ عالم جگت گرو اس کی جہاں میں شہرت ہے
اس کی محبت ہے لازم حشر میں جس کی شفاعت ہے
وہ اللہ کا ہے محبوب پیاری صورت، سیرت ہے
ہم ہیں محمدؐ کی اُمت کیسی اچھی قسمت ہے
کیسا نبیؐ کیا پاک نبیؐ جو عالم پر رحمت ہے
ہم کو خدا سے ملادیا کیسی ہم پہ عنایت ہے
پڑھو درود محمدؐ پر اس میں خیر و برکت ہے

اذان

اللہ ہے سب سے بڑا اللہ ہے سب سے بڑا
اللہ ہے سب سے بڑا اللہ ہے سب سے بڑا
اللہ ہے برحق خدا کوئی نہیں ہے دوسرا
حضرت محمدؐ ہیں رسولؐ سردارِ جملہ انبیاء
پڑھ لو نماز اے باخدا اس میں تمہارا ہے بھلا
سونے سے بہتر ہے نماز سونے سے بہتر ہے نماز
اللہ ہے سب سے بڑا اللہ ہے سب سے بڑا
اللہ ہے میرا خدا کوئی نہیں ہے دوسرا

اقامت

دیکھو ہوئی قائم نماز دیکھو ہوئی قائم نماز

سورۂ فاتحہ

میرا خدا باقدرت ہے جس کی اعلیٰ قوت ہے
سارے عالم کا رب ہے سب پر اس کی رحمت ہے
وہ ہے رحمٰن اور رحیم اس کی نہایت عظمت ہے
روزِ جزا کا مالک ہے جس کا نام قیامت ہے
اپنے مالک سے مانگو جو کچھ تم کو حاجت ہے
ہم کو سیدھی راہ چلا جس میں تیری ہدایت ہے
ان لوگوں کی راہ چلا جن پر تیری عنایت ہے
راہ سے گم راہوں کی بچا جن پر تیری لعنت ہے

سورۂ اخلاص

میرا خدا باعظمت ہے بے پروا بے حاجت ہے
بچے نہیں ماں باپ نہیں بیوی کی نہ ضرورت ہے

احکامِ اسلام

حکمِ خدا میں حکمت ہے ہم پر فرض اطاعت ہے
پڑھتے ہیں ہر وقت نماز جن کی نیک طبیعت ہے
روزے ماہِ رمضاں کے رکھو تم گر قوت ہے
مسکینوں کو دو خیرات پاس جو مال و دولت ہے
حجِ بیت اللہ کرو تم کو جو اس کی طاقت ہے
پڑھتے رہو قرآن شریف جس میں سب کی ہدایت ہے
حکمِ خدا و نبیؐ سنو اس میں تمہاری سعادت ہے
برے جلیں گے دوزخ میں نیکوں کا گھر جنت ہے

نصیحت

سن لو میری نصیحت ہے جس میں سراسر حکمت ہے
عزت غیروں کی کرنا اس میں تمہاری عزت ہے
کرو بزرگوں کی تعظیم اس میں تمہاری عظمت ہے
مال تو آتا جاتا ہے علم و ہنر سے عزت ہے
جو ہوتا ہے اچھا ہے اپنی اپنی قسمت ہے
صبر کرو گر مشکل میں آخر فتح و نصرت ہے
تم نہ اپاہج بن کے رہو حرکت میں سب برکت ہے
مایوسی ہے سخت بلا سب سے بدتر خصلت ہے
خود کو سمجھنا دانا تر جانو سخت جہالت ہے
فرض کو اپنے مت بھولو یہی خدا کی مشیت ہے
دیتا ہے ہر اک کو حکیم جس میں اس کی حکمت ہے
شِیر و شکر تم بن کے رہو میٹھی سب سے محبت ہے
قدم بڑھاتے ہی رہنا مرد ہے جو باہمت ہے
خودرائی اور خودبینی سمجھو سخت حماقت ہے
کام کرو یا بات کرو کرو جو تم کو ضرورت ہے
وقت کو تم ضائع نہ کرو وقت بہت لاقیمت ہے
پھل کاموں کا ملتا ہے جس کی جیسی نیت ہے
باتوں سے کیا ہوتا ہے عمل سے سب کچھ عزت ہے
علم و عمل کی دنیا ہے ان سے ساری وقعت ہے

"میں یہ ہوں" ہے مرد کا قول پدر فروشی ذِلّت ہے
رہو ہمیشہ تم ہشیار اصل تباہی غفلت ہے
سوچ سمجھ کر بات کرو یہی تو رازِ حکمت ہے
کامل وہ جس کے دل میں نیک و بد کی وسعت ہے
نیک کے دل میں نیک بسے بد کے دل میں شرارت ہے
فرصت کو مت کھو بیٹھو فرصت سخت غنیمت ہے
مالِ حلال ہے نورانی مالِ حرام میں ظلمت ہے
خونِ غریباں ہے رشوت لعنت ہے جو رشوت ہے
قولِ مرداں جہاں دارد وعدہ خلافی ذِلت ہے
جھوٹا خوار ہے دنیا میں جھوٹے کی کیا وقعت ہے
ڈھونڈو اپنی راہِ نجات جب تک جان سلامت ہے
سنگ پرستی اور انساں؟ جس میں شانِ خلافت ہے
سوئے نہ سونے کی خاطر کیسی سخت مصیبت ہے
بے عزت اک مُردہ ہے زندہ جو باوقعت ہے
بے مارے مرتا نہیں مار یہ جینا کیا عزت ہے
گرد میں مردوں کی رہنا اس میں سراسر عزت ہے
آپس میں مل جل کے رہو اچھی باہم اُلفت ہے
اپنے دل کو پاک رکھو بہتر دل کی طہارت ہے

قدیر و قادر ہے اللہ
اس کا بندہ حسرت ہے

٦۔رُباعی

معیار الحق

رُباعیات

۱

دستِ رب العُلیٰ میں کٹھ پُتلی ہوں چلتا پھرتا ہوں اور مردہ بھی ہوں
دادا صدیقؓ اور مرشد صدیقؒ صدیقی ہوں جناب صدیقی ہوں

۲

تو میرا خدا ہے میں ہوں تیرا بندہ حاجت مجھ میں ہے اور ہے تجھ میں غنا
جب ہو صفتِ ذات کا اظہارِ کمال میں مانگتا جاؤں اور تو دیتا جا

۳

مانندِ نظر نظر سے مستور ہے تو شہ رگ سے قریب اور پھر دور ہے تو
وہ آنکھ کہاں کہ جس سے دیکھوں تجھ کو آنکھیں خیرہ ہوں جس سے وہ نور ہے تو

۴

اک وہمِ خودی ہے جس پہ مغرور ہے تو جویا جس کا ہے اس سے کب دور ہے تو
اٹھ جائے اگر بُعدِ خیالی کا حجاب آنکھیں جسے ڈھونڈھتی ہیں وہ حور ہے تو

۵

زعمِ باطل کی بادہ مستی کب تک ناداں یہ ادعائے ہستی کب تک
تو بھی موجود اور حق بھی موجود ظالم یہ شرک و خودپرستی کب تک

۶

قیسِ دیوانہ کیلئے لیلیٰ ہے بُلبل، گُل پر بہ جان و دل شیدا ہے
ہر ایک کا قبلۂ ارادت ہے ایک تُو میرا ہے الٰہی تو میرا ہے

۷

ریگِ روشن کا ایک دھوکہ ہوں میں خورشید جہاں تاب کا دھبہ ہوں میں
میں ہوں بھی سہی اور نہیں ہوں بھی سہی حسرتؔ بخدا عجب تماشا ہوں میں

۸

دنیا ملتی ہو یا ہو اس سے حرماں ملنا ہے اُدھار اس کا گر ہو امکاں
اللہ ہمیں نقد مل گیا ہے حسرتؔ کیا اس کا کرم ہے اور ہے کتنا احساں

۹

مسجد میں رہو تو تم کو میں مانتا ہوں مندر میں چھپو تو تم کو میں جانتا ہوں
جس رنگ میں آؤ کچھ نہیں ہے پرواہ اس ناز و ادا سے تم کو پہچانتا ہوں

۱۰

عاشق کا دلِ گداز میں رکھتا ہوں معشوقوں کا حسن و ناز میں رکھتا ہوں
جن کی کچھ انتہا نہیں اے حسرتؔ اس سینے میں اتنے راز میں رکھتا ہوں

۱۱

عالَم کب سے چلا ہے معلوم نہیں کب اس کی انتہا ہے معلوم نہیں
اللہ ازل سے تا ابد ہے مشہود لیکن ذات اس کی کیا ہے معلوم نہیں

۱۲

کیا غیرِ خدا ہے ہم کو معلوم نہیں کیا عین اس کا ہے ہم کو معلوم نہیں
اللہ حق اور غیرِ حق ہے ناحق باقی پھر کیا ہے ہم کو معلوم نہیں

۱۳

اللہ باطن ہے اور وہی ہے ظاہر ظاہر نہ کہے جو حق کو، وہ ہے کافر
کامل سمجھا گیا تو ہو عقل محیط ہے عقل تو اِدراک سے اس کے قاصر

۱۴

شاہی پُتلوں کا بھی تماشا دیکھا دنیا کو بھی ہم نے مثل ان کا دیکھا
آیا نہ نظر جو تھا تماشا کرتا دیکھا نہ اُسے تو ہم نے پھر کیا دیکھا

۱۵

نیکوں کا عمل ہے سر پہ مانندِ کلاہ اور بد کی بدی ہے مثلِ آتش در کاہ
کرلو وہ عمل پسند جو تم کو ہو لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ

۱۶

ہر نیک کی نیکی ہے یقیناً دائم جو بد ہے بدی اس سے مقرر قائم
یاں جبر کہاں ہے یہ تو ہے استلزام لازم ملزوم کو رہے گا لازم

۱۷

آواز بدلتی ہے رنگِ حرکت گرمی حرکت کی پھر ہے لیتی صورت
حسرتؔ ہوتی نہیں کوئی شئے باطل نیکی و بدی سب کی یہی ہے حالت

۱۸

میں کیا ہوں اور کیا ہیں یہ میرے گناہ رب الارباب تو ہے اور شاہنشاہ
ڈھل جائیں گے سب گنہ بیک موجِ کرم لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ

۱۹

حق نیک عمل کا سب کو دیتا ہے ثواب دیتا ہے کئی چند انھیں رب الارباب
گر وہ چاہے تو بدعمل نیک بنے سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ رَبِّی تَوَّاب

۲۰

توبہ کرلے اگر گنہ تو نے کیا رکھ عفو کی اللہ تعالیٰ سے رجا
کیوں فکرِ گناہ ہوگئی ہے مانع اللہ کی یاد سے کہ جو ہے اعلیٰ

۲۱

اللہ کا عشق دل میں کافی شافی گر نیک عمل ہو ساتھ تو ہے ناجی
کیوں پوچھ رہا ہے کیا خدا مجھ سے ہے خوش تو راضی ہے تو ہے خدا بھی راضی

۲۲

عالم اچھا ہے اس میں جو ہے اچھا تیرا جو کچھ ہے یا الٰہی اَعْلٰی
میری بھی تو ایک شئے ہے سب سے اچھی تو میرا ہے الٰہی تو ہے میرا

۲۳

اللہ اللہ جہاں کو ہم نے دیکھا ہے سارا نظام اس کا کتنا اچھا
لڑتے ہیں جو تقدیر سے وہ ہیں جاہل کس طرح خلافِ علمِ باری ہوگا

۲۴

اللہ نہ ہو تو سب ہیں بے خوف وخطر اللہ جو ہو تو پھر ہے منکر ہی کو ڈر
مومن شاداں رہے بہر دو صورت دنیا و آخرت ہوں اس کے بہتر

۲۵

اللہ کو جو مانے وہ رہے گا خرّم جو اس کو نہ مانے وہ رہے گا پُرغم
مٹی برباد ہوگی کل منکر کی اور مومن شاداں رہے گا ہردم

۲۶

ایمان اسلام سے جو بے زاری ہے دنیا میں اسی سے ذِلت وخواری ہے
اللہ سے جُدا ہوئے تو پھر اَمن کہاں مرکز پر دائرہ کی تیاری ہے

۲۷

اللہ تعالیٰ ہے ہر اک شئے پہ قدیر اور اس کی ذات ہے سمیع و بصیر
ناداں یہ صفات برق پاروں میں کہاں اتنا بھی نہ سمجھا تو یہ تیری تقدیر

۲۸

حاظر ناظر خدا کو تو نے جانا دولت ہے بڑی خُدا پہ ایماں لانا
کد و کاوش میں کیوں پڑا ہے ناداں کیا فکر ہے جب کفیل حق کو مانا

۲۹

کب مادّے میں ہے یہ سکون و حرکت کب اس میں نمایاں ہے یہ جوشِ اُلفت
پتّہ ہلتا نہیں ہے بے حکمِ خدا ایماں یہی ہے اور یہی ہے حکمت

۳۰

مابینِ خدا و خلق پیغمبر ہے لے کر دینا تو کارِ آں سرورؐ ہے
ہے اپنا وکیل سب سے اعلیٰ اکمل جب ایسا وکیل ہو تو پھر کیا ڈر ہے

۳۱

اللہ کی یاد کر وسیلہ ہے قبول ہیں صوم و صلوٰۃ بھی اسی سے مقبول
پیغمبرِ اسلام وسیلہ ہے بڑا ناداں ہرگز نہ چھوڑ دامانِ رسولؐ

۳۲

آل و اصحابؓ سب ہیں محبوبِ نبیؐ حق پر ہے وہ جس نے پیروی ان کی کی
اچھوں کو برا کہنا یہ ہے کام برا ان سب کا مخالف ہے شقیِ ازلی

۳۳

تعلیمِ نبیؐ سے چند اچھے نکلے باقی جو لوگ تھے وہ جھوٹے نکلے
تئیس برس جو کی نبیؐ نے محنت تم اس کے قدرداں یہ کیسے نکلے

۳۴

اصحابِ انبیا تھے سب سے اعلیٰ اوتار کے بھگت بھی تھے باصدق وصفا
اصحابِ نبیؐ کو کہہ دیا سب سے برے اب باقی کیا ہے؟ کہہ دو اسلام برا

۳۵

قرآن و حدیث کی عداوت ستم ہے　　اسلام اسی سے درہم برہم ہے
قرآں کی حفاظت سے یہ کرنا انکار　　انکارِ خدائے پاک سے کیا کم ہے

۳۶

کیا کفر کا زور کافروں نے توڑا　　کفار نے کیا فتح ممالک کو کیا
ہے منہ میں زبان تم جو چاہو کہہ دو　　تم پر لِیَغِیْظَ کا ہے فرمانِ خدا

۳۷

مولیٰؑ نے مخالفوں کو اِخوان کہا　　کب باندی غلام کا عمل ان سے کیا
لڑنے سے مسلمان نہیں ہوتا کافر　　یہ ''اِقْتَتَلُوا'' سے ہم کو معلوم ہوا

۳۸

جب حدِّ تواتر کو پہنچ جائے بات　　ہے اس کا نہ ماننا محلِ آفات
ظنّی ہے تواتر کو نہ پہنچے جو بات　　اس پر بھی عمل کرتے ہیں فرخندہ صفات

۳۹

اللہ نے کیا سمجھ کے سب کو پیدا　　ہر اک کی حقیقت کو جدا بھی جانا
حسرتؔ اللہ ہے حکیمِ مطلق　　ہر ایک کو اس نے اس کے لائق بخشا

۴۰

سنتا ہے دُعائیں سب کی ربُّ الاعلیٰ　　دیتا ہے وہی جس میں ہو عالم کا بھلا
جب مغزِ عبادت دعا ہے حسرتؔ　　رکھا ہے اس کا آخرت میں بدلا

۴۱

ہیں سبعِ صفات ہر بشر میں پیدا　　اللہ کا خلیفہ ہے ہر اک سے اعلیٰ
بالذات اس کی نہیں کوئی شئے حسرتؔ　　اللہ تعالیٰ کی ہے ہر چیز عطا

۴۲

آدم میں صفاتِ حق کا ہونا تھا ضرور | اپنی تصویر تھی بنانی منظور
بندے کی کوئی شئے نہیں حسرتؔ بالذات | اتنا سمجھا تو شرک ہے کوسوں دور

۴۳

ہو سجدۂ بندگی میں حق کے سرخم | تھا سجدۂ تعظیم برائے آدمؑ
سجدے میں ہے نیت و ارادہ کا لحاظ | نیت نہ ہو گر اس میں تو ہے شرک عدم

۴۴

مطلق تو ہے قید ہی میں لیتا صورت | بے قید کے ظاہر نہیں ہوتا حسرتؔ
بدعت ہے وہ کام جو ہو مذہب کے خلاف | ہر شئے جو نئی ہو وہ نہیں ہے بدعت

۴۵

ہوتی ہے نئی شئے سے نمایاں قدرت | کھانے میں، لباس و اسلحہ میں جدت
بدعت ہے ''مخالفِ اصولِ اسلام'' | بدعت ہے نئی چیز کو کہنا بدعت

۴۶

قرآن کا جمع تو نے جانا بدعت | اور اس کی طباعت کو بھی سمجھا بدعت
اس طرح تراویح کا پڑھنا بدعت | یہ سب بدعت تو تیرا جینا بدعت

۴۷

ایصالِ ثواب راحتِ روحانی ہے | گر حج و زکوٰۃ و صوم و قربانی ہے
ثابت ہے احادیث سے ایصالِ ثواب | تجھ پر نہ درود و فاتحہ خوانی ہے

۴۸

تقلید ہے جاہل کیلئے اَمرِ اکید | جاہل کا ہے قول مستحقِ تردید
ہے اُشترِ بے مہار تقلید بغیر | تقلید آئمہ کی ہے عاقل کو مفید

۴۹

ہر کام کے سیکھنے کو لازم استاد
ماہر ہو جس سے آدمی اور دلشاد
تقلید بزرگوں کی ہے لازم حسرتؔ
جو اس کو عبث جانے وہ ہوگا برباد

۵۰

اسلام جرائم سے بری ہے اے یار
گر لاکھ مسلمان ہوں عاصی بدکار
اسلام کا قانون ہے حسرتؔ بے عیب
حرف اس پہ کوئی آ نہیں سکتا زِنہار

۵۱

قانون کی ملتی ہیں کتابیں ہرجا
کرتا ہے وکیل جو کوئی ہے دانا
ماہر کی طرف رجوع کرتے ہیں سب
یوں ہی چلتا ہے کارِ دین و دنیا

۵۲

ہے قابلِ اختیار جب شر ہو قلیل
اور خیرِ کثیر پر عمل، امرِ جلیل
دیتی ہے یہی حکم ہمیں عقلِ سلیم
جو اس کو نہ مانے وہ رہے خوار و ذلیل

۵۳

دنیا میں نکلتے ہیں وسائل ہی سے کام
قائم ہے وسائل ہی پر عالم کا نظام
بیکار اشیا سے ہے توسل بیکار
ڈھونڈ ایسے وسائل کہ جو اچھے ہوں تمام

۵۴

نامرد سے اولاد کہاں ہوتی ہے
جو بانجھ ہے سرگرمِ فغاں ہوتی ہے
نکلے کیا کام جب وسائل ہوں غلط
حکمت سے ہر اک بات یہاں ہوتی ہے

۵۵

تحصیل کو منصفی کے جو دے احکام
عورت سے مرد کا جو کوئی لے کام
مقصد ملے کیا نہ ہوں وسائل جو دُرست
ناداں مت پوچھ کیا ہے اس کا انجام

۵۶

کافر، بے دین جس نے مسلم کو کہا یہ قول ہے اس کا کفر بے چون و چرا
حسرتؔ ہیں مساوی عمل و ردِ عمل قول اُس کا اُسی کا طوقِ گردن ہوگا

۵۷

جو عزتِ اسلام کیا کرتے ہیں تکفیر سے مسلم کی بچا کرتے ہیں
فوارۂ شرک و کفر بنتے ہیں خود فتوے جو کفر کے دیا کرتے ہیں

۵۸

کافر کو مسلمان کیا کرتے تھے تکفیر سے مسلم کی ڈرا کرتے تھے
کافر جو بناتے ہو مسلمانوں کو تم کیا کرتے ہو اور وہ کیا کرتے تھے

۵۹

احدیتِ مطلقہ میں اک ذاتِ وجود اور علم میں دو ذات نہ ہو جس کو بود
عالم میں ذوات اور حقائق ہیں کثیر اللہ اک بس ہے، ہیں یہ جھگڑے بے سود

۶۰

لاعین و لاغیر ہیں اوصافِ خدا ہر چند کہ سب میں ہے وہی جلوہ نما
منشا کے لحاظ سے یہ سب ہیں واحد اور فہم میں ہیں غیر یہ ہے راہ ھُدیٰ

۶۱

جو مرجعِ وصف ہے اسے ذات کہو تابع جو ہو صفت تم اس کو جانو
جس میں ہو ذات و وصف دونوں، ہے اسم تم سوچ بچار کے ہر اک بات کہو

۶۲

فیضِ اقدس سے ہے ثبوتِ اعیاں علم باری میں تھے حقائق پنہاں
جب فیضِ مقدس کہے اعیان کو کُن موجود ہو خلق اور نہاں سب ہوں عیاں

۶۳

ہیں ذات و صفات و فعل باری کے قدیم
حادث ہے اثر جو ہے مرکب تسلیم
علم و قدرت ملیں تو سب ہوں موجود
حادث ہے اعتباری اے مردِ فہیم

۶۴

انسان بدلتا ہے صفت سے حالت
یہ کشفِ مثالی کی ہے ساری جدت
کتا کبھی اور سانپ کبھی اور گدھا
مشکل سے بنے گی آدمی کی صورت

۶۵

ہے موم ہی شمع اور دھواں بن کے نہاں
عالم کے تغیرات کب ہیں سب سے پنہاں
کیا چیز ہے جو نہیں بدلتی حسرتؔ
اک "ہے" ہی نہیں بدلتی ہرگز اک آں

۶۶

جائز کو حرام تو نہ کہہ اے ناداں
احکام میں شرک ہے یہ کارِ شیطاں
لازم ہے حرام کو دلیلِ قطعی
جب وہ نہیں موجود تو پھر حکم کہاں

۶۷

سائنس و فلاسفی سے ہے کیا حاصل
کیا ہے لاجک اور ہسٹری کا حاصل
جب اپنی حقیقت کو نہ سمجھا تم نے
جو کچھ لکھا پڑھا وہ سب لاحاصل

۶۸

تنہائی میں جرم ہو نہ ہو کوئی گواہ
کیونکر پولس ہو اور عدالت آگاہ
ہوتا نہیں جرم بند بے خوفِ خدا
لَاحَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ

۶۹

باتیں ہرگز نہ کر زیادہ اے یار
تحصیلِ علوم سے ہے سب باغ و بہار
آمد سے زیادہ خرچ جو کرتا ہے
اک دن ہوجائے گا فقیر و نادار

۷۰

اماں کو نہ جان اپنی بیوی زِنہار تیرا ہے اور، اور ہے حکم جمار
ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد جو حفظِ مراتب نہ کرے ہے فی النار

۷۱

بے سوچے جو بولتا ہے وہ ہے غافل جو سوچ کے گفتگو کرے وہ ہے عاقل
عاقل کا ہے دل پہلے تو غافل کی زباں حسرتؔ جو نہ سمجھے اس کو وہ ہے جاہل

۷۲

ہوتا ہے تواتر سے یقین و ایماں آحاد سے ہرگز نہیں ہوتا ایقاں
بے فائدہ باتوں سے تو ایمان نہ کھو جھوٹی باتیں نہ سن کبھی اے ناداں

۷۳

اللہ تعالیٰ ہے رحیم اور حکیم جو کچھ وہ کرے تم اسے کرلو تسلیم
چیرے کوئی ڈاکٹر کسی پھوڑے کو اس کا کرو شکر دل سے گر تم ہو فہیم

۷۴

توفیقِ شکر ہے خدا کا احساں اور شکر سے نعمت کا تسلسل ہے عیاں
شکرِ احسانِ حق تعالیٰ ہے محال اس کا احسان جان اک بارِ گراں

۷۵

ہیں علم کے سب تماشے ہر جا حسرتؔ گوش و چشم و حواس دل کی قوت
جس کو نہ ہو علم موت ہے اس کیلئے ہے علم ہی کی جہاں میں ساری عزت

۷۶

سب عاشق و معشوق ہیں باہم شیدا اور ان میں نہیں ہے کوئی بے عشق و وِلا
جو ضبطِ محبت کرے وہ ہے معشوق عاشق ہے جس نے ضبطِ الفت نہ کیا

۷۷

قرآن و حدیث بالتواتر سے یقیں — احکام کو یاد رکھ نہ ہو چیں بہ جبیں
لازم ہے حرام کو دلیلِ قطعی — بے اس کے حرام کا کبھی حکم نہیں

۷۸

عورت کے لوازم سے ہے شرم و حیا — اور اس کے لوازم سے ہے حسرتؔ پردا
ہے اچھی چیز کو چھپاتا ہر ایک — "بے پردہ" کے اس کا نہیں رکھنا اچھا

۷۹

ہے مرد قوی تو جان عورت ہے ضعیف — بچوں کی پرورش نہیں کارِ خفیف
عورت کیوں مرد کی طرح جنگ کرے — کیا ناقدری میں پڑی ہے یہ نوعِ لطیف

۸۰

ہر ایک کی فطرت کے موافق ہو کام — ہر ایک کے کام کے مساوی انعام
فطرت کے خلاف جو مساوات رکھے — ناکام رہے گا' ہیں یہ سارے اوہام

۸۱

اللہ تعالیٰ کا ہے بالذات وجود — اور ہم تم کیا ہیں اک خیالِ بے بود
کیوں وہمیات میں پڑا ہے ناداں — اللہ کو پکڑ لے جو ہے سچا معبود

۸۲

بدامنی کا ہے سخت دشمن اسلام — دنیائے تمدن میں ضروری ہے نظام
ظلم اور ستم کا کام کرنا ہے برا — اندھیر ہے ظلمت ہے نہیں اس میں کلام

۸۳

میں بندۂ مومن ہوں ترا لطف دکھا — محتاج ہوں بے کس ہوں کرم کر مولیٰ
جب غیر کے سجدہ سے بچایا تو نے — پھر ان کی طرف ہاتھ بڑھانے سے بچا

۸۴

پیدا کیا تو نے مفت اے ربِ کریم / اور مفت کھلایا بھی ہے از فضلِ عمیم
تیرے فضل و کرم پہ حسرتؔ قرباں / اب مفت ہی بخش تو ہے رحمٰن و رحیم

۸۵

پیدا کیا تو نے بے طلب اے مولیٰ / اور اپنے کرم سے تو نے کیا کیا نہ دیا
محتاج ہیں ہم دستِ طلب پھیلاتے / اے ربِ کریم' ان کو خالی نہ پھرا

☆☆☆☆☆

۷۔ قصیدہ

ترانہ

یارب رہے سلامت شاہِ دکن ہمارا
شاہِ دکن ہو یا رب شاہِ زمن ہمارا

باقوت و بسالت باعظمت و جلالت
شاہِ دکن ہو یا رب سایہ فگن ہمارا

بادِ خزاں کا صدمہ اس کو کبھی نہ پہنچے
ہر دم بہار پر ہو یارب چمن ہمارا

نہریں علوم کی ہوں یارب دکن سے جاری
فضل و کمال کا ہو منبع وطن ہمارا

مصروفِ کار ہر دم ہوں شیخ و شاب یاں کے
ہو فرض کے مطابق چال و چلن ہمارا

ہوں عہدیدار عادل ہوں اہلِ علم عامل
آئے ہمارے آگے عہدِ کُہن ہمارا

سرسبز گلستاں ہوں ہر دم ترقیاں ہوں
اَوج و کمال پر ہو ہر دم وطن ہمارا

ہر حکم کا ہو ماخذ حکمِ خدائے برحق
ہو فرض کے مطابق ہر ہر چلن ہمارا

ہو نغمۂ محبت مرہونِ صوتِ حاوی
والہ بنائے سب کو حسنِ سخن ہمارا

خورد و کلاں کا نعرہ حسرتؔ یہ ہو رہا ہے
تاجِ سرِ جہاں ہو ملکِ دکن ہمارا

قصیدہ درتہنیت سالگرۂ غفرانِ مکان سلطانِ دکن

میر محبوب علی خاں آصف جاہ سادس (اَسکنہ اللّٰہُ فِی الجنان)

ہاں طبع رسا آگے بڑھے تَوسَنِ افکار　　مضمار مضامین میں شجاعت کا ہو اظہار
نقطہ کرے چار آنکھ سپر سے ترا بڑھ کر　　ہر ایک الف صورت نیزہ ہو نمودار
بل کھائے ہر اک لام کمندوں کے مقابل　　ہو قوس سے بڑھ کر ترا ہر نون کماندار
بار دت کا ہو رنگ سیاہی میں نمایاں　　بندوق کے ہوں کلکِ سیہ میں ترے آثار

مَطلع

یہ فوجِ ظفر موج کے دستے ہیں نمودار　　یا ابر چلے آتے ہیں از جانبِ کہسار
سرمست شجاعت سے کھڑے ہیں یہ بہادر　　یا جھومتے ہیں باغ میں اشجارِ ثمردار
یہ پھول درخشندہ سپر کے ہیں اِلٰہی　　یا صحنِ گلستاں میں نمودار ہیں ازہار
یہ شورِ عنادل نہیں جانبازوں کے لب پر　　بے ساختہ ہے نعرۂ "یا حیدرِ کرّار"
لیتے ہیں بہادر لبِ شمشیر کا بوسہ　　جس طرح کہ چومیں لبِ معشوق ہوس کار
بندوق کی گولی پہ یہ جاں دیتے ہیں بڑھ کر　　بھاتا نہیں خال رُخِ معشوقِ طرحدار
معلوم بھی ہے تم کو کہ یہ فوج ہے کس کی　　کیوں آیا ہے اس شان سے یہ لشکرِ جرار
چونتیسویں ہے سالگرہ جشن ہے اس کا　　پھر سالگرہ کس کی ہے اے طبع گہر بار

مطلع

محبوبِ علی شیرِ خدا حیدرؓ کرّار　　منظورِ نبیؐ ختمِ رُسل سیّدِ ابرار
وہ شیر کہ جو صف شکن و قلعہ شکن ہے　　ہے باج ستاں اور جہاں گیر و جہاندار
دہشت سے جگر کانپ اٹھے ترکِ فلک کا　　گر غیظ میں ہو شاہِ دکن برسرِ پیکار
کھف الفقراء ملجا و ماوائے غریباں　　برباد کنِ ہستی اعدائے زیاں کار
اک لفظ سے کر دیتا ہے وہ عقدہ کشائی　　ہو پیش اگر مسئلہ دُشوار سے دُشوار
خود صید کرے طائرِ اوہامِ عدو کو　　شہبازِ تدابیر شہنشاہِ خوش افکار
مشہور یہاں تک ہے شجاعت تری شاہا　　بن جائے دمِ رزم فلک تیرا سلح دار
مریخ تری تیغ ہو اور ماہ سپر ہو　　گر تیر عطارد ہو تو ہو قوس کماں دار
اقبال و ظفر شاد تری ہمقدمی سے　　خورشید کو ہے فخر کہ تیرا ہے عملدار
جب تک کہ شیاطین پہ گرے ٹوٹ کے بجلی　　چلتی رہے دشمن کے سروں پر تری تلوار
افلاک پہ خورشید جہاں تاب ہو جب تک　　حامی ہوں ترے شاہ رُسُل احمدِؐ مختار
جب تک کہ رہے برجِ اسد چرخِ بریں پر　　ہو پشت پناہی پہ تری حیدرؓ کرّار
شہزادۂ عثمان رہے خرم و شاداں　　جب تک کہ رہے خندۂ گُل زینتِ گلزار
اعیانِ ریاست رہیں آباد الٰہی　　رونق دہِ گلزار ہوں جب تک کہ یہ اشجار

جب تک کہ مساجد میں مصلّی رہیں حاضر
ہر لحظہ و ہر آن ہو اللہ مددگار

قصیدۂ در تہنیت تشریف آوری سلطانِ دکن از دہلی

بدارُ الخلافہ حیدر آباد صانہ اللّٰہ عن الشرّ و الفساد

نسیمِ خُرمی چلتی ہے پیہم صحنِ بستاں میں
بہارِ تازہ آتی ہے نظر ہر شاخِ جنباں میں

شگوفے کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں شادمانی سے
خوشی کے چہچہے ہیں عندلیبانِ گلستاں میں

خبر پہنچی ہے سلطانِ دکن کی آمد آمد کی
نشاط و خرمی کا دَور ہے گردونِ گرداں میں

وہ تار آیا وہ ریل آئی وہ سلطانِ دکن آئے
وہ موٹر چل رہی ہے شوکتِ تختِ سلیماں میں

رہیں دائم یہ عثمانِ علی خاں شاہِ آصفجاہ
ہوا ہر سمت سے نعرہ مسرت ہے دل و جاں میں

ذرا آہستہ آہستہ چلا موٹر کو اے شوفر
رعایا کے بچھے ہیں دیدہ و دل راہِ سلطاں میں

سوائے بلبلِ شیدا نہیں ہے کوئی فریادی
نہیں نام و نشانِ فتنہ اِلاّ چشمِ خوباں میں

نہیں ہے نام ظالم کا مگر پارینہ دفتر ہیں
نہیں ہے غیرِ گُل دامن دریدہ دَورِ عثماں میں

صُلائے عام ہے شاہِ دکن کی مستمندوں کو
دُرِ مقصود بھرتا ہے ہر اک جیب و گریباں میں

ہر اک جانب ہمایوں عہد میں رونق ہے دن دونی
رعایا خرم و شاداں ہے شہ کے ظِلِّ احساں میں

سمجھتا ہے رواداری سے دونوں ہاتھ دونوں کو
نہیں تفریق نزدِ شاہ ہندو میں مسلماں میں

خدا رکھے سلامت سلطنت کو اور سلطاں کو
رکھے شاداں رعایائے دکن کو ظلِّ سبحاں میں

ہندی کلام

۱۔ حمد و مناجات

حمد

(۱)

اللہ میاں ہم پہ کرم ہو ترا

میں بندہ ہوں کچھ نہیں میرا	جو کچھ ہے وہ تیرا
تو میرا ہے. میں ہوں تیرا	کیا ہے یہ میرا تیرا
ایک کی دُھن رکھ ایک کا ہوجا	کب تک یہ ہیرا پھیرا
کوئی کسی کا دوست نہیں ہے	ہر ایک جگہ ہے بکھیڑا
اب کی دفعہ تو جھولی بھردے	خالی نہ جائے پھیرا
تجھ سے باہر کوئی نہیں ہے	تو نے سب کو گھیرا
میں دُکھیا ہوں اب لگ جائے	مجھ پہ کرم کا ڈیرا
تو جو چاہے من کی شانتی	چھوڑ جگت کا بکھیڑا
چھائیں گھٹائیں ظلم وستم کی	سارا جگت ہے اندھیرا
دین سے کام نہیں ہے کسی کو	بے دینی نے ہے گھیرا
غوثِ اعظمؒ سانچے گرو کا	اڑے جہاں پہ پھریرا
کوئی نہیں ہے سنگ نہ ساتھی	مجھ کو بھروسہ تیرا

حسرتؔ کو تم سمجھے کیا ہو
خواجہ جی کا چیرا

(۲)

اس کے تم گن گاؤ ری پیا ہے پیارا

سگری رَین تڑپتے گزری
ان کو کوئی بلواؤ ری پیا ہے پیارا

کب تک شرم و حیا کے بندھن
اس کے گلے لگ جاؤ ری پیا ہے پیارا

نت نئے جلوے وہ دکھلائے
تم بھی تو کچھ دکھلاؤ ری پیا ہے پیارا

رنگ رنگیلا چھیل چھبیلا
اس کے گُن تم گاؤ ری پیا ہے پیارا

اس کے دونوں ہاتھ ہیں کھلّے
من کی مرادیں پاؤ ری پیا ہے پیارا

کوئی نہیں ہے اس کے جیسا
ہے تو ذرا بتلاؤ ری پیا ہے پیارا

بہوت دِنن پیچھے آ گیو بالم
اب تو موج مناؤ ری پیا ہے پیارا

منتی کرکے صدقے ہوکے
اس کو ذرا سمجھاؤ ری پیا ہے پیارا

دیکھو رَین بہوت سی گُزری
اب تو یہیں رہ جاؤ ری پیا ہے پیارا

چھوڑو حسرؔت جگت کے جھگڑے
اس میں گم ہوجاؤ ری پیا ہے پیارا

(۳)

دھیان لگا رہے من موہن کا
چلتے رہنا مَنکا مَن کا

ایسا رہ ٹھاکر کی دھن میں
دھیان رہے نہ تجھے تن من کا

پیت نبھانا بہوت کٹھن ہے
میرا ماتھا پہلے ہی ٹھنکا

چلتے پھرتے بیٹھتے اُٹھتے
ناؤں جپا کر اس ساجن کا

حسرؔت داسی جنم کی ماری
ہاتھ پکڑ لے اس برہن کا

(۴)

اللہ محمدؐ ساتھ اب ڈر کا ہے کا

دونوں جگت میں ساتھ اب ڈر کا ہے کا
ہاتھ میں اُن کے ہاتھ اب ڈر کا ہے کا

شیرِ خدا ہیں ساتھ اب ڈر کا ہے کا
اللہ محمدؐ ساتھ اب ڈر کا ہے کا

خواجہ میاں ہیں ساتھ اب ڈر کا ہے کا
غوث الوریٰ ہیں ساتھ اب ڈر کا ہے کا

بڑے بڑے سادات اب ڈر کا ہے کا
بہرِ شفاعت اڑے کھڑے ہیں

سیّد السّادات اب ڈر کا ہے کا
شانِ عزت قبلۂ عالم

کیسے مزے کی بات اب ڈر کا ہے کا
میں پیتم کی پیتم مورا

جھوٹی نہیں یہ بات اب ڈر کا ہے کا
خواجہؒ کا حسرت ہے خزانہ

اللہ محمدؐ ساتھ اب ڈر کا ہے کا

(۵)

لوری

یا اللہ یا مولیٰ میرے میاں کو رکھ اچھا

بہرِ محمدؐ شاہِ ہُدیٰ مظہرِ سرمد نورِ خدا
جس کا رتبہ ہے اعلیٰ رکھیو عنایت اپنی سدا

یا اللہ یا مولیٰ میرے میاں کو رکھ اچھا

بہر علیؓ شیرِ خداؓ دے تو علم و زور و سخا
بہرِ بتولِ خیرِ نساءؓ کر تو عطا زہد و تقویٰ

یا اللہ یا مولیٰ میرے میاں کو رکھ اچھا

بہرِ حسنؓ باحلم و حیا کر تو عطا تسلیم و رضا
بہرِ حسینؓ صدق و صفا حق کی حمایت کر تو عطا

یا اللہ یا مولیٰ میرے میاں کو رکھ اچھا

غوثِ اعظمؒ کا صدقہ اپنی محبت دے مولیٰ
صدقہ ہمارے خواجہؒ کا حکم پہ چلنا اپنے سکھا

یا اللہ یا مولیٰ میرے میاں کو رکھ اچھا

(٦)

جگ دھندے سے کیا ہے کام

رات دِنن کا متوالا ہاتھ نہ چھوٹے مدوا جام
دھرم شرم کچھ بھی نہیں باقی ایسی پریت کو میرا سلام
نام جو پوچھا تو فرمایا تم جو چاہو لے لو نام
میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں نام کے جھگڑے سے کیا کام
راہ بکٹ ہے اور پرگھٹ ہے بیچ میں ہوگئی شام
پہلے کسی سے پیت کرو تم پاچھے دھرو الزام
چاہے بگاڑو چاہے سدھارو میں راجی تو سے رام
پیت کی ریت کرے کاہیکو جو سونچے انجام
پہلے دل سے کام کرو تم پاچھے لو انعام
سانچے گرو کا دیکھن ہارا
حسرتؔ کیوں کر ہو ناکام

(٧)

درشن دے بھگوان

اپنا کر احسان یارب یا رحمٰن
درشن دے بھگوان اتنا کر احسان
مان لے میری مان میں تجھ پہ قربان
تڑپ تڑپ کر مرجاؤں گی مت ہو تو انجان
رحم و کرم تو کام ہے تیرا اِرحم یا رحمٰن

کچھ تو سنادے پیاری باتیں جھکا دیئے ہیں کان
آجا آجا کوئی نہیں ہے دل میں ہے تیرا دھیان
مجھ کو تو ہو کیا کروں لے کر حُور ہو یا غلمان
بند ہوں آنکھیں دیکھ کے تجھ کو دل کا ہے ارمان
لاج شرم سب ہاتھ ہے تورے رکھ لے میری آن
اپنا چہرہ مجھ کو دکھادے اتنا کر احسان
حسرتِ عاجز سر بہ زمیں ہے
تیری عالی شان

(۸)

یار کا گورکھ دھندا میں کیا جانوں
کھیل ترا تو ہی جانے کھلاڑی میں کیا جانوں

ایک شجر کے دونوں ثمر ہیں کون اچھا کون برا میں کیا جانوں
دوڑ کے دونوں مل گئے باہم کون جیتا کون ہارا میں کیا جانوں
دونوں جانب ایک لگن ہے کس نے کس کو چاہا میں کیا جانوں
ایک خیالی برقع پہن کر کون پردے سے نکلا میں کیا جانوں
کون تڑپ کر لوٹ رہا ہے کس نے تیرِ نگاہ سے مارا میں کیا جانوں
کس نے کھیلا یہ جگ دھندا کس نے کھیل بگاڑا میں کیا جانوں
کچھ نہ رہا جز عشق کے باقی کون کھویا کون پایا میں کیا جانوں
حسرت دل تو دے دیا تم نے
آگے پھر کیا ہوگا میں کیا جانوں

(۹)

میرے پیا کو کس نے چھپایا رے

وہ جو ظاہر ہے کیوں کر چھپے گا کس نے مجھ کو اندھا بنایا رہے
وہ اندر ہے باہر ہے ہرجا ہے تیری غفلت نے ایسا دکھایا رہے
ایک خیالی برقع پہن کر اپنے چہرے کو اس میں چھپایا رہے
سب کی آنکھوں سے چھپ کر میرا پیارا مری آنکھوں میں آ کر سمایا رہے
وہ چھپا ہے تو دن رات صبح و مَسا کس نے اپنا تماشا دکھایا رہے
چار جانب چلا کیوں اسے ڈھونڈھنے اپنے من میں ہی کیوں نہیں پایا رہے

وہ حسرت یہ کیسا معمہ ہے
خود کو جو شخص کھویا وہ پایا رہے

(۱۰)

سن لے عرج موری رام رے سُدھ بسرا گیو رام رے
ترچھی نجریا سے ماری کٹریا لے گیو سُکھ آرام رے
ساس نندیا بگڑی تو بگڑی موکو تو سے کام رے
راہ بکٹ ہے اور پر گھٹ ہے بیچ میں ہوگئی شام رے
تڑپت تڑپت رَین گجاری دل کو نہیں آرام رے
تیرے کارن سب سے چھوٹی جگ میں ہوئی بدنام رے
موری سجریا سُونی پڑی ہے ہائے نہ آیو شام رے
چیری حسرت جنم کی ماری سدا رہی ناکام رے

سجریا یعنی سیج

(۱۱)

میلی گدڑیا دھودے

اَنْتَ یَاذَا الْجَلَالِ　یَـا عَـظِیْـمَ النَّوَال
لَا تَـرُدُّ السُّؤَال　میلی گدڑیا دھودے
سَیِّدِیَ الْمُصْطَفیٰ　اَنْتَ کھف الوَریٰ
نَـجِّـنَـا مِـنْ بَلَا　میلی گدڑیا دھودے
حیدرؓ نام دار　صاحبِ ذوالفقار
رحم برحال زار　میلی گدڑیا دھودے
میرے پیرانِ پیرؒ　تم تو ہو دستگیر
میں ہوں تیرا فقیر　میلی گدڑیا دھودے
میرے صدیق پیر　تم ہو روشن ضمیر
میں ہوں عبدِ قدیر
میلی گدڑیا دھودے

بھجن

(۱۲)

کچھ یاد خدا کی کرلے

کچھ یادِ خدا کرلے بابا   جو بھول گیا پچھتایا رے
کچھ یادِ خدا کرلے

دنیا کے ہاٹ میں تو آیا   اور نیکی کو نہ کمایا
غفلت میں وقت گنوایا   کیوں دل نہ خدا سے لگایا رے
کچھ یادِ خدا کرلے

زرّیں کپڑے تو پہن کر   پھرتا ہے اکڑ کر تن کر
کچھ فکر گور و کفن کر   وہ جائے گا جو آیا رے
کچھ یادِ خدا کرلے

دل میں تیرے مکر و شر ہے   زَن اور زمین و زر ہے
یہ دل تو خدا کا گھر ہے   کن کن کو اس میں بسایا رے
کچھ یادِ خدا کرلے

اک دن ہے مقرر مرنا   اس دنیا سے ہے گزرنا
جیسا کرنا ویسا بھرنا   کیوں ہوش نہ تجھ کو آیا رے
کچھ یادِ خدا کرلے

گردن کو اپنی جھکا کر پلکوں کو اپنی ملا کر
خطرات کو دل سے ہٹا کر پایا ہے جس نے پایا رہے
کچھ یادِ خدا کر لے

گو راہ میں چور کا ڈر ہے اور دُور پیا کا گھر ہے
کیا خوف ہے گر رہبر ہے وہ دیکھا بھالا آیا رے
کچھ یادِ خدا کر لے

دل سارے جہاں سے اُٹھا دے جو غیرِ خدا ہو بھلا دے
خود اپنے کو بھی مٹا دے بس یار کو تو نے پایا رے
کچھ یادِ خدا کر لے

اغیار نے ایسا گھیرا ہے آنکھوں میں جس سے اندھیرا ہے
یہ حسرتؔ بندہ تیرا ہے اک چشمِ کرم ہو خدایا رے
کچھ یادِ خدا کی کر لے
کچھ یادِ خدا کر لے بابا
جو بھول گیا پچھتایا رے

بھجن

(۱۴)

او پنچھی مسافر! باندھ کمر
اور چلنے کی تیاری کر

سب چھوٹیں گے زن اور پسر   اور ساتھ نہ آئیں گے سیم و زر
دنیا کو نہ جان تو اپنا گھر   منزل ہے تری دنیا سے اُدھر
او پنچھی مسافر! باندھ کمر

اچھے کرلے اپنے اعمال   اور جان گناہوں کو جنجال
ہوتا ہے بدی کا بد ہی مآل   او ظالم! اپنے گناہوں سے ڈر
او پنچھی مسافر! باندھ کمر

یہ تن ہے بدلتا سرتا سر   ہر آن ہے تو با جسمِ دگر
مرنے سے تجھ کو کیوں ہے ڈر   کیا تن کی جدائی میں ہے ضرر
او پنچھی مسافر! باندھ کمر

آنے کے ساتھ لگا ہے جانا   تو موت سے ناحق گھبرانا
اس موت کے پُل سے گزر جانا   آگے ہے اپنے پیا کا گھر
او پنچھی مسافر! باندھ کمر

اللہ سے تو کیوں ڈرتا ہے   وہ رب ہے ترا تو بندہ ہے
رحمٰن و رحیم و مولیٰ ہے   کچھ بھی نہ رہے وہ خفا ہو اگر
او پنچھی مسافر! باندھ کمر

حسرتؔ آیا باحالِ تباہ   تو مالک ہے تو شاہنشاہ
تو رب ہے اس کا یااللہ   اک چشمِ عنایت اس پہ کر
او پنچھی مسافر! باندھ کمر

۲۔ نعت و نعتیہ غزل

صفحہ

(۱)

ہم کو نبی جی مبارک ہمارا

چندر سورج آکاش کو بھاوے　　پریت کو بھاوے لال اور ہیرا
کھیتی کو پانی سمودر کو موتی　　باڑی کو بھاوے چنبیلی بیلا
ڈولتی چال اور مدبھری نیناں　　ہردے کی ٹھنڈک آنکھوں کا تارا
ہم کو نبی جی مبارک ہمارا

(۲)

ہم کو مبارک آقا ہمارا
نورِ مجسّم حق کا پیارا

وہ مَـــن رائی کا جلوہ دکھائے　　سرورِ عالمؐ عالمِ آراء
وہ راجہ ہے ہم پرجا ہیں　　ہم اس کے ہیں وہ ہے ہمارا
اس کا دامن ہرگز نہ چھوٹے　　ٹوٹی آس کا وہ ہے سہارا
ساری بلائیں ٹل جائیں گی　　اس کی دَیا کا گر ہو اشارا
ڈولتی چال اور مدبھری نیناں　　ہردے کی ٹھنڈک آنکھوں کا تارا
حسرتؔ نبیؐ جی کے بلہاری
چندر مُکھ اور جگ اُجیارا

(۳)

سارنگ

من موہن ہے یار ہمارا　　اس پہ فدا گھر بار ہمارا
لاگ لگی ہے آگ لگی ہے　　جینا ہے دشوار ہمارا
ہائے وہ سنگیں دل ہنستا ہے　　سن کر حالِ زار ہمارا
اپنے پیا کی لگن لگی ہے　　شوق سے دل سرشار ہمارا
جگت گرو ہے کھیون ہارا　　بیڑا کیوں نہ ہو پار ہمارا
جینے کی پھر آس ہو کیوں کر　　دُور ہو جب دلدار ہمارا
اِترائیں ہم کیوں نہ حسرتؔ
دل میں بسا ہے یار ہمارا

(۴)

لگو جی موکو نام محمدؐ پیارا　　وہ تو دونوں جگت کا سہارا
ساری جگت میں جوت اسی کی　　وہ تو نینوں کا ہمری ہے تارا
چھوڑ ترا دَر جائیں کہاں کو　　کوئی نہیں ہے ہمارا
من کی مرادیں مل جائیں ساری　　وہ جو کردے ایک اشارا
آن پڑی منجدھار میں نیّا　　دُور بہت ہے کنارا
میری آس ہے تجھ سے پیارے　　اور نہیں کچھ سہارا
کوئی نہ نکلا سارے جہاں میں　　سارا جہاں چھان مارا
اک آدھ صورت ہوتی ہے ایسی
دل کی آنکھوں کا ہے تارا
حسرتؔ

(۵)

بھولا بھالا کیسا جادو ڈالا

جس نے دیکھا بن گیا اس کا　　کیسا رُوپ نکالا
بھُولے سے بھی نام جو لے لے　　جپے اُسی کے نام کی مالا
روئے درخشاں ماہِ تاباں　　لوگوں کا حلقہ اطراف ہالہ
ایک ایک منکے میں لاکھوں فن ہیں　　ڈالا گلے بیچ مالا
اس کے نیناں نینن کی بیڑی　　کیا دیکھے گا دیکھنے والا
حسرتؔ میرا پیارا نبیؐ ہے
دونوں جگت کا اُجیالا　　(یعنی اُجیارا)

(۶)

ہریالا بنڑا دھوم گجر سے آیا

بڑی دھوم سے آیا ماں ہریالہ بنڑا　　بڑی دور سے آیا ماں معراجی بنڑا

لوگو! دیکھو شور ہے کیسا　　کیوں بجتا ہے یاں نقارہ

دیکھو! دیکھو! کون ہے آیا　　علیؓ ولی نے نعرہ مارا

ہریالا بنڑا دھوم گجر سے آیا

حق کا پیارا راج دُلارا　　اُمت والا سب کا سہارا

میرا والی میرا آقا　　کیا کہنا ہے ظِلِّ خدا کا

ہریالا بنڑا دھوم گجر سے آیا

شانِ عظمت مرکزِ عزت　　مظہرِ قدرت، صاحبِ رحمت

نور کی صورت پیاری سیرت　　سب سے افضل سب سے اعلیٰ

ہریالا بنڑا دھوم گجر سے آیا

اِنِّیْ اَنَا کا جلوہ دکھایا　　بندہ بن کر رب کو بھایا

سب کچھ کھوکر سب کچھ پایا　　اُمت والا سب کو سہایا

ہریالا بنڑا دھوم گجر سے آیا

اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ ...... (سورۂ طٰہٰ۔ آیت ۱۲)

(۷)

لاج رکھیو نہ رکھیو میں ہوں تیرا غلام
کوئی مانے نہ مانے میں ہوں تیرا غلام

شاہِ عالی مقامؐ واجب الاحترام
انبیاء کے امامؐ تجھ پہ لاکھوں سلام

اے شہِ انس و جاںؐ تجھ پہ قربان جاں
اور سارا جہاں لطف تیرا ہے عام

رات دن، صبح و شام تیرا جپتا ہوں نام
کچھ نہیں اور کام اے رسولِ انامؐ

میں ہوں بندہ ترا تو ہے مولیٰ مرا
اے شہِ دوسراؐ مرجعِ خاص و عام

یوں بہ حالِ زبوں کب تلک میں رہوں
اور میں کیا کہوں میں ہوں تیرا غلام

اے شہنشاہِ دیںؐ لامکاں کے مکیں
میرا کوئی نہیں یا کریم الکرامؐ

جو ہے بندہ ترا وہ کہاں جائے گا
تیرے در کے سوا ہو کے تیرا غلام

مظہرِ ذوالجلالِ عزتِ لازوال
مجھ کو کردے نہال دید ہو صبح و شام

صاحبِ جبرئیل عاصیوں کے کفیل
قاسمِ سلسبیل مجھ کو مل جائے جام

یا حبیبِ اِلٰہ تو ہے شاہوں کا شاہؐ
چاہتا ہوں پناہ یارفیعَ المقام

دل میں تیرا ہے درد لب پہ ہے آہِ سرد
تیرے قدموں کی گرد ہے یہ حسرتؔ غلام

(۸)

لے گیوری پیا پیارو ہمارا من

اُن کا نامِ پاک محمدؐ مکہ مدینہ اُن کا وطن
صَلّٰی اللّٰہ عَلٰی مُحَمَّدؐ سدا بہار نبیؐ کا چمن
کالی کالی وا کی زلفیں جن سے مہکے مشکِ خُتن
ڈولتی چال اور مدبھری نیناں ان پر واروں اپنا تن من
سارا جگت ہے ان پر قرباں کبھی تو ہوجائے ان کا درشن
لے لو لے لو دل حاضر ہے کب تک رکھوں میں کر کے جتن
نبیؐ کا چہرہ پھول گلاب کا روحِ گلاب ہے آبِ دَہن
آؤ آؤ جلدی آؤ سنبھالے نہ سنبھلے ملکِ دکن
حسرتؔ عاجز کیا کرتا ہے
آہ و فُغاں اور جامہ دریدن

(۹)

میں نہ چھوڑوں گی تمہارا دامن

تم پہ واروں گی اپنا تن من
میں لُٹادوں گی سارا جوبن

مجھ کو کیا کام سارے جگت سے
میں تو دیکھوں گی بیٹھی درشن

میں تو لوں کی بلیّاں تمہاری
میں تو واروں گی تم پر سب دھن

چلے کدھر کو چھوڑ کے مجھ کو
میں نہ چھوڑوں گی تمہارا دامن

سایہ بن کر ساتھ رہوں گی
میں رہوں گی تمہاری ساتھن

سب تماشے ہیں پیارے کے پیارے
کیسا دولھا کہاں کی دولھن

دنیا ساری تم پہ تصدّق
مل گیا تم کو کیسا جوبن

اے خلیلِ خدا کچھ مدد ہو
آتشِ عشق ہوجائے گلشن

تم کو صورت دکھادوں تمہاری
مجھ کو اپنا بنالو درپن

سارے جگت کے تم دولھا ہو
تم ہی جگت کی ہو دُلھن

ہوش جاتے رہیں گے تمہارے
دیکھتے تم کیا ہو درپن

کون اپنا ہے کون پرایا
کون ہے، تری سوتن

کچھ سنوں کچھ کہوں دل کی باتیں
پاس مجنوں کے ہو میرا مسکن

کون حسرتؔ مجھے روکتا ہے
میں گھسوں گی اٹھاکر چلمن

(۱۰)

معراجی سیّاں تم پہ جیا قرباں

آنکھوں کے تارے راج دُلارے
تم ہو میری جاں معراجی سیّاں
نیند نہیں ہے چین نہیں ہے
تم بن اے سلطاں معراجی سیّاں
تن من واروں، جیارا واروں
تم پر سب قرباں معراجی سیّاں
چرن پہ تیرے جیا نکس جائے
دل کا ہے ارماں معراجی سیّاں
بکٹ ڈگر ہے، چور کا ڈر ہے
کچھ بھی نہیں ساماں معراجی سیّاں
کام برا ہے، نام برا ہے
حسرتؔ ہے حیراں معراجی سیّاں

(۱۱)

تھام لو بیّاں ہماری

رحمتِ عالم ذات تمہاری — ساری اُمت کو ہے پیاری
سوائے تیرے احمدؐ پیارے — کون سُنے یہ آہ و زاری
رحمتِ عالمؐ فخرِ آدمؑ — خدا کو پیاری شکل تمہاری
سرورِ عالمؐ تم کو مبارک — نبیوں کی سالاری
آگے آگے نبی محمدؐ — پیچھے پیچھے اُمت ساری
اللہ محمدؐ جب ہیں ہمارے — ساری دنیا پھر ہے ہماری
جب ہیں نبیؐ جی خدا کو پیارے — اُمت بھی ہے خدا کو پیاری
نہ ہوتے تم تو نہ ہوتا کچھ بھی — تمہاری خاطر ہے گُل کاری
خدا کو جب ہیں حبیبؐ پیارے — تو ان کی اُمت بھی پیاری
پوری نیند کبھی نہ آئی — فکرِ اُمت شب بیداری
نبیِ اکرمؐ کو ہو مبارک — نبیوں کی سالاری
گرنے نہ دینا اس کو ہرگز — تھام لو بیّاں ہماری
دل سے تم کو کون نہ چاہے — صورت پیاری سیرت پیاری
اللہ کے بندے نبیؐ کی اُمت — کیا قسمت ہے ہماری تمہاری

خواجہ میاں کا فقیر ہے حسرت
لائے کون یہ قسمت ہماری

(۱۲)

اُو مکے والے بلما تو آجارے
آجا رے پھر نہ جارے
خدیجہؓ بی بی کے راج دُلارے عائشہؓ بی بی کے بالم پیارے
آجا رے پھر نہ جارے
حسنؓ حسینؓ کے پالن ہارے فاطمہؓ بی بی کے بابل پیارے
آجا رے پھر نہ جارے
علیؓ جی کے بھیّا کالی کملی والے کنھیّا
آجا رے پھر نہ جارے
نینوں میں آجا من میں سماجا دَرَس دکھا جا من کو لُبھا جا
آجا رے پھر نہ جارے
جلد بلالو اپنے دوارے کب تک حسرتؔ چیری پکارے
آجا رے پھر نہ جارے
آجا رے پھر نہ جارے

(۱۳)

میں واری تم پر جاؤں نبیؐ جی

تم ہو جگت اجیارے میں واری تم پر جاؤں نبیؐ جی
ہم تو تمہارا ناؤں جپت ہیں کیوں ہوئے انجان پیارے
میں واری......
تم جو چاہو کرسکتے ہو ہم ہیں داس تمہارے
میں واری......
من کی ٹھنڈک پران کا سکھ ہو تم نینوں کے تارے
میں واری......
بیچ بھنور میں ڈُلمُل ہووئے نیّا لگادو کنارے
میں واری......
کس کا روپ بھرا ہے تم نے دیکھ کے سب متوارے
میں واری......
تم راجہ مہاراجہ جگت کے سب ہیں پرجا تمہارے
میں واری......
سُدھ گُن کوئی پاس نہیں ہے ہم ہیں تمہارے پیارے
میں واری......
تم ہی بتادو کون ہے تم سا ڈھونڈ کے ہم سب ہارے
میں واری......
حسرتؔ داسی ہے بلہاری تم ہو اس کے پیارے
میں واری......

(۱۴)

مئے محبت سے چور کردے دکھا کے صورت کملیا والے
غمِ جدائی کو دور کردے دکھا کے صورت کملیا والے

اٹھا دے منہ سے نقاب اپنا
دکھادے اِنِّیْ اَنَا کا جلوہ
بطون کو تو ظہور کردے
دکھا کے صورت کملیا والے

نہیں ملے گا خدا کا رَستہ
ملے نہ جب تک خدا کا پیارا
ہماری آنکھوں میں نور کردے
دکھاکے صورت کملیا والے

تڑپ کے گزری ہے رات ساری
نظر نہ آئی وہ شکل پیاری
ہمارے دل میں سرور کردے
دکھاکے صورت کملیا والے

کہاں ہمارا حبیبِ رب ہے
دُعا یہ حسرتؔ کی روز و شب ہے
یہ انجمن رَشکِ طُور کردے
دکھاکے صورت کملیا والے

(۱۵)

پیا کے دیکھن کو جیا للچائے

چین نہیں ہے ہے مجھ کو پیا بن　　ہائے پیا نہیں آئے
جس کو پیا کی لگن لگی ہو　　اس کو کچھ نہ سُہائے
چھپنا تھا تو نہ ملنا تھا　　مل کر کیوں چھپ جائے
پیت کی اگیا جس تن لاگے　　ہائے دُکھیا کیا سکھ پائے
کر کے پیت اب کیا پچتانا　　جو کچھ ہو ہوجائے
پریم کا مدوا سائیں پلاکر　　سُدھ بُدھ سب لے جائے
جس کی بیّاں پکڑے سیّاں　　وہ رانی کہلائے
جس کے من میں سائیں بسا ہو　　دوجا کون سمائے
من میں بس کر نین سے اوجھل　　کون اسے پھر پائے
جو موند آنکھیں سائیں کو ڈھونڈے　　سائیں اسے مل جائے
جو کھو جائے سائیں کی دھن میں　　مہا پُرش کہلائے

سائیں کا نام جپے جو حسرتؔ
سائیں وہی ہوجائے

(۱۶)

سیّد عالم احمدؐ مختار مورے پیارے مختار مورے پیارے

جن و ملائک در پہ کھڑے ہیں
وہ ہے تری سرکار؛ سرکار مورے پیارے

جانِ جہاں ہو روحِ رواں ہو
نبیوں کے سردار؛ سردار مورے پیارے

اللہ کے محبوب؛ ہر اک صفت ہے خوب
اُمت کے غمخوار؛ غم خوار مورے پیارے

رنگ شہابی؛ نین گُلابی
مستانہ رفتار؛ رفتار مورے پیارے

بات ہے دلکش؛ چہرہ ہے مہ وَش
تجھ پر جاں نثار؛ نثار مورے پیارے

حسرتؔ نالاں سخت پریشاں
اس کو نہیں ہے قرار؛ قرار مورے پیارے

۳۔ منقبت

(۱)

یا حیدرِ کرّار

موری نیّا منجدھار کرو بیڑا تم ہی پار

یا حیدرِ کرّار

بُھولی بھالی میں ہوں ناری پیت گلے کا ہار

موری نیّا منجدھار

مَیّا بابل کوئی نہیں ہے بَیری ہے سنسار

موری نیّا منجدھار

تیرے دوارے آن پڑی ہوں چھوڑ کے سب گھربار

موری نیّا منجدھار

کالی کملی والے کے بھیّا آؤ اب سرکار

موری نیّا منجدھار

حسنؑ حسینؑ کا صدقہ دلاؤ آئی ہوں دربار

موری نیّا منجدھار

(۲)

ولیوں کا سردار یا غوثِ اعظم

نیّا لگادو پار یا غوثِ اعظم　　میں ہوں بہت ناچار یا غوثِ اعظم
کوئی نہیں ہے تیرے جیسا　　ولیوں کا سردار یا غوثِ اعظم
حسن کے پوتے حُسین کے نواسے　　علیؓ کے باغ و بہار یا غوثِ اعظم
دوست تمہارے جنت میں ہیں　　دشمن ہیں فِی النّار یا غوثِ اعظم
میں ہی نہیں اک تیرا شیدا　　سارا جہاں ہے نثار یا غوثِ اعظم
میری مشکل آساں کردو　　دوڑو اب سرکار یا غوثِ اعظم

حسرتؔ خادم تیرا ہوکر
کیسے رہے ناچار یا غوثِ اعظم

(۳)

غوثِ اعظم سیّاں
پکڑو موری بیّاں
عبدالقادر سیّاں تھام لو موری بیاں
عبدالقادر سیّاں پکڑو موری بیّاں
غوثِ اعظم سیّاں
پکڑو موری بیّاں
اللہ کے پیارے نبیؐ کے دُلارے
آقا ہمارے سب کے سہارے
غوثِ اعظم سیّاں
پکڑو موری بیّاں
صورت دکھادو غم سے چھڑادو
مقصد دِلادو گرتی کو اُٹھادو
غوثِ اعظم سیّاں
پکڑو موری بیّاں
غوث الوریٰ ہو نورِ خدا ہو
بحرِ سخا ہو کیا جانے کیا ہو
پیرانِ پیر سیّاں
پکڑو موری بیّاں
آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے
ماحول میرا کتنا بُرا ہے
غوثِ اعظم سیّاں
پکڑو موری بیّاں
واری جاؤں بلہاری جاؤں
لوں گی بلیاں پڑوں گی پیاں
غوثِ اعظم سیّاں
پکڑو موری بیّاں

(۴)

دوڑو سانچے پیر دوڑو دوڑو
دوڑو دستگیر دوڑو' دوڑو

غوثِ اعظم شیخِ مکرم		صاحبِ تاج و سریر دوڑو' دوڑو
شاہِ شاہاں میرِ میراں		تم ہو بے نظیر دوڑو' دوڑو
ہم تو تمہارے چیلے کے چیلے		تم پیروں کے پیر دوڑو' دوڑو
لاج شرم ہے ہاتھ تمہارے		تم ہو دستگیر دوڑو' دوڑو
چار طرف سے آئی بلائیں		آئی بلا کو چیر دوڑو' دوڑو
آؤ آقا جلدی آؤ		کیوں ہے یہ تاخیر دوڑو' دوڑو
لاکھوں دشمن اور میں تنہا		پہنچو اب یا پیر دوڑو' دوڑو
کاٹ ہی ڈالو بے دینوں کو		کھینچ لو اب شمشیر دوڑو' دوڑو
غوثِ اعظم شَیئًا لِلّٰہ		اَنا الفقیر الحقیر دوڑو' دوڑو
مفلس ہوں میں کچھ نہیں رکھتا		آپ کا پر ہوں فقیر دوڑو' دوڑو
حبیب ہے خالی ہاتھ ہے خالی		دل کا پر ہوں امیر دوڑو' دوڑو
میری مدد کو جلدی پہنچو		میں ہوں بہت دلگیر دوڑو' دوڑو
میری قسمت گر نہیں اچھی		بدلو مری تقدیر دوڑو' دوڑو

عاجز بے کس بے چارہ ہے
حسرتؔ عبدِ قدیر دوڑو' دوڑو

(۵)

اجی مورے لال کچھ ایسا رنگنا

اجی مورے لال کچھ ایسا رنگنا   جو دیکھے مُنہ تکنا تکنا
صورت سیرت بنے تمہاری   نقشہ ایسا جمنا جمنا
ہاتھ پکڑکر بھول نہ جانا   لاج ہماری رکھنا رکھنا
آؤ آؤ جلدی آؤ   کب تک رستہ تکنا تکنا
چاہنے والے کو لازم ہے   چاہت میں مرمٹنا مٹنا
میرا جوڑا رنگ دو بسنتی   رنگ تمہارا اپنا اپنا

حسرتؔ کہلاتی ہے تُمری
تُمری اور یہہ رونا رونا

(۶)

چکی کا گیت

محبوبِ سبحانی جلوۂ ربّانی   مصطفیؐ کے جانی تیرے میں قربانی
تیرا رتبہ اعلیٰ سب سے ہے دوبالا   سب کا تو ہے مولیٰ اے شانِ سلطانی
تیرے قدم کے نیچے سر ہیں اولیاء کے   شیرِ خدا کے بیٹے رحمتِ رحمانی
تو ہی تو میں ہی میں نا تو تو نا تو میں   نا دریا نا ندی پانی ہے پانی

تیرا خادم بے توبہ ہرگز نہیں مرتا
دستگیری فرما اے شاہِ جیلانی

دوسری عالمی جنگ (۱۹۳۹ء - ۴۵ء) سے پہلے تک جبکہ ابھی مشینی گرنیوں کا رواج عام نہیں ہوا تھا' آٹا ہاتھ کی چکیوں میں پیسا جاتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ محنت کے دوران گانے سے تھکن کا احساس کم ہوجاتا ہے۔ چنانچہ چکی پیستے وقت اور دھان کوٹتے وقت گیت گائے جاتے تھے۔ سارا ماحول دینی تھا۔ گیتوں میں بھی اللہ رسولؐ کی باتیں ہوتیں۔ عورتیں سر پر پلو اوڑھے گیت گاتی ہوئی چکی پیستیں تو ''دل بہ یار دست بکار'' کا سماں بندھ جاتا۔ ان تقدس مآب ہاتھوں سے تیار کی ہوئی غذا کی بات ہی اور ہوتی۔ (اضافہ از اکیڈمی)

(۷)

سلطان الہند غریب نوازؒ

خواجہ معین الدین اجمیری — تیرے چرن میں لاج ہے میری
تم خواجہ ہو تم راجہ ہو — تم نے دولت کتنی بکھیری
آلِ نبیؐ اولادِ علیؓ ہو — ایک نجریا مجھ پر تیری
حق کے پیارے راج دُلارے — تیری محبت سب کو گھیری
چشت کے خواجہ ہند کے راجہ — حسرتؔ بھی ہے چیری تیری

سلطانِ الہند غریب نوازؒ

(۸)

سلطانِ الہند غریب نوازؒ

تم ہند کے راجہ مہاراجہ — دولتِ اُلفت کتنی بکھیری
سلطانِ الہند غریب نوازؒ
آلِ نبیؐ اولادِ علیؓ ہو — صورت سیرت پیاری تیری
سلطانِ الہند غریب نوازؒ
چشت کے خواجہ نینوں میں آجا — تیری محبت سب کو گھیری
سلطانِ الہند غریب نوازؒ
خواجہ پیارے راج دُلارے — تیرے چرن میں لاج ہے میری
سلطانِ الہند غریب نوازؒ
مست بنا دے سنا کے مجھ کو — چشت کا راگ اور بانسری تیری
سلطانِ الہند غریب نوازؒ
بھول نہ جانا اس برہن کو — حسرتؔ بھی ہے تیری چیری
سلطانِ الہند غریب نوازؒ
خواجہ معین الدین اجمیریؒ

(۹)

خواجہ پیا میں تورے بلہاری صورت پیاری سیرت پیاری
آؤ مدد کو اس دُکھین کی کب تک کروں میں یہ آہ وزاری
بندے کی ذِلت آقا کی ذِلت
تمرا کہاکر حسرتؔ کی خواری

(۱۰)

خواجہ معین الدین اجمیری تجھ پر حسرتؔ چیری واری
ہند کے راجہ عرب کے خواجہ رکھیو جگت میں لاج ہماری
کیونکر لوگ تجھے نہ جانیں صورت سیرت دونوں پیاری
اُٹھو خواجہؒ وقتِ مدد ہے نیّا لگادو پار ہماری
غوثِ اعظمؒ خواجۂ اکرمؒ
حسرتؔ دونوں پر بلہاری

(۱۱)

کھا[1] جا پیا موری لے لے کھبر[2] یا
کیسے کروں سکھی کھاجا نہیں آئے بیتی چلے موری ساری عمریا
میں بیچاری کیسے چڑھوں گی اونچی بہت ہے واکی اٹریا
دن نہیں چینا رات نہیں نندیا آئے نہیں مورا پیارا سنوریا
کھاجا پیا موری لے لے کھبریا

[1] خواجہ [2] خبریا

(۱۲)

میں تو تورے دامن وا' لاگی سادات

بن دیکھے تو ہے چین نہیں ہے تڑپت ہوں دن رات
کہاں چلے ہو چھوڑ کے ہم کو جان چلی تمرے ساتھ
دیس کو اپنے چلے پلٹ کر کیا پردیسی کی بات
حسرؔت چیری کب تک چیخے
آؤ جی تم سادات

(۱۳)

سبحان اللہ ماشاء اللہ خواجہ کا دربار کیسا پرانوار
خواجہ محمد صدیق پیر ولیوں کے سردار
شانِ عزت قبلۂ عالم سرکارِ مختار
بحرِ محبت نورِ وحدت منبعِ اسرار
نورِ سکینہ تیرا سینہ سیّد الابرار
شرحِ کلامِ ربانی ہے خواجہ کی گفتار
نورِ ظہورِ صبحِ صادق خواجہ کا دیدار
وِردِ نامِ حضرتِ خواجہ سلطان الاذکار
تیرے آگے سر بہ زمیں ہے
حسرؔت تابع دار

(۱۴)

خواجہ محمد صدیقؒ پیر　　صاحبِ تاج و سریر
چھوڑ کے تجھ کو جائے کدھر کو　　حسرتؔ عبدِ قدیر
کوئی نہیں ہے ان کے جیسا　　وہ ہیں بے نظیر
شان عزت قبلۂ عالم　　تم ہو بشیر و نذیر
نورِ ولایت شمعِ ہدایت　　میں ہوں تیرا فقیر
خواجہ کی تصویر ہے حسرتؔ
وہ ہے شمس یہ بدرِ منیر

(۱۵)

خواجہ محمد صدیق پیر　　صاحبِ تاج و سریر
تیرے جیسا کوئی نہیں ہے　　تو پیروں کا ہے پیر
بن پوچھے وہ پئیں نہ پانی　　کیوں نہ ہو پھر توقیر
ساری دنیا ہاتھ میں تیرے　　تو ہے سانچا فقیر
عبدالقادر ثانی تو ہے　　تو ہے دستگیر
کون ہے جس سے نہیں ہے واقف　　تیرا پاک ضمیر
میری قسمت کیا اچھی ہے　　مجھ کو ملا ہے کیسا پیر
تو نے دیا اور خوب دیا ہے
حسرتؔ کو یا پیر

(۱۶)

خواجہ پیا سے لاگی ہماری نَین
ہم تو واریں گے اپنا سب تن من

برہا کی آگ جلادے میکو
میں کروں اُف تو جل جائے سارا چمن

موت بھی پاس آنے کو ڈرتی ہے
یہ محبت بلائے بے درمن

کھیل سمجھے تھے کیا محبت کو
اب نہ خوردن رہا نہ نوشیدن

ایک درشن ہے تیرا مجھے کافی
تیرے درشن میں کس کا نہیں درشن

رات دن تیرے ہی گاؤں گی گُن کو
میں ہوں خواجہ میاں کی بیراگن

پہلے ہم دوسروں پر ہنستے تھے
شغل اُن کا ہے ہم پہ خندیدن

میں پیدا ہوئی یاں مروں گی یاں
میں کہاں چھوڑتی ہوں ترا دامن

مجھ کو کیا کام سارے جگت سے
تم رہو اور تمہارا درشن

مجھ کو حاجت نہیں ہے کسی شئے کی
مجھ کو کافی ہیں خواجہ میاں کے چرن

میں تو حسرتؔ ہوں خواجہ کی داسی
لوگ مجھ کو سمجھتے ہیں بیراگن

(۱۷)

دَیا کرو سادات ہم پر دَیا کرو

ترپت ترپت عمر گجاری کٹھن کٹے دن رات ۔ ہم پر دَیا کرو
بن کے بھکارن در پر پہنچی اب تو بڑھاؤ ہاتھ ۔ ہم پر دَیا کرو
کیسے پہنچوں سائیں کے گھر تک کوئی نہیں ہے ساتھ ۔ ہم پر دیا کرو
تم کو ہمری پرواہ کیا ہے اونچی تمری جات ۔ ہم پر دَیا کرو
چاہے بگاڑو چاہے سدھارو لاج ہے تمرے ہاتھ ۔ ہم پر دَیا کرو
تم تو نباہ کا بچن دیئے تھے ہاتھ میں لے کر ہاتھ ۔ ہم پر دَیا کرو
پھنسی بھنور میں موری نوریا پار کرو جی سادات ۔ ہم پر دَیا کرو
حسرتؔ چیری کب تک چیخے آؤ جی تم سادات ۔ ہم پر دَیا کرو

دیا کرو سادات ۔ ہم پر دَیا کرو

۴۔ غزل

مصرعہ اولیٰ — صفحہ

(۱)

کیسا جادو ڈالا نیناں والا

تجھ سے چُھٹ کر کیسے جیوں گی نیناں تیرے نین کی بیڑی
جاؤں گی کیسے چھوڑ کے تجھ کو پڑی گلے بیچ پیت کی پھانسی
جان چلی ہے بن کر آنسو من میں اُگیا پیت کی لاگی
حسرتؔ اب تو کچھ ناہیں سوجت
کیسے بچے گی جان ہماری

(۲)

جیا ترپت ہے مورا آو بالماں

تم کو ڈھونڈن جاؤں کہاں کو اپنا پتہ بتلاؤ بالماں
دیکھو تو رات بہت سی گجری اب تو یہیں رہ جاؤ بالماں
کبھی کبھی تو آؤ ملن کو اتنا مت ترساؤ بالماں
سوتن کے گھر رات نہیں تھے؟ رام کی سَون کھاؤ بالماں
ہم کو تم بن چین نہیں تھا تم بھی تو کچھ بتلاؤ بالماں
لوں گی بلیّاں دیکھ کے تم کو اُوٹ کے باہر آؤ بالماں
جو کچھ بیتے مجھ پر بیتے
تم تو سدا سکھ پاؤ بالماں

(۳)

پوتی کھول بتادے بمنا
کِد آئے گا مورا سجنا
نین کی مورے اب ہے باری ٹھیرو ٹھیرو گنگا جمنا
ہردے ہی میں ملتا ہے ساجن آپنا دھیان لگائے رہنا
جس کو دیکھوں تجھ کو پاؤں مورے من میں ایسا بسنا
جیسے جلے ہے بن کی لکڑی
کب تک حسرتؔ جلتے رہنا

(۴)

پیا پردیسوا
کاسے کہوں سندیسوا
ڈھلے چلے جو بنوا سویَت بھیو کیسوا
پیا پردیسوا
اُوٹ کے باہر آگیو بالم اپنا بدل کر بھیسوا
پیا پردیسوا
کاسے کہوں سندیسوا

(۵)

تم بن کٹھن کٹی ساری رات
جیسے جل بن مچھلی تڑپے ترپت ہوں دن رات ......تم بن
اپنا مکھڑا ہم کو دکھادو اتنی سن لو بات ......تم بن
کٹھن کٹی ساری رین تم بن پرت ناہیں موہے چین ......تم بن
رات دِنا موری روے گُجری کاسے کہوں، سارا بین ......تم بن
جب ناہیں ہووت پیا کا درشن
پنیاں بن کر بہہ جائیں ......تم بن

(۶)

کاہے مارو ری نیناں بان

ان نینوں کے بس میں جو آئے　　اس کو کہیں نہیں ہے اَمان
پیت کی چکر میں جو آئے　　دین کدھر ہے کہاں ایمان
ان نینوں میں زہر بھرا ہے　　جس کا نہیں درمان
ان نینوں سے خدا بچائے　　کہیں نہیں ہے اَمان
پارہ پارہ جو دل ہووے　　اس میں کہاں ارمان

حسرت اب ایماں ہی بچالو
بچتی نہیں ہے جان

(۷)

چلو چلو ری سکھی اپنے پیا کو منالائیں

چھیل چھبیلا بڑا ہٹیلا　　اس کا من پرچائیں
بانکی صورتیا دیکھ کے ان کی　　اپنا جی بہلائیں
منتی کرینگے پیّاں پرینگے　　جیسے بنے سمجھائیں
بہت دن بیتے پیا نہیں آئے　　اس بن کیا سُکھ پائیں

پانی تک اب پیا نہیں جاتا
کب تک حسرت ہم غم کھائیں

(۸)

پیت کی آگیا بجھائے نہیں بجھتی　　کیسے کروں کچھ بنائے نہیں بنتی
کچھ نہیں سنتا میرا ہٹیلا　　کب سے کھڑی ہوں منتی کرتی
میں مورکھ ہوں وہ ناداں ہے　　اس دُھن میں ہوں میں سر دھنتی
سر چکراوے جیا گھبراوے　　پیروں تلے سے چلی رے دھرتی
جی جو بھر آیا بیٹھ گئی رونے　　تم ہی بتاؤ میں کیا کرتی

کیسی بلا میں پھنس گئی حسرت
جو نہیں ٹلتی جو نہیں ٹلتی

(۹)

صورت مت بھولیو سیّاں ہماری

میں تو تم پر ہوں سیّاں بلہاری

جان کے کیوں انجان بنے ہو	میں ہوں بڑی دُکھیاری

اپنی کرپا ہم پر کریو	سن لو عرجیا[۱] ہماری

جاتے کہاں ہو من میں بسا کر	اپنی صورت پیاری پیاری

چھوڑ کے تجھ کو جاؤں کدھر کو	داسی ہوں میں تو تہاری

مرتے پیچھے آئیں وہ حسرتؔ

پیت کی ریت ہے نیاری

(۱۰)

اے ری سکھی کا سے کہوں میں کہانی

اس کو ڈھونڈن جات کدھر کو	جان میں ہے یار جانی

جس تن لاگے سوہی تن جانے	تا نہ چشی گے دانی

پیت کی پھانسی پڑی گلے بیچ	ھا انا عبد عانی

اس کا ملنا بہت کٹھن ہے	کیوں تو ہوئی دیوانی

دھن دولت کچھ پاس نہیں ہے	کیسے کروں میجوانی[۲]

ہاتھ پکڑ کر چھوڑ نہ دینا	رکھ لے جگت بیچ بانی

میں کو بھینٹ چڑھا دے حسرتؔ

پیا ملن کی جو ٹھانی

[۱] عرض	[۲] میزبانی

(۱۱)

مجھے جگا کے سب کچھ لوٹا رے

بالی عمریا پہ ترس نہ کھایو　　میری لاج کا پہرہ ٹوٹا رے
ہے سو ہے ناہیں سو ناہیں　　جگ دھندا سارا چھوٹا رے
اپنے پیا سے پیت لگا کر　　دونوں جگت سے چھوٹا رے
اپنے پیا سے جو منہ پھیرے　　اس کا نصیبا پھوٹا رے
اپنے منہ سے پردہ ہٹا کر　　دونوں جگت کو لوٹا رے
مَیں مَیں سے یہ نکلا کون　　مَیں کا بھانڈا پھوٹا رے
چھیل چھبیلا بانکا ہٹیلا　　مورا چنچل بالم بوٹا رے
جب سے پیا کے پلّے پڑی ہوں　　موسے اپنا پرایا چھوٹا رے
سب سکھیئن موہے مُرمُر دیکھیں　　تری پیت کا بھانڈا پھوٹا رے
تیرے گلے کا ہار بھئی ہوں　　جگ چھوٹا تو چھوٹا رے
کہت قدیؔرا سن بھئی سادھو　　رب سانچا جگ جھوٹا رے

آو نبیؐ جی حسرتؔ چیخیں
تیری اُمت کا دل ٹوٹا رے

(۱۲)

ارے مورے پیارے آ رے آ رے
دل کی ٹھنڈک آنکھوں کے تارے

آنکھوں میں آنسو دل میں سوزش یہ جینا بھی کیا جینا رے
ارے مورے پیارے آ رے آ رے

تیری گلی کے سَو سَو پھیرے پھرتا ہوں میں مارے مارے
ارے مورے پیارے آ رے آ رے

تیری ادائیں دل کو بھائیں تیری باتیں شکّر پارے
ارے مورے پیارے آ رے آ رے

تیری جدائی جان ہی لے گی دل پر میرے چلتے ہیں آرے
ارے مورے پیارے آ رے آ رے

کھول کے گھونگٹ سب دنیا کو اپنا دیوانہ تو بنا رے
ارے مورے پیارے آ رے آ رے

توڑ کے دل کو کرتے ہیں واپس جیسا لینا ویسا دینا رے
ارے مورے پیارے آ رے آ رے

میں ناداں ہوں میں عاجز ہوں اپنا رستہ آپ بتا رے
ارے مورے پیارے آ رے آ رے

جان بھی لے لے مال بھی لے لے اپنی صورت مجھ کو بتا رے
ارے مورے پیارے آ رے آ رے

کیسے چھپے گا میری نظر سے کس کے ہیں یہ سب نظّارے
ارے مورے پیارے آ رے آ رے

آسِ نہیں ہے مجھ کو کسی سے
حسرت جیتا تیرے سہارے

(۱۳)

ہم سنگ نیناں کاہے کو لگائے

سونچ سمجھ کر دل دینا تھا دے کر کیوں پچتائے
سحر بھرا ہے ان نینوں میں ان سے کون سکھ پائے
نینوں سے پہلے کرتے ہیں بے خود پاچھے سکھ لے جائے
ان نینوں سے خیر نہیں ہے کرکے پیت کچھ پھل نہیں پائے

جو ہونا تھا ہو چکا حسرتؔ
پیت لگا کر کیوں پچتائے

(۱۴)

چھانڈو چھانڈو جی بیاں ہماری رے

واکی صورت ہے کیسی پیاری رے میں تو ظالم کو دیکھ کے ہاری رے
کون ترچھی نگاہ سے مارا ہمیں دل میں لاگ گئی کٹاری رے
راہ چلتی کو تم کاہے چھیڑو ہو چھانڈو چھانڈو جی بیاں ہماری رے
ہم ہیں ہندو دھرم تم تُرک واہو کاہے لینو بلیاں ہماری رے
ہے محبت ہمارا دھرم مذہب ہم محبت کے ہیں پجاری رے
حسن کی داد دینا ہمارا دھرم ہم تو لیں گے بلیاں تمہاری رے
جان دینا محبت میں عزت ہے بے محبت کے جینا ہے خواری رے
سب تماشے ہیں یہ محبت کے کون پیارا ہے کون پیاری رے
یہ محبت ہے کیا نہیں معلوم ایک حیرت ہے دل پہ طاری رے

اب تو کیسی بلا میں پھنسی حسرتؔ
ہوئی سونچ سمجھ کی خواری رے

(۱۵)

سیّاں رے آرے آرے

ذرا چھاتی سے اپنی لگا سیّاں رے　　　سیّاں رے آرے آرے
جب سے تم سے آنکھ لڑی ہے　　　اک پل کل نہیں آرے سیّاں رے
تم جو چاہو کرسکتے ہو　　　تم راجہ ہم پرجا رے سیّاں رے
جل بن جیسے مچھلی تڑپے　　　دھک دھک کرے کلیجہ رے سیّاں رے
سیّاں رے آرے آرے

(۱۶)

اُگیا لاگی سندر بن جل گیو رے

نہ جوانی کی اُمنگیں نہ بدن کی طاقت　　　نہ وہ آرام کی نیند اور نہ دل کی راحت
کروٹیں ہم کو بدلنے کی پڑی ہے عادت　　　سوزشِ عشق و محبت ہے بلا کی آفت
اُگیا لاگی سندر بن جل گیو رے

مشغلہ علم و کمالات کا کچھ بھی نہ رہا　　　نہ خیالات کی رفعت نہ ذکاوت کا پتا
اک غم دل ہے کہ دن رات ہے آ کر گھیرا　　　شعلۂ طور ہے یا شعلہ فشاں ہے نالہ
اُگیا لاگی سندر بن جل گیو رے

دل نہ سینے میں ہے باقی نہ جگر باقی ہے　　　جان تن میں ہے نہ وہ دیدۂ تر باقی ہے
نام حسرتؔ کا ہے باقی، نہ اثر باقی ہے　　　ہائے کچھ بھی نہ رہا عشق مگر باقی ہے
اُگیا لاگی سندر بن جل گیو رے

(۱۷)

میگھوا جھر جھر برسن لاگے ہم اپنے پیا کو ترسن لاگے
بھیگت کیوں ہے گھر کے باہر اندر آجا زلفوں والے
برس برس تو اتنا میگھوا پیا کے گھر تک ہم کو بہالے
کب سے کھڑی ہوں منتی کرتی کیسے کٹھن کے پڑی ہوں پالے
تڑپ تڑپ کر مرجاؤں گی
اب تو جیا کے پڑے ہیں لالے

(۱۸)

دوہے

پیت وہ دُکھ ہے کام نہ آوے دارو اور منتر
اس دُکھ سے تو مرنا ہی ہے لاکھ دفعہ بہتر
اپنے منہ سے جب کہا کہاں رہا وہ راز
پَر پُرزے اس کو لگے اور وہ کِیا پرواز
من میں آگیا پریت کی لگا کے ہم سے بول
خالی باتیں بے معنیٰ ہیں جیسے باجے ڈھول
سوچ سمجھ کر بات کرو پہلے دل ہو بعد زبان
جس کا دل ہو بعدِ زباں بے شک ہوگا وہ حیواں
دل ٹکڑے ٹکڑے کیجیئو تو پھر بھی رہے اُلفت
تم جو چاہو کیجیئو راضی ہے حسرتؔ

فارسی کلام

۱۔حمدِ باریٔ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱)

زِعشقِ تو بکُن سرشار مارا　　بکُن مقبول یا رب ایں دُعا را
ہم کو اپنے عشق (دیوانہ وار محبت) سے سرشار فرما　　اور اس دُعا کو اے پروردگار شرفِ قبول عنایت فرما

بحقِ روئے تابانِ محمدؐ　　تو روشن کن دلِ تاریک مارا
حضور اکرم سیدنا محمدؐ کے رُخِ روشن کے طفیل　　(پروردگار) تو ہمارے تاریک دل کو بھی روشن فرمادے

بہ نورِ ہر دو چشمانِ محمدؐ　　منوّر ساز یارب چشمِ مارا
حضورؐ کی دونوں آنکھوں کے نور سے　　پروردگار ہماری آنکھوں کو منور فرمادے

بحقِ ہر دو گیسوئے محمدؐ　　بگرداں یااِلٰہی ہر بَلا را
حضورؐ کی دونوں جانب زُلفوں کی لٹوں کے طفیل　　ہر ہر بلا کو ہم پر سے ٹال دے (رفع فرمادے) اے میرے آقا

مرا مگذار برمن یااِلٰہی　　شفیع آرم محمدؐ مصطفٰے مارا
مجھ کو میرے حال پر مت چھوڑ میرے آقا　　(کہ) میں محمد مصطفیٰؐ کو اپنا شفیع بنا رہا ہوں

حفاظت کُن مرا از شرِّ شیطاں
شیطان کے شر سے میری حفاظت فرما
شفیع آرم علی شیرِ خدا ؓ را
میں حضرت علی شیرِ خداؓ کو اپنا شفیع بنا رہا ہوں

زِفکرِ دوجہاں آزاد فرما
شفیع آرم جنابِ فاطمہؓ را

مجھے دنیا اور عاقبت دونوں کی فکر سے آزاد فرمادے
کہ میں حضرت فاطمہؓ کو اپنا سفارش کناں بنارہا ہوں

رضا جوئے تو باشم یاالٰہی
شفیع آرم حسنؓ شاہِ ھُدیٰ را

تاکہ میں تیرا رضا جو بندہ رہوں اے میرے آقا
حسنؓ شانِ ہدایت کی سفارش بہم پہنچا رہا ہوں

بباشم حامیِ دینِ محمدؐ
شفیع آرم حسینؓ حق نُمارا

تاکہ میں حامیِ دین محمدؐ بن سکوں
حضرت حسینؓ سچائی کے علمبردار کی سفارش پیش ہے

بحقِ عبدِ قادر غوثِ اعظمؓ
تو بکُشا سُوئے من دستِ عطارا

حضرت عبدالقادر غوث اعظمؓ کے طفیل
تُو میری جانب اپنا دستِ عطا دراز فرما

بحقِ آل و اصحابِ محمدؐ
آل و اصحابِ سیدنا محمدؐ کے طفیل

تبہ کُن دشمنانِ پُردَغارا
دغاباز دشمنوں کو تباہ و تاراج فرمادے

(۲)

یارب! ماعاجزیم و خواریم
جُز لطفِ تو یا خدا نہ داریم
اے پروردگار! ہم اس قدر بے یار و مددگار اور مفلس ہیں
کہ سوائے تیرے لطف و کرم کے ہم کو یارا نہیں

اے رحمتِ حق بیا و بنگر
از جورِ جہاں چہ دل فگاریم
اے رحمتِ خدا آ اور ملاحظہ فرما
کہ ہم اہلِ دنیا کے ظلم و ستم سے کس قدر رنجیدہ دل ہیں

اَنتَ الرَّبُّ الکریم یارَب
پامالِ جفائے روزگاریم
ایک تو ہی تو کرم فرما ہے اے پروردگار !
کہ ہم زمانہ کے جور و جفا سے روندے گئے ہیں

اَنتَ التّواب یا الٰہی
فاغْفِرْ وَارْحَمْ بحالِ زاریم
اور تو ہی تو توبہ قبول فرمانے والا ہے اے آقا
ہمارے حال پر رحم فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے

اَلْطافُکَ عَمَّتِ الْبَرایَا
ہرچند ذلیل و خام کاریم
تیرا تو لطف و کرم ساری ہی مخلوق کے لئے ہے
ہرچند ہم ذلیل و خوار اور ناقص العمل ہی سہی

اَنْتَ الرَّحْمٰنُ وَالرَّحِیْمُ
ماطالبِ رحم و بے قراریم
تو ہی تو رحمٰن و رحیم ہے
اور ہم اسی رحم کے طالب اور اسی کے لئے بے صبر ہیں

آخر نہ توئی کہ آفریدی
ہرچند کہ ما سیاہ کاریم
آخر تو ہی نے تو (ہمیں) پیدا کیا ہے
چاہے ہم سیاہ کار ہی کیوں نہ ہوں

☆نصرِ مومن بہ ذمّۂ مَن
ایں وعدۂ تو بیاد داریم
مومن کی مدد میرا ذمّہ ہے
تیرا یہ وعدہ ہمیں خوب یاد ہے

☆ تلمیح از آیۂ کریمہ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۂ روم آیت ۴۷)

داریم بَدِلْ محبتِ تو ہر چند کہ ما تباہ کاریم
ہمارے دلوں میں تیری ہی تو محبت ہے ہر چند کہ بدعملی کا مرقع ہی کیوں نہ ہوں

یارب بطفیل شاہِ لولاکؐ اُمیدِ ترَحُّمِ تو داریم
اے آقا شاہِ لولاکؐ کے طفیل تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں

از بہرِ نبیؐ و آلؓ و اصحابؓ رحمے فرما کہ بیقراریم
نبیؐ اور آل و اصحاب نبیؐ کے طفیل رحم فرما بھی دے کہ ہم کو قرار نصیب نہیں

مَنْ یَرْحَمُنَا سِوَاکَ یَارَبْ فریاد کہ ما ذلیل و خواریم
تیرے سوا ہے بھی کون جو ہم پر رحم فرمائے تیری بارگاہ میں فریادی ہیں کہ ہم ذلیل وخوار ہو چکے ہیں

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِب تو گفتی☆
مجھ سے دُعا مانگو میں قبول کرتا ہوں تو نے فرمایا

ماچشمِ قبول از تو داریم
ہم کو تجھ سے قبولیت دُعا کی اُمید بھی ہے

☆تلمیح از آیۂ کریمہ وَقَالَ رَبُّکُمْ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ○ (سورۂ مومن آیت ۶۰)

۲۔ نعت و غزلِ نعتیہ

(۱)

رُخِ خیرالوریٰ چوں شمعِ طور است — دلِ ختمِ رُسل مشکوٰۃِ نوراست
مخلوق کے بہترینؐ کا چہرۂ انور جلتے ہوئے طور کی طرح منور ہے — حضور آخری رسول کا قلب مبارک نور بکھیرنے والا چراغ ہے

زِعشق سیّدالابرار مستم — بہ فرقم جوشِ صہبائے طہوراست
نیکوں کے سردارؐ کے عشق سے سرشار ہوں — اور میرے سر میں (عشق) کی پاکیزہ شراب کا جوش ہے

اگر داری دِلا چشمِ حقیقت — بہر ذرّہ فروغِ شمعِ طوراست
اے دل اگر تو چشمِ حقیقت رکھتا ہے (سے دیکھے) — تُو ہر ذرّہ میں جلوۂ طور نظر آئے گا

دِلا از خوابِ غفلت چشم بکشا — کہ خورشیدِ حقیقت در ظہوراست
اے دل اب خوابِ غفلت سے بیدار بھی ہوجا — کہ آفتابِ حقیقت طلوع ہوچکا ہے

مرا در میکدہ بگذار واعظ — اُمیدِ عفو از ربِّ غفوراست
اے واعظ مجھے تو اب میکدہ (شراب خانہ) میں رہنے دے — کہ مجھے بخشش فرمانے والے خدا سے اُمیدِ عفو ہے

مبیں برمن ببیں برخود الٰہی — زِ تو لطف و کرم و زِمن قصوراست
اے میرے خدا مجھ (گنہگار) کونہیں اپنی بخشش کو ملاحظہ فرما — کہ تجھ سے لطف و کرم اور مجھ سے قصور لازم و ملزوم ہیں

زلُطفِ ساقیِ میخانہ حسرتؔ
ساقی ِ میخانہ کے کرم (اجازت) سے اے حسرتؔ
بَبر مینائے صَہبائے طہوراست
(پوری) ایک صراحی لے کر چل دے کہ نہایت پاکیزہ شراب ہے

(۲)

زہے عظمت و عِزّ وشانِ محمدؐ | کہ روحُ الامیں پاسبانِ محمدؐ
کیا کہنے عظمت و عزت اور شانِ محمدؐ کے | کہ جبرئیلؑ حضورؐ کے پہرہ دار ہیں

چہ جود و سخاوت چہ لطف و کرامت | کہ عالم ہمہ میہمانِ محمدؐ
کیسی دریا دلی کیسی سخاوت اور کیسا لطف و کرم ہے | کہ سارا عالم حضور کا مہمان (آپ کے دسترخوان سے کھارہا) ہے

یقیناً تہی دست ہرگز نیابم | زِالطافِ قُلزوم نشانِ محمدؐ
یقیناً میں ہرگز (خالی ہاتھ) مفلس نہیں رہ سکتا | حضورؐ کے موجزن بحرِ سخاوت سے

نیابم چرا لطفِ قندِ مکرّر | کلامِ خدا و زبانِ محمدؐ
کیوں نہ پاؤں میں دوہرا لطف (تلاوت قرآن سے) | کہ خدا کا کلام اور حضورؐ کی زبانِ عرب میں ہے

مخند و برَو راہِ خودگیر واعظ | کہ مائیم دل دادگانِ محمدؐ
(ہماری) ہنسی مت اُڑا اور اپنا راستہ لے اے واعظ | کہ ہم عاشقانِ محمد ہیں (ان کے دلدادہ ہیں)

خدائے جہاں آفریں مہرورزد | زہے رُتبتِ عاشقانِ محمدؐ
خدائے خالقِ جہاں مقبول بارگاہ بنالیتا ہے | کیا کہنے مقامِ عاشقانِ محمدؐ کے

نہ ذکرِ قیامت نہ فکرِ معیشت | خوشا حالِ وارفتگانِ محمدؐ
نہ انہیں قیامت یاد آتی ہے نہ ہی فکرِ معیشت گھیرتی ہے | واہ واہ (سبحان اللہ) کیا حال ہے محمدؐ کے دیوانوں کا

دلِ مضطرب ، مضطرب تر بادا | خُدایا زِسوزِ نہانِ محمدؐ
اے مضطرب دل اور بھی مضطرب ہوجا | خدا کے لئے محمدؐ کے عشق کی اندرونی سوزش سے

مگر حسرؔتِ سوختہ دل نباشد
شاید (وہ) دل جلا حسرؔت ہی نہ ہو کہ
بشب می شنیدم فُغانِ محمدؐ
میں نے رات میں حضور کے نامِ گرامی
کے ساتھ (کسی کی) آہ و بُکا سُنی ہے

(۳)

اے راحتِ جانِ آفرینش
اے راحتِ مخلوقِ کائنات
وے روحِ روانِ آفرینش
اور اے روحِ (وجہِ) تخلیقِ کائنات

ذاتِ والائے تو مُعَمّا
آپ کی ذاتِ والا شان ایک معمّہ ہے
برتر زِگمانِ آفرینش
جو وہم و گمان سے بالا ہے (نا قابلِ فہم ورسا ہے)

چوں پرتوِ روئے خود فگندی
جب حضورؑ اپنے روئے روشن کا جلوہ دیتے ہیں
برخواست فغانِ آفرینش
تو مخلوقِ (عاشقاں) کی آہ و بکا برخواست ہوجاتی ہے

اوصافِ تو فاش کرد و پیدا
آپ کے اوصاف نے فاش کردیا اور ظاہر فرمادیا
اسرارِ نہانِ آفرینش
پیدائشِ کائنات کے سربستہ رازوں کو

بے گوہرِ ذاتِ تست کاسد
حضورؑ کے ذاتِ گرامی کے جوہر کے بغیر ماند پڑجاتا ہے
کالائے دکانِ آفرینش
پیدائشِ کائنات کی دُکان کا سارا سامانِ تجارت

کے ماہِ حقیقت نہفتہ
کس طرح چھپے گا آپ کی حقیقت کا چاند
زیرِ کتّانِ آفرینش
پیدائشِ کائنات کے ریشمی کپڑے کے نیچے جو چاندنی سے پھٹ جاتا ہے

للہ نگہے بسوئے حسرتؔ
خدا کے لئے ایک نظر حسرتؔ پر بھی ڈال دیجئے
اے عظمت و شانِ آفرینش
اے سراپا عظمت و شانِ کائنات

(۴)

تو ضیائے چشمِ آدم تو حبیبِ کبریائی
اے رسولِ خدا آپ چشمِ آدمؑ کے چراغ اور اللہ کے حبیب ہیں
تو خزینۂ معانی تو چہ رازہا نمائی
آپ علم الاسرار کا خزانہ ہیں کتنے ہی رازوں کو فاش فرما دیتے ہیں

تو بہ عقلِ کس نہ گنجی بہ خیالِ کس نہ آئی
آپ کی ذاتِ والا صفات ہر عقل سے پرے اور ہر تصور سے بالاتر ہے
تو فزوں زِ ہر فزونی تو زِ دو جہاں جُدائی
آپ فکر کی ہر بلندی سے بلندتر کائنات کی مخلوق میں سب سے ممتاز ہیں

چہ حسیں چہ نازنینی چہ جمیل و مہ جبینی
آپ کتنے خوبصورت کیسے پیارے کتنے دلکش اور کتنے خوبرو ہیں
بہ نگاہِ پُر زِ مستی دلِ دلبراں ربائی
اپنی ایک مست نگاہی سے عاشقوں کا دل چھین لیتے ہیں

تو ظہورِ اوّلینی ، تو کمالِ آخرینی
آپ ہی تو نورِ اوّلین ہیں اور آپ ہی حرفِ آخر ہیں (کمالِ تکوینی ہیں)
نہ رسد خیال تا تو تو درائے ہر روائی
آپ تک تصور کی پہنچ نہیں آپ فکر کی ہر بلندی سے بلندتر ہیں

نہ گُلے بہ رنگ و بُویت نہ کسے بہ حُسن وخویت
کسی پھول میں نہ آپ کی خوشبو ہے نہ آپ کا رنگ نہ حُسن و خوبی ہے
تو جمالِ بزمِ عالم تو کمالِ دل رُبائی
آپ سارے عالم کی زینت اور دلربائی کا مجسمِ کمال ہیں

ہمہ سَروَرانِ عالم پئے سجدہ سر نہادہ
سارے عالم کے اصحابِ عزت و توقیر آپ کی بارگاہ میں سرنگوں ہیں
تو عروجِ سَربُلندی کہ تو مظہرِ خدائی
آپ اعزاز کی انتہا ہیں کہ مظہر خدا بھی ہیں

تو بیا بہ پیشِ حسرتؔ کہ نہ یافت جز تو راحت
حضور حسرتؔ کو جلوہ دیں کہ آپ کے بغیر بیقرار ہے
تو سکونِ دردِ اُلفت پئے عاشقاں دوائی
آپ ہی تو مرضِ عشق کا مداوا اور عاشقوں کے درد کی دوا ہیں

(۵)

دلِ بُرداز من شیریں کلامے عالی جنابے والا مقامے
ایک خوش کلام نے میرا دل چھین لیا جو بلند بارگاہ اور والا شان بھی ہے

حُسن و جمالت پائندہ بادا ازمن دعائے وزمن سلامے
حضور! آپ کا یہ حُسن و جمال سدا سلامت رہے حضور کی بارگاہ میں میری جانب سے گزارش و سلام

ازمن ربودی ہوش و خرد را از بحرِ وحدت دادی چوجامے
آپ نے تو مجھ سے عقل و ہوش دونوں ہی چھین لئے توحید کے سمندر سے ایک ایسا پیالہ پلادیا

روئے منوّر خورشیدِ تاباں زُلفِ سیاہت بر وَے غمامے
آپ کا چہرۂ انور ایک دمکتا ہوا آفتاب ہے اور حضور کی سیاہ زُلف اس پر آیا ہوا ایک ابر ہے

بادا فِدایت ایں جانِ محزوں یارب نہ دارم جز تو مرامے
آپ پر سے میری جانِ حزیں قربان ہوجائے حقا! حضور کہ آپ کے سوا میرا مقصدِ حیات کچھ اور نہیں

از چشمِ رحمت بَروَے نظر کُن
چشمِ کرم کی ایک نظر اس پر ڈال دیجئے
تو شاہِ شاہاں حسرت غُلامے
کہ آپ شاہوں کے شاہ ہیں اور حسرت آپ کا ایک ادنیٰ غلام ہے

(۶)

یا رسولِ عربیؐ شاہِ رسولاں مددے   مظہرِ نورِ خُدا قبلۂ پاکاں مددے
اے سرزمینِ عرب کے رسول رسولوں کے سردار مدد فرمائیے   اے تجلّیِ نورِ خدا متقیوں کے قبلہ گاہ مدد فرمائیے

مَعدنِ لطف و کرم منبعِ احساں مددے   اے شہ ہر دوسرا سوئے غریباں مددے
اے لطف و کرم کی کان اور سرچشمۂ احسان مدد فرمائیے   اے دونوں جہاں کے بادشاہ غریبوں کی مدد فرمائیے

دستگیری کُن وحالِ دلِ مُضطر بنگر   بمنِ خستہ جگر اے شہِ شاہاں مددے
مدد بھی فرمائیے اور دلِ بیقرار کو بھی ملاحظہ فرمائیے   مجھ خستہ جگر کی اے شاہوں کے شاہ مدد فرمائیے

منِ بے چارہ بآفات و مصائب محبوس   چشمِ رحمت بکشا اے شہِ خوباں مددے
میں بے آسرا آفات و مصائب میں گھرا ہوا ہوں   اپنی چشمِ رحمت وا فرما کر اے حسینوں کے سردار مدد فرمائیے

دشمنِ دینِ نبی ایں ہمہ کفّار شدہ   مدد اے شاہِ رسل منبعِ احساں مددے
یہ سارے کافر دینِ نبیؐ کے دشمن ہوگئے ہیں   اے نبیوں کے سردار، اے سرچشمۂ احسان مدد فرمائیے

تیغ برکش بہ سرِ دشمنِ ایمان بزن   حالِ مسلم شدہٗ سخت پریشاں مددے
تلوار کھینچ لیجئے اور دشمنوں کی گردنیں ماریئے   مسلمان کا حال بہت خستہ ہوگیا ہے مدد فرمائیے

اہلِ اسلام ہمہ نالہ و فریاد کناں   اے شہِ ہر دوسراؐ حاملِ ایماں مددے
اہلِ اسلام آپ کی بارگاہ میں آہ وزاری اور فریاد کر رہے ہیں   اے دونوں جہان کے بادشاہ اے ایمان بردوش مدد فرمائیے

حالتِ عالمیاں ازتو نباشد پنہاں   نظرِ لطف بہ احوالِ پریشاں مددے
دنیا والوں کی حالت کچھ آپ سے چھپی ہوئی نہیں ہے   ایک نظر لطف و کرم کی (انکی) پریشان حالی پر فرما کر مدد فرمائیے

اہلِ اِسلام بہ ایں حالِ پریشاں تاکے
مسلمانوں کی یہ خستہ حالی کب تک یا سیدی

دستِ رحمت بکشا سوئے مسلماں مددے
رحمت کا ہاتھ مسلمان کی طرف بڑھا کر مدد فرمائیے

۳۔ منقبت

(۱)

یا عَلِیِّ مرتَضیٰ　یا بُوالحسنؓ　یا بو ترابؓ

اے علی مرتضیٰ لقب اے ابوالحسن اور اے ابوتراب کنیت رکھنے والے

شاہِ مَرداں شیرِ یزداں سَرورِ گردوں قبابؓ

بہادروں کے سردار اللہ کے شیر اور اپنی سیفِ قاطع کے لئے عالم میں سربرآوردہ (مشہور)

دستِ تو دستِ الٰہی لحم تو لحمِ نبیؐ

آپ کا دستِ مبارک خدا کا ہاتھ اور جسمِ مبارک نبیؐ کے خاندان سے ہے

اے دَہانت بابِ علم و اے دِلت اُمُّ الکتابؓ

آپ کا دہنِ مبارک علم کا دروازہ اور آپ کا قلبِ مبارک خزینۂ لوحِ محفوظ ہے

یَـا اَمِیْـرَ الْـمُـؤمِـنِیْـن وَیَـا اِمَـامَ الْمُسْلِمِیْنؓ

اے (خلافت راشدہ میں) خلیفہ، مومنین کے اور اے امام مسلمانوں کے

اے شہنشاہِ ولایت دَرگفت مفتاحِ بابؓ

اے درجۂ ولایت میں سب سے اعلیٰ وارفع آپ کے ہاتھ میں ہر بند دروازہ کی کنجی ہے

یا علیؓ مشکل کُشا کارِ توحلِّ مشکلات

اے ہر مشکل کے کھول دینے والے آپ کا کام ہی حلِّ ہر مشکل ہے

من فقیرِ بے نوایم توشہِ عالی جنابؓ

میں بے سر و سامان فقیر ہوں اور آپ بادشاہِ عالی وقار ہیں

اے پناہِ بے پناہاں، چارۂ بیچارگاں

اے بے آسرا لوگوں کو پناہ دینے والے، اے بے سروسانوں کے سروسامان

اے اُمیدِ نا اُمیداں حلِ مشکل کُن شتاب

اے مایوسوں کی اُمید (میری) مشکل کو جلد حل فرمایئے

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ

(قولِ رسولؐ ہے) نہ علی کی طرح کوئی بہادر نوجوان اور نہ (اُنکی) ذوالفقار جیسی کوئی تلوار ہے

مظہرِ کُلِ عجائب دُشْمنم گرد د خراب

سراپا عجائب (حیرت انگیز واقعات) کے مظہر میرا دشمن (آپ کی مدد سے) نامراد رہے

اِرْحَمُوْا یَاسَادَتِیْ فِیْ قِلَتِیْ فِیْ ذِلَّتِیْ

میرے سادات میری مدد فرمائیں میری بے سروسامانی اور میری ذِلّت و رسوائی میں

یَاحُسَیْنُ یَاحَسَنْ یَافَاطِمَہ یَابُوْتُرَابْ

اے حسینؓ اے حسنؓ اے فاطمہؓ اے ابوترابؓ (حضرت علی کی کنیت)

یک نگاہِ مرحمت برحسرتِ بیچارہ کُن

ایک نگاہِ کرم بے چارہ حسرتؔ کی جانب بھی ہو

تا بہ کے ایں آہ وزاری تا بہ کے ایں اضطراب

کہاں تک (اس کی) یہ آہ وزاری اور کب تک اس کا یہ اضطراب (بیقراری)

(۲)

شاہ بازِ فضائے لاہوتم　　　مستِ صَہبائے مرتضیٰ ہستم
مقامِ فنافی اللہ کے آسمان کا (شکاری) باز ہوں　　　علی مرتضیٰؓ کی شرابِ محبت سے مست ہوں

من ندارم خبر زخُردو بزرگ　　　دَر تولّائے مرتضیٰ مَستم
(اس مستی میں) مجھے اپنے سے چھوٹے اور بڑے کا ہوش نہیں　　　حضرت علی مرتضیٰؓ کی محبت سے سرشار ہوں

مَن چہ پروائے دوجہاں دارم　　　دامنِ مرتضےٰ است در دستم
مجھے (اب) دوجہاں کی پروا کیا ہو　　　(جب کہ) علی مرتضیٰؓ کا دامن میرے ہاتھ میں ہے

برسرِ دشمنان؛ دیں بزنم　　　ذوالفقارِ علی است در دستم
دین کے دشمنوں کی گردن مارتا ہوں　　　حضرت علیؓ کی اس ذوالفقار تلوار سے جو میرے ہاتھ میں ہے

دستِ من زیرِ دستِ صدیق است　　　ہم چنیں باعلی بہ پیوستم
میرا ہاتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دستِ مبارک کے تحت ہے　　　اور اسی طرح حضرت علیؓ سے بھی وابستہ ہوں

آمد از ہر جہت مرا امداد　　　دل بہ شیرِ خُدا چو بربستم
ہر طرف سے میری جانب مدد (دوڑی دوڑی) آتی ہے　　　کیونکہ میں نے اپنا دل شیرِ خداؓ سے جوڑ لیا ہے

مذہبم حُبِ آل و اصحاب است　　　تابعِ دین و اَمرِ حق ہستم
میرا مسلک آل و اصحابِ نبیؐ کی محبت ہے　　　دین اسلام اور اس کے احکامات کا پابند ہوں

پائمالِ طریقِ محبوباں　　　پیشوائے قلندراں ہتم
عاشقوں کے راستہ کا پائمال (روندا ہوا) ہوں　　　(لہذا)! قلندروں (فقراء باطن) کا رہنما ہوں

من غُلامِ علی ولی ہستم | مرحبا آفریں چہ خوش بختم
میں صاحبِ ولایت حضرت علیؑ کا غلام ہوں | واہ واہ کیا کہنے کیا خوش قسمت ہوں

شیخِ من چوں علی زبردست است | مَن غلامِ علی زبردستم
جب میرا شیخ علیؑ جیسا زبردست شخص ہو تو | میں بھی ان کا غلام ہونے سے (اُنکی پشت پناہی سے) زبردست ہوں

فکرِ خُدّام چوں کند آقا | من زِفکر جہاں رہا گشتم
جب مالک اپنے خادموں کا پرسانِ حال ہوجائے | تو میں فکرِ دنیا سے آزاد ہوچکا

یافتم ہرچہ یافتم زِعلی | من غلامِ علی چہ خوش بختم
جو کچھ پایا ہے میں نے حضرت علیؑ سے ہی پایا ہے | میں اُن کا کیا خوش نصیب غلام ہوں

من نُصَیری نیم ولے بخدا | بندۂ بوتراب علی ہتم
میں حضرت علیؑ کو خدا ماننے والوں میں سے نہیں لیکن خدا کی قسم | آپ کا (وارفتہ) غلام ضرور ہوں

یاعلی یاعلی ہمیں گفتہ | باخُدا و رسول پیوستم
یا علیؑ یا علیؑ کہتے کہتے | خدا اور اُس کے رسولؐ سے جڑ گیا ہوں

بہ غلامیٔ بوتراب علیؑ | فارغ از فکرِ دو جہاں گشتم
حضرت علیؑ کی غلامی کے طفیل | دو جہاں کی فکر و اندیشہ سے بے نیاز (آزاد) ہوگیا ہوں

دستِ حسرتؔ بدستِ صدیق است
حسرتؔ کا ہاتھ حضرتِ صدیق کے ہاتھ میں ہے
مرحبا آفریں چہ خوش بختم
واہ واہ کیا کہنے کیا خوش قسمت ہوں

(۳)

دلِ من رہنِ تمنّائے علی　　　سَرِم آشفتۂ سَودائے علی
میرا دل وقفِ آرزوئے علیؑ ہے　　　(اور) میرا سر آپ کا دیوانۂ عشق و محبت ہے

اے قبائے شرف وعز و عُلا　　　چُست برقامتِ رعنائے علی
(یہ) خلعت شرف و عزت و سربلندی کی　　　آپ کی بلند قامتی پر کتنی جچتی اور سجتی ہے

ہمچو موجے کہ سَرِ بحر بُود　　　بُود بردوشِ نبی جائے علی☆
سمندر کی موج جیسے سمندر پر سوار ہو کر بلند ہوتی ہے　　　حضرت علیؑ کی جگہ حضرتؐ کے کاندھوں پر بھی ایسی ہی تھی

سُرمہ دَر دیدۂ مشتاق کُنم　　　یابم ازخاکِ کف پائے علی
آپ کے دیدار کی مشتاق آنکھ میں سرمہ کی طرح لگالوں　　　اگر آپ کی خاکِ کفِ پا کو پالوں

اے ادب دامنِ شوقم بگذار　　　تابیفتم بہ سَرِ پائے علی
اے عشق اب پاسِ ادب کا دامن چھوڑ بھی دے　　　تا کہ میں آپ کے قدموں تک پہنچ جاؤں

اے خوشا بخت کہ روزے برسد　　　سرِسَودا زدہ برپائے علی
اے میری خوش قسمتی ! کہ ایک نہ ایک دن پہنچا ہی دے گی　　　میرے عشق زدہ سر کو حضور علیؑ کے قدموں تک

حسرتؔ نازم و برخود بالم
اے حسرت مجھے اپنے آپ پر ناز ہے اور پھولا نہیں سما رہا ہوں

کہ منم بندۂ ادنائے علی
کہ میں بھی علیؑ کے ادنیٰ غلاموں میں سے ایک ہوں

☆ تلمیح : حجر اسود کو کعبۃ اللہ میں اس کے موجودہ مقام پر بٹھاتے وقت حضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے کاندھوں پر کھڑا کرلیا تھا۔

(۴)

معدنِ صدق و صفا جانِ حَسن | ہمہ پاکاں زغُلامانِ حَسنؓ
سچائی اور پاکیزگی کی کان ہے حسنؓ کا وجود | اور سارے پاک باطن آپ کے غلاموں میں سے ہیں

غوثِ اعظم گُلِ بُستانِ حَسن | شاذلی گوہرے ازکانِ حَسن
غوثِ اعظمؒ آپؓ کے چمن کے ایک پھول ہیں | اور شاذلیؒ آپ کے کان کا ایک جوہر (ہیرا موتی) ہیں

رُوئے از دولتِ دنیا پیچید | مَرحبا ہمّتِ ذی شانِ حَسن
دنیا کی دولت سے منہ موڑلیا (خاطر میں نہیں لایا) | کیا کہنے! حضرت حسنؓ کی ہمت عالیہ کے

فتنہ را کرد فرو دراسلام | ہمہ مرہون بہ احسانِ حَسن
اسلام میں اُٹھنے والے ایک فتنہ کو دبادیا | سبھی مسلمان آپ کے مرہونِ منت ہیں

پائے افگندہ بہ میدانِ رضا | کیست در مرتبہ و شانِ حَسن
میدان رضا بالقضاء میں اپنا قدم ڈال دیا | کون ہے آپؓ کے اس مرتبہ (رُتبہ) میں

روئے احمدؐ تو اگر می جوئی | بیں سوئے چہرۂ تابانِ حَسن
اے مخاطب اگر تو رسولؐ کے چہرۂ انور کو دیکھنا ہی چاہتا ہے | تو حسنؓ کے روئے انور کا نظارہ کر کہ کس قدر ہمشکل ہیں

گرتو خواہی کہ نہ خواہی چیزے | پے سپر باش بہ فرمانِ حَسن
اگر تو چاہتا ہے کہ ہر خواہش سے منہ موڑ لے | تو حضرت حسنؓ کے حکم کی تعمیل میں خود سپردگی اختیار کر

صورت و سیرتِ احمدؐ دارد | نورِ حق چہرۂ تابانِ حَسن
صورت و سیرتِ رسولؐ دونوں ہی کے پیکر ہیں | اور چہرۂ انور سے نورِ خدا بھی متجلی ہے

مرحبا راکبِ دوشِ نبویؐ | حَبَّــذَا مرکبِ ذی شانِ حَسن
سبحان اللہ! اے نبیؐ کے کاندھوں کے سوار (بچپن میں) | اور ماشاء اللہ! کیا آپ کی سواریٔ ذیشان و عالی مقام ہے

مدحِ اوپیشِ نبیؐ می خواہم | کہ منم مادحِ حسّانِ حَسن
آپ کی تعریف و توصیف بارگاہِ نبیؐ میں کر رہا ہوں | کہ میں حسنؓ کے مدحہ خوانوں میں ہوں

اے شہنشاہِ رضا و تسلیم
اے رضا و تسلیم کے شہنشاہ سیدی!
حسرت آمد زِغلامانِ حَسن
حسرت کہ آپ کے غلاموں میں (شمار رہتا) ہے حاضر ہے

(۵)

ہمہ شاہاں زِغلامانِ حُسینؓ
گروہِ بادشاہاں بھی حسینؓ کے غلاموں میں ہے
قدسیاں حلقہ بگوشانِ حُسینؓ
آسمان کے فرشتے بھی آپ کے خدمت گزاروں میں ہیں

سَرورِ جملہ جوانانِ بہشت
آپ جنت کے تمام نوجوانوں کے سردار ہیں
مرحبا رتبۂ ذی شانِ حُسینؓ
کیا کہنے! آپ کے مرتبۂ عالی مقام کے

بُوسہ می داد رسولِ مقبولؐ
بوسہ لیا کرتے تھے رسولِ مقبولؐ (پیار کرتے تھے)
آفریں برلب و دندانِ حُسینؓ
سبحان اللہ آپ کے ہونٹوں اور دندان مبارک کا

ہریکے بوئے اِمامت دارد
ہر پھول ہی خوشبوئے امامت رکھتا ہے (سے خوشبوئے امامت آتی ہے)
واہ چہ گلہاست بہ بستانِ حُسینؓ
آپؓ کے چمن کے پھول (اولاد) بھی کیا پھول ہیں

نیک و بداز درِ والا خوش کام
اچھے اور بُرے سبھی اپنے مقاصد دلی پاتے ہیں آپ کے در سے
ہمہ عالم شدہ مہمانِ حُسینؓ
سارا عالم ہی حضرت حسینؓ کا مہمان ہے

مَن چہ پروائے قِیامت دارم
مجھے قیامت کی کیا پروا ہے جب کہ
دستم و گوشۂ دامانِ حُسینؓ
میرا ہاتھ دامن حسینؓ کا کونہ تھاما ہوا ہو

پائے بردَولتِ دُنیا زدہ ام
میں نے دنیا کی دولت کو لات ماردی ہے
کہ گدایم ز گدایانِ حُسینؓ
کیونکہ میں آپ کے گداؤں (فقیروں) میں سے ایک ہوں

بوکہ محروم نہ گردم ہرگز
اُمید ہے کہ میں ہرگز محروم نہیں رہوں گا
دست بکشادہ سوئے خوانِ حُسینؓ
دسترخوانِ حسینؓ کی جانب ہاتھ بڑھائے ہوئے (بڑھا کر)

سرِ من باد فدایش حسرؔت
میرا سر آپؓ پر سے قربان ہوجائے اے حسرؔت
دل و جانم ہمہ قربانِ حُسینؓ
اور دل و جان سبھی آپ پر سے قربان ہوجائیں

(۶)

اے نورِ چشمِ مجتبیٰ آرامِ جانِ مرتضےٰ
چشم و چراغِ مُصطفےٰ مقبول و محبوبِ خدا

اے مجتبیٰؑ کی آنکھوں کے نور اور علی مرتضیٰ کے دل کے سرور
مصطفیٰ کے چشم و چراغ خدائے تعالیٰ کے محبوب و مقبول

اے سیّدِ نیکوشیم اے سرورِ عالی ہمم
عِزّ عرب فخرِ عجم شاہنشہِ مجد و عُلا

اے نیکوکاروں کے سردار اے بلند ہمّت والوں کے سربلند
اہلِ عرب کی عزت اہلِ عجم (غیر عرب) کا افتخار بزرگی اور برتری کے شہنشاہ

اے سرورِ گردوں خباب در لطف معنے انتخاب
در حُسن و خوبی لاجواب مہرِ سپہرِ اصطفےٰ

اے آسمانوں کی بلندیوں کو چھونے والے باطنی خوبیوں میں منتخب
حُسن و خوبی میں بے نظیر آسمانِ پاکیزگی کے آفتاب

اے مرشدِ روشن ضمیر اے ہادیٔ برنا و پیر
اے غوثِ اعظم دستگیر دستِ کرم سویم کُشا

اے پیرِ روشن ضمیر اے جوان اور بوڑھے دونوں ہی کے رہبر
اے غوثِ اعظم دستگیر اپنا دستِ کرم میری جانب بڑھایئے

اے گوہرِ گنجِ گراں اے واقف رازِ نہاں
اے چارۂ بیچارگاں لطف و کرم برمن نُما

اے قیمتی خزانے کے جواہر (موتی) اے سربستہ رازوں سے واقف
اے بے آسرا لوگوں کے مددگار مجھ پر بھی لطف و کرم فرمایئے

تفتیدہ از سوزِ جگر افگندہ در دامن شرر
از چشمِ رحمت یک نظر اے شاہِ دیں کہف الوریٰ

جگر کی سوزش سے بیقرار شعلہ زار دامن والے
کی جانب چشمِ کرم کی ایک نظر ہوجائے اے شہِ دیں اے لوگوں کی پناہ

اے رہنمائے اِنس و جاں اے پیشوائے قدسیاں
اے بلبلِ باغِ جناں اے سروِ بستانِ صَفا

اے رہنمائے جن و اِنس اے فرشتوں کے آگے چلنے والے
اے جنت کے باغ کے بُلبُل (چہچہانے والے) اے پاکیزگی کے چمن کے بلند قامت سرو

آغشتہ اندر خاک و خوں آوارۂ دشتِ جنوں
خاک و خون میں آلودہ دشتِ (جنگل) جنون میں بھٹکتا پھرتا ہوا

ایں حسرتِ خستہ دُروں از درگہِ والا جُدا
یہ دل شکستہ حسرت آپ کی بارگاہ سے دُور ہے

(۷)

جنابِ غوثِ اعظم بادشاہِ جن و انسان است
حضرت غوثِ اعظمؒ جنّ و اِنس کے بادشاہ ہیں

امیرِ اولیا و شاہِ شاہاں پیرِ پیران است
اولیاء کے رئیس بادشاہوں کے بادشاہ اور پیروں کے پیر ہیں

مرید غوث بے توبہ نمی میرد نمی میرد
غوثِ اعظمؒ کا مُرید ہرگز بے توبہ نہیں مرسکتا

ہمیں با حضرت قیوم قادر عہد و پیمان است
کیونکہ یہی وعدہ خداءِ قادر و قیوم کی بارگاہ سے لے لیا گیا ہے

بِرَو اے زاہدِ نیکو سیر از فکرِ ما بگذر
چلا جا اے زاہدِ نیک خصال ہماری فکر چھوڑ بھی دے

پناہِ ما غریباں غوثِ اعظم شاہ جیلان است
ہم غریبوں کی پناہ تو غوثِ اعظم شاہِ جیلانی ہیں

مریدی لاتخف اللہ ربّی گفت آ قایم
اے میرے مُرید مت ڈر اللہ میرا رب ہے میرے آقا نے فرمایا

مریدِ غوثِ اعظم ہستم و در دست دامان است
تو میں غوثِ اعظم کا مُرید ہوں اور آپ کا دامن میرے ہاتھ میں ہے

ولی و سیّدِ عالی نسب ہم عالم و کامل
صاحبِ ولایت ساداتِ عالی نسب عالم اور انسانِ کامل بھی ہیں

محی الدین راسہ طرّہ بر دستار پیچان است
آپ کی دستار مبارک پر یہ تین طرّے لپٹے ہوئے اونچے دکھائی دیتے ہیں

نبی سیرت علی ہمت حسن صورت محی الدین
آپ سیرت میں نبیؐ ہمت میں علیؓ صورت میں حسنؓ ہیں

شہنشاہِ ولایت عاشق و معشوقِ رحمان است
درجۂ ولایت کے شہنشاہ خدائے رحمان کے عاشق اور معشوق ہیں

ہمی زیبد شہنشاہیِ عالم غوثِ اعظم را
عالم کی بادشاہت آپ کو کچھ اس طرح زیب دیتی ہے

کہ قطب و غوث زیرِ پرچم محبوب سبحان است
کہ درجۂ قطبیت و غوثیت سب آپ کے جھنڈے تلے ہے

سرِ گردن فرازانِ ولایت زیرِ پا آید
درجۂ ولایت کے سر اٹھانے والے حضرات کی گردنیں آپ کے زیرِ قدم آجاتی ہیں

تعالی اللہ ہمیں منظور در بارِ رحمان است
سبحان اللہ ! بارگاہِ رحمان کو بھی یہی منظور تھا

امیر المومنینِ اہلِ دل غوثِ مکرم داں
اے مخاطب آپ کو اصحابِ بصیرت کے امیر المؤمنین جان

امام المسلمین و اولیاء منظورِ یزدان است
اور اولیاء کے امام المسلمین جان جو خدا کے منظورِ نظر ہیں

توئی محبوبِ سبحانی توئی معشوقِ ربانی
آپ ہی تو محبوبِ سبحانی (اللہ کے محبوب) اور آپ ہی معشوق ربانی ہیں

بگرد اگردِ کرسی حلقہ ہائے اہلِ عرفان است
اور آپ کی کرسیٔ صدارت کے اطراف اہلِ عرفان کے دجہ بہ دجہ حلقے ہیں

کمالِ رتبۂ غوث الوریٰ حسرتؔ چہ می دانی
غوثِ اعظمؓ کے مرتبۂ کمال کو اے حسرتؔ تو کیا جانے

ورائے عقل و دانش رتبۂ محبوب سبحان است
کہ وہ عقل و فہم سے وراء ہے کہ غوث الوریٰ (مخلوق کے فریادرس)
اور محبوبِ سبحان (اللہ کے محبوب ہیں)

(۸)

بہ باغِ غوثِ مکرم بہاری آید
غوثِ اعظمؒ کے چمن میں بہار آئی ہے
بہر گلے کہ رَوم بوئے یار می آمد
کہ جس پھول کی جانب جارہا ہوں اس سے آپ کی خوشبو آرہی ہے

اگر بہ دل نہ بود لذّتِ محبتِ اُو
اگر دل میں آپ کی محبت کی لذت نہ ہو تو
صلوٰۃ و صوم و عبادت چہ کار می آید
نماز روزہ عبادت کس کام کی (کچھ کام نہیں آتی)

بداں کہ تانہ بمیری بہ دوست کے برسی
جان لے کہ جب تک دوست کے لئے جان نہ دے تو اس تک کیسے پہنچ سکے گا
کسَے کہ جاں بدہد کامگار می آید
اور جو جان دیتا ہے کامیاب ہوجاتا ہے (اس کو پالیتا ہے)

حیات و موت بیک دیگر است پیوستہ
حیات اور موت ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں
نَفَس ہمی روَد و بار بار می آید
سانس (کو دیکھو کہ) بار بار جاتا ہے اور بار بار آتا ہے اسی وجہ سے

چہ آتش است الٰہی کہ در دِلم زدہٗ
اے میرے خدا تو نے میرے دل میں کیا آگ لگادی ہے کہ
تنفسے کہ کنم پُرشرار می آید
سانس لے کر چھوڑتا ہوں تو شعلے نکلتے ہیں

اگر بُود بہ دِلِ تو محبتِ صادق
اگر تیرے دل میں سچّی محبت ہے
بداں کہ یار بہ تو بے قرار می آید
تو جان لے کہ تیرا یار تیری جانب بیقرار ہوکر دوڑا آئے گا

مدارِ زندگیٗ من بہ لطف وابستہ
میری زندگی کا مدار لطف و کرم سے وابستہ ہے (جڑا ہوا ہے)
اگر بلُطف نہ بینی چہ کار می آید
اے دوست اگر تو نظر کرم سے نہ دیکھے تو کیا فائدہ

بہ میکدہ ہمہ وارفتہ از حواس و خِرد
شراب خانہ میں سبھی ہوش و حواس گنوا دیتے ہیں
زِمیکدہ نہ کسَے ہوشیار می آید
شراب خانہ سے کوئی بھی ہوشیار برآمد نہیں ہوتا

بہ رنج و درد و محبت بساز اے حسرتؔ
ہجر (دوری) کی تکلیف اور دردِ محبت میں گزارلے اے حسرت
کہ یار درپس آں درکنار می آید
کہ دوست (معشوق) اسی کے بعد ہم آغوش ہوجاتا ہے (مل جاتا ہے)

(۹)

اولیا و اَصفیا زیرِ لوائے دستگیر　　اے سرِ گردن فرازاں زیرِ پائے دستگیر

اولیا اور برگزیدہ لوگ غوثِ اعظم دستگیرؒ کے جھنڈے تلے ہیں کیا کہنے کہ درجۂ
ولایت میں سر اُٹھانے والے حضرات کی گردنیں بھی آپ کے تحتِ قدم ہیں

زینتِ دستارِ پاکاں شُد غبارِ راہِ اُو　　سُرمۂ چشمِ بصیرت خاکِ پائے دستگیر

پاک لوگوں کے تاجوں کی زیب و زینت آپ کی روندی ہوئی خاک
کا غبار ہے اور اہلِ بصیرت کی آنکھوں کا سُرمہ آپ کی خاکِ پا ہے

من پرستارِ خیالِ غوثِ اعظم محیِ دیں　　اے سر سودازدہ برخاکِ پائے دستگیر

میں غوثِ اعظم محی الدین کی محبت کا پرستار ہوں زہے نصیب
جو یہ آپ کی محبت سے سرشار سر آپ کی خاکِ پا پر ٹِک جائے

پیشوائے پاک بازاں مقتدائے مقبلاں　　دیدۂ روشن دِلاں محوِ لقائے دستگیر

آپ متقیوں کے پیشوا اور اماموں کے امام ہیں روشن ضمیروں کی
آنکھیں آپ کی ملاقات میں آپ کو ٹکٹکی باندھے دیکھتی ہیں

یَا مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ آمد نوید از غوثِ پاک　　کامیابی دَر مقاصد از دُعائے دستگیر

''اے میرے مُرید مت ڈر'' یہ خوشخبری غوثِ پاک کی عنایت کردہ ہے
مقاصد میں کامیابی آپ کی دُعاؤں کی قبولیت سے یقینی ہے

ہر یکے آید برائے پیشوایت بالیقیں　　من برائے غوثِ اعظم من برائے دستگیر

سیدی! (آپ کی تشریف آوری پر) ہر ایک ہی آپ کی پیشوائی کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے
کوئی کہے میں غوثِ اعظم کے لئے اور کوئی کہے میں دستگیر کے لئے آیا ہوں

المدد یا غوثِ اعظم وِردِ صبح و شام آر　　دردل و در جانِ حسرت ہست جائے دستگیر

''غوثِ اعظم! مدد فرمایئے'' اس کو صبح و شام اپنا وظیفہ بنالے
حسرت کے دل اور جان دونوں ہی میں غوثِ اعظم دستگیر کی جگہ ہے

۴۔ غزل

(۱)

صبا بہ لطف بگوآں غزالِ رعنا را
اے صبا اس غزال چشم (ہرن کی آنکھوں والے) ناز و انداز سے چلنے والے معشوق سے التجا کر

کہ صیدِ آہوئے چشمِ تو کردۂ مارا
کہ تو نے ہم کو اپنی غزالہ چشم آنکھوں کا شکار بنادیا ہے

بگیر ساغر و مینا بنوش صہبا را
اُٹھا پیالہ اور صراحی کو اور شراب پی بھی لے

بجو میرز تو دُنیا و کارِ دنیارا
قیمتی گیہوں (شراب) کو سستی جو (دنیا) کے عوض مت بیچ

دریں زمانہ بُگل بوئے خوشگواری نیست
اس زمانہ میں پھول میں بھی خوشگوار اور پسندیدہ بو نہیں ہے

نہ رنگ و بوئے وفا دلبرانِ رعنارا
اور نہ معشوقان دلربا بہ ناز و انداز میں رنگ و بوئے وفا ہے

بکنج کوہ نشستن نہ معنیٔ زہد است
دنیا سے بے رغبتی کے معنٰی پہاڑ میں گوشہ نشینی نہیں ہیں

براں زکُنجِ دلت آرزوئے دنیارا
(بلکہ) اپنے دل سے دنیا کی آرزو کو باہر نکال دینا ہے

بُتا زحالِ دِلِ مبتلا چہ می پُرسی
اے معشوق دلِ عشق زدہ کا حال کیا پوچھتا ہے

رسید کار بگور و کفن کنوں مارا
نوبت گور (قبر) و کفن تک اب ہماری پہنچ گئی ہے

بروز بے تو نہ راحت بشب نہ آسایش
تیرے بغیر نہ دن میں چین ہے نہ رات میں نیند (راحت) ہے

بگو چہ کردۂ ای یار جانِ شیدارا
تو ہی کہہ کہ آخر تو نے اے دوست اپنے چاہنے والے کی کیا حالت بنا ڈالی ہے

بدل چو آرزوئے وصلِ یارمی داری
اگر تیرے دل میں دوست سے وصل کی آرزو ہی ہے تو

بُرون زِسینۂ خود ساز ہر تمنّارا
اپنے دل سے ہر خواہش کو باہر نکال دے

جمالِ یار مَبیں چشمِ خود کشا حسرتؔ
اے حسرتؔ صرف دوست کے جمال کے دیدار میں مت رہ جا اپنی آنکھیں کھول

چہ جلوہ ہاست کہ پیدا است چشمِ بینا را
(اور دیکھ) کہ دیکھنے والی آنکھ کے اس دیدار میں کیا کیا جلوے رُونما ہیں

(۲)

آتش بکاشانہ زدم ویرانۂ باید مرا
میں نے اپنا گھر جلادیا کہ مجھے ویرانہ (غیرآباد جگہ) چاہئیے

از عاقلاں روتا فتم دیوانۂ باید مرا
عقلمندوں سے میں نے مُنہ پھیرلیا ہے مجھے ایک دیوانہ ساتھی چاہئیے

تابر شمارم مکرہا از زاہدانِ پُردغا
تاکہ ان مکّار زاہدوں (پارساؤں) کے مکر کو گِن سکوں

اے سبحہ گرداں سبحۂ صددانۂ باید مرا
اے تسبیح پھیرنے والے مجھے سو دانے والی تسبیح درکار ہے

بینم فروغِ جلوہ را سوزم دِل و جاں برملا
محبوب کے جلوہ کی تیز روشنی کو کھلی آنکھوں سے دیکھ کر میں نے اپنے دل و جان دونوں ہی کو جلالیا ہے

تا دادِ جانبازی دہد پروانۂ باید مرا
مجھے تو میری اس جان پر کھیل جانے کی داد صرف ایک جانباز و جان سوز پروانہ سے ہی مل سکتی ہے

اے سَاقیِ نیکوشیم ! کافی نباشد ساغرم
اے خوش خصال ساقی شراب کا ایک پیالہ میرے لئے ناکافی ہے

ہستم بلانوشِ قدم خمخانۂ باید مرا
میں تو پرانا پیوٹ ہوں مجھے تو پورا شراب خانہ ہی درکار ہے

شہ بازِ دستِ قُدرتم صیدِ حقایق می کنم
قدرت کے ہاتھوں پرورش پایا ہوا باز ہوں حقائق کا شکار کرتا ہوں

برپایۂ عرشِ برینم لانۂ بایدمرا
میرا گھونسلہ تو عرشِ اعلیٰ کے پایہ میں ہونا چاہئیے

یارب چہ سازم چوں کنم بانا صحانِ محترم
اے میرے رب (میرے آقا) ان محترم ناصحوں کے ساتھ کیا کروں اور کس طرح گزاروں

من حسرتِ دیوانہ ام دیوانۂ باید مرا
میں حسرتِ دیوانہ ہوں مجھے ایک ساتھی دیوانہ ہم خیال چاہئیے

(۳)

عشقِ بُتاں فراخور ہرمردِ خام نیست
حسینوں سے عشق کم حوصلوں کا کام نہیں ہے
عشق است و صد مصیبت و ہیچ اختتام نیست
عشق ہے تو مصیبتیں بھی بے حساب ہیں جن کا کوئی اختتام نہیں ہے

در ہجر زیستن بہ تمنّا گریستن
فراق (دوری مہجوری) میں جینا اور آرزوئے محبوب میں رونا
باسوز سَاختن ہوسِ ہیچ خام نیست
سوزشِ عشق کو ساتھی بنالینا بوالہوسوں کا کام نہیں

جام و صُراحی از پئے تعظیم می جہد
میں وہ شرابی ہوں جس کی تعظیم میں
ساغر و مینا اپنی جگہ سے اُٹھ جاتے ہیں
دربزمِ زاھداں اگرم احترام نیست
ہرچند کہ زاہدوں (خدا پرستوں) کی محفل میں
میرا احترام نہیں کیا جاتا

سَاقی بیَار بادہ کہ مافاژہ میکنیم
ساقی اب شراب لابھی کہ ہم جماہیاں (انگڑائیاں) لینے لگے ہیں
دِیرست دورِ جامِ مئ لالہ فام نیست
بہت دیر سے سرخ شراب کا دور نہیں ہوا ہے

جامِ مئے ست زاھد اگرمی خوری بخور
اے زاہد یہ رہا شراب کا پیالہ پینا ہو تو پی لے
ایں بزم بزمِ بحثِ حلال وحرام نیست
یہ ہماری مجلس حلال وحرام پر بحث کرنے والی محفل نہیں ہے

دارم بیاد اُنچہ مراگفت واعظے
اے ناصح مجھے میرے محبوب کا کہا
یاد ہے جب اس نے کہا تھا
از دستِ حُور بادۂ گلگوں حرام نیست
حور (خوبصورت لڑکی) کے ہاتھ سے سرخ شراب
حرام نہیں (جیسے جنت کی حور کے ہاتھوں)

(۴)

مرادِ زندگیِ من بہ ہوے وہائے من است
میری زندگی کا تمام تر مقصد عشق کی ہاؤ ہُو ہے

غمِ دلم ہمہ سرمایہ بقائے مَن است
اور دردِ دل ہی میرا سارا سرمایۂ حیات ہے

اَسیرِ پنجۂ اُلفت ، شہیدِ ناوکِ ناز
عشق کے پنجہ کا اسیر (قیدی) اور تیرِ ناز کا زخمی ہوں

فدائے کوئے بُتاں جانِ مبتلائے مَن است
اور میری یہ عشق زدہ جان حسینوں کی گلیوں پر فدا ہے

بہ تیغِ ناز کشی یا بخنجر غمزہ
اے محبوب ! تو مجھے چاہے ناز کی تلوار سے قتل کر یا ادا کے خنجر سے

بہر سزائے کہ فرماں دہی سزائے مَن است
تو جو بھی میری محبت کی سزا تجویز کرے وہی میری برحق سزا ہے

بزیرِ برقعِ فانوسِ شمعِ روشن بیں
اے میرے محبوب میری زندگی کی شمع کے فانوس کے پیچھے ملاحظہ فرما کہ

تنم غبارِ رُخِ جانِ باصفائے مَن است
کہ میرا جسم میری پاکیزہ روشن رُوح کا ایک روشن غُبار ہے

سزائے سوختن و کشتن و فنا کردن
جلا دینا ، مار ڈالنا اور فنا کردینا اتنی بڑی سزاء

سوالِ وصل کہ کردم ہمیں خطائے من است
وصل کے ایک چھوٹے سے سوال کے خطا کی ہے جو میں نے اس سے کیا تھا

بحُسن وخوبیِ اوجانِ پاک شاہدِ صدق
اس کے حُسن اور خوبی پر سچائی کے گواہ کی جان گواہ ہے

گواہِ پاکیِ اوعقلِ باصفائے من است
اور اس کی پاکی پر میری عقلِ حق پرست گواہ ہے

نصیبِ بُوالہوساں است راحت و آرام
بوالہوسوں کی تقدیر راحت و آرام سے عبارت ہے

بلا و رنج و مصیبت ہمہ برائے من است
اور آزمائش غم واندوہ اور مصیبت یہ میری تقدیر ہیں

باید گزاشت ازپئے رندانِ بادہ خوار
ہم شراب نوشوں کے لئے چھوڑکر چلا بھی جا (مرجا) اے زاہد

دنیا سزائے زاہدِ عالی مقام نیست
کہ دنیا تیرے جیسے عالی مقام خدا ترس کے لئے مناسب مقام نہیں

(۵)

در محفلِ یکتائی اغیار نمی گنجد
خدا کی وحدت میں
غیرِ خدا کی گنجائش نہیں

اغیار چہ ساں گنجد چوں یار نمی گنجد
غیرِ خدا کی کہاں یار کی بھی نہیں کیونکہ وحدتِ مطلقہ میں صرف
ذاتِ بحت ہوتی ہے یار تو درجۂ احدیت میں ہوتا ہے

اے زاہدِ پُر تمکیں برگیر مئے رنگیں
اے (معاشرہ کی) وضعدار شخصیت زاہد رنگین شراب اُٹھالے

در بزمِ پری رؤیاں انکار نمی گنجد
حسینوں کی محفل میں انکار کیے جانا زیب نہیں دیتا

گر صحبتِ ما خواہی پیمانہ دمادم کش
اگر ہمارے ساتھ رہنا ہے تو پیالہ پہ پیالہ چڑھاتا چلا جا

در محفلِ مدہوشاں ہوشیار نمی گنجد
مدہوشوں کی محفل میں ہوشیاروں کی گنجائش نہیں

از حالِ منِ خستہ اے یار چہ می پُرسی
اے دوست مجھ خستہ حال کا حال کیا پوچھ رہا ہے

دردِ دلِ من اندر گفتار نمی گنجد
میرے دردِ دل کو بیان کرنے کی کلام (گفتگو) میں گنجائش نہیں

بر ہرکہ نگہ کردم درکارِ دگر دیدم
ہر ایک کو میں نے کسی نہ کسی کام میں مصروف پایا

در چشمِ ہُنر پرور بیکار نمی گنجد
ہُنر مند و ہُنر پرور آنکھ میں بیکار کی گنجائش نہیں

نہ دوستے نہ مُحِبّے نہ مُشفِقے حسرت
نہ کوئی دوست نہ کوئی چاہنے والا اور نہ کوئی شفقت سے پیش آنے والا ہے

انیسِ وحدت و تنہائیم خدائے مَن است
میری تنہائی کا مونس و ہمدم صرف میرا خدا ہے

(۶)

روز و شب سوزشِ دل نالہ وافغاں دارم
رات دن سوزِ عشق آہ وزاری میرا مشغلہ ہے
بہرِ دل بستنِ من ایں سر و ساماں دارم
اپنی وقت گزاری کے لئے یہی میرا سر و سامان ہے

سرم آشفتۂ آں زُلفِ پریشاں دارم
میری دیوانگی (پریشان حالی) اُس کی زلفِ پریشاں سے مربوط ہے
دلِ من محوِ جمالِ رُخِ جاناں دارم
اور میرا دل محبوب کے جمال کے دیدار میں محو ہے

من بصد رنج و اَلم ہا دلِ شاداں دارم
بے انتہا رنج و الم میں بھی میں خوش بخوش ہوں
لوحش اللہ چہ عجب روضۂ رضواں دارم
ماشاء اللہ کیسی جنت میں میری گزر بسر ہے

دلِ من زندۂ جاوید شُد از عشقِ حبیب
محبوب کے عشق میں میرا دل زندۂ جاوید ہو چکا ہے
ہیچ فکرے نہ پئے چشمۂ حیواں دارم
اب مجھے آبِ حیات پی کر زندۂ جاوید ہوجانے کی فکر نہیں

نہ شفیقے نہ رفیقے نہ کسے غمخوارے
نہ ہی کوئی مشفق نہ کوئی دوست
اور نہ ہی کوئی ہمدرد
ہمہ بگزارم و آہنگِ بیاباں دارم
سبھی سے میں نے ہاتھ اُٹھالیا ہے اور دشت
و بیابان سے ہم آہنگی اختیار کرلی ہے

چہ کنم ہیچ ندارم کہ باآں خوش باشم
کیا کروں کچھ نہیں جانتا جس سے خوش رہ سکوں
دلِ صد پارہ مگر از غمِ پنہاں دارم
کہ اندرونی غم سے میرا دل پارہ پارہ ہو چکا ہے

قادری مشربم و مستِ مئے بغدادم
قادری مشرب ہوں اور بغداد کی شراب پی کر مست ہوں
شکر للہ کہ عشقِ شہِ جیلاں دارم
اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے غوثِ اعظم شاہ جیلانیؒ کا عشق دل میں رکھتا ہوں

پُرگشت دل و جانم از جلوۂ جانانم
میرے جان و دل میرے محبوب کے جلوؤں سے بھر گئے ہیں
در چشمِ من اے حسرتؔ جز یار نمی گنجد
اے حسرتؔ میرے پیشِ نظر صرف محبوب ہی محبوب ہے

(۷)

جاں میدہم و دردِ دل اے جاں نفروشم　این جنسِ گراں مایہ من ارزاں نفروشم
اے محبوب میں جان دے دے سکتا ہوں لیکن تیرے عشق کا سودا نہیں کرسکتا　اس (قیمتی) متاع عزیز کو سستے داموں نہیں بیچ سکتا

بے چارگی کاہ سوئے کاہ ربابرد　بے چارگیٔ خویش بہ ساماں نفروشم
گھاس کی بے چارگی یہ ہے کہ مقناطیسی صلاحیت رکھنے والے کہربا پتھر کی جانب کھنچ کر چلی جاتی ہے　لیکن میں اپنی بیچارگی کو سر و سامان کے عوض بیچ نہیں سکتا

شُد زندۂ جاوید دلم از مۓ توحید　یک قطرہ بصد چشمۂ حیواں نفروشم
توحید کی شراب پی کر میرا دل زندۂ جاوید ہوگیا ہے　اس شراب کا ایک قطرہ بھی آبِ حیات کے پورے چشمہ کے عوض نہیں بیچ سکتا

اے دردِ محبت بہ دلم خیمۂ خود زن　این درد بصد ملکِ سلیماں نفروشم
اے دردِ محبت تو میرے دل میں اپنا ڈیرا تان دے　یہ وہ درد ہے کہ میں اس کو سلیمانؑ کی مملکت کے عوض بھی بیچ نہیں سکتا

خارے کہ بدل می خلد از عشق و محبت　این خار بصد روضۂ رضواں نفروشم
وہ عشق و محبت کا کانٹا جو میرے دل میں کھٹکتا ہے　اس کانٹے کو جنت کی ساری پھلواری کے عوض بھی نہیں بیچ سکتا

یک رازِ الٰہی بُود این عشقِ جہاں سوز　این راز بہ ہر جاہل و ناداں نفروشم
ساری دنیا کو اپنی آگ میں جلانے والا یہ عشق اللہ کا ایک سربستہ راز ہے　اس راز کو جاہلوں اور نادانوں کو نہیں بیچ سکتا

دل من زندۂ جاوید ز عشقش حسرت
اے حسرت میرا دل اُنھیں کے عشق سے زندۂ جاوید ہوگیا ہے

ہیچ فکرے نہ پۓ چشمۂ حیواں دارم
مجھے آبِ حیات کے چشمہ کی کوئی فکر نہیں ہے

بر ہر قدمِ عشقِ من از جاں بگزشتم
عشق کے ہر قدم ہی پر میں نے جان کی بازی لگائی ہے تو

ایں عشق عزیز است من آساں نفروشم
ایسے قیمتی عشق کو آسانی سے بیچ نہیں سکتا (چھوڑ نہیں سکتا)

دنیائے دنی خواب وخیالیست پریشاں
یہ کمینہ صفت دنیا ایک پریشاں خواب (سے زیادہ نہیں) ہے

من عمر بایں خوابِ پریشاں نفروشم
میں اپنی ساری عمر اس خوابِ پریشاں کے عوض بیچ نہیں سکتا (اس میں مبتلا نہیں رہ سکتا)

اے حسرتِ دل باختہ ایں مال گران است
اے محبت کی بازی میں دل ہارے ہوئے حسرتؔ
یہ عشق ایک بہت قیمتی مال ہے

خاکِ درِ محبوب من ارزاں نفروشم
محبوب کے در کی خاک (مٹی) کو بھی
میں سستا نہیں بیچ سکتا

(۸)

درخورِ کوتاہ بین و طفلِ ناداں نیستم
میں کم نظروں کے لئے نہیں
اور نادان بچہ بھی نہیں ہوں

گنجِ مخفی ہستم دکالائے دوکاں نیستم
ایک پوشیدہ خزانہ ہوں
دوکان کا بکاؤ مال نہیں ہوں

ہمچو بلبل روز و شب سرگرمِ افغاں نیستم
بُلبُل کی طرح رات دن
آہ وزاری میں مشغول نہیں ہوں

عاشقِ دیرینہ ام گریاں و نالاں نیستم
پُرانا (پُختہ کار) عاشق ہوں (بات بات پر)
گریۂ وزاری کرنے والا نہیں ہوں

خوگرِ سوزِ محبت ساختم خودرا بعشق
میں نے اپنے آپ کو سوزِ محبت کا
خوگر بنالیا ہے (عادت ڈال لی ہے)

شمع آسا سُوزم و چوں ابر گریاں نیستم
شمع کی طرح خاموش جلتا ہوں
ابر کی طرح بے تحاشہ نہیں رُوتا

غیرِ حق باطل بود دانستنش دانش بود
غیرِ حق باطل ہوتا ہے
اس کا جاننا ہی سراسر عقلمندی ہے

در فریبِ ہستیِ موہوم حیراں نیستم
زندگی کے فریبِ خیالی میں حیران نہیں ہوں
یعنی میں فانی ہوں اور خدا لافانی ہے

الاماں یارب چہ گونہ دعوئے ہستی کنم
اے اللہ تو ہی بچا میں کس طرح
اپنے ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہوں

نیستم من نیستم ہاں نیستم ہاں نیستم
میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں
ہاں میں نہیں ہوں ہاں میں نہیں ہوں

برفرازِ تختِ پیدائی شدم جلوہ فزا
تخلیقِ کائنات کے بلند و بالا
تخت پر جلوہ پذیر ہوں

فاش می گویم کہ اکنوں رازِ پنہاں نیستم
کھل کر (ڈنکہ کی چوٹ) کہتا ہوں کہ اب میں
کوئی راز نہیں ہوں فاش ہوچکا ہوں

حسرتا دریافتم درخود حیاتِ جاوداں
اے حسرتؔ میں نے اپنی ہی ذات میں
حیاتِ جاوداں پالی ہے

چوں سکندر در تلاشِ آبِ حیواں نیستم
یونانی فاتح سکندر کی طرح آبِ حیات کے چشمہ
کی تلاش میں سرگرداں نہیں

(۹)

شیشۂ زُہد بہ سنگِ درِ جاناں زدہ ام
میں نے خدا پرستی کے شیشہ کو محبوب کے دروازہ پر پھوڑ دیا ہے

آتشِ شوق بہ سیپارۂ ایماں زدہ ام
مصحفِ ایمان کو عشق کی آگ لگادی ہے

زاہدا طعنہ نہ بر ہیچ مسلماں زدہ ام
اے زاہد میں نے کسی بھی مسلمان پر طعنہ نہیں کسا ہے

قدَحِ بادۂ گلگوں زدہ ام ہاں زدہ ام
سُرخ شراب کا پیالہ دے مارا ہے ہاں دے مارا ہے
(تاکہ کچھ تو مزہ چکھے اور قائل ہو)

تا نہ چوں زاہدِ خود بیں مدَغل آرایم
کہیں ایسا نہ ہو کہ متکبّر و مغرور زاہد کی طرح دھوکہ دہی کا لباس زیبِ تن کروں

جامۂ زہد سَرِ آتشِ سوزاں زدہ ام
اس لباسِ زہد ہی کو میں نے دہکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں ڈال دیا ہے

بود درخواب ور بودم زرخش بوسۂ چند
میرا معشوق سو رہا تھا تو میں نے موقع شناسی سے اس کے چہرہ کے چند بوسے لے لئے

غارتے برسرِ غارت گرِ ایماں زدہ ام
اس طرح میں نے میرے ایمان کو غارت کرنے والے ہی پر ہلّہ بول دیا اور جواباً اس کی طہارت غارت کردی

آمد از ہر جہت آواز ہم آہنگیِ مَن
ہر سمت سے ہی میری آواز کی ہم آہنگی سنائی دیتی ہے

نالۂ درد چو درگنبدِ گرداں زدہ ام
جب گھومنے والے آسمان کی گنبد میں آہ کھینچتا ہوں

تاشود دور پریشانیِ خاطر حسرتؔ
تاکہ میرے دل کی پریشانی دل جمعی سے بدل جائے اے حسرتؔ

دست در چنبرِ آں کاکُلِ پیچاں زدہ ام
اُس کی (محبوب کی) گردن پر پڑی ہوئی بل کھائی ہوئی لٹ میں میں نے ہاتھ داخل کردیا ہے کہ اُسے سُلجھالوں

(۱۰)

چند سودا زدۂ کاکُلِ لیلےٰ باشم
کب تک اور کس قدر لیلیٰ (معشوق) کی سیاہ زلفوں کا اسیر رہوں گا

چند حیرانِ جمالِ رُخ زیبا باشم
اور کب تک محبوب کے حسین و جمیل چہرہ کے جلوؤں میں حیران رہوں گا

بُرقع از چہرہ برانداز و مرا جلوہ نما
اے محبوب بہت ہوچکا اب اپنے چہرہ سے پردہ اُتارکر مجھے جلوہ دکھا

تابہ کے منتظرِ وعدہ فردا باشم
کب تک کل کے وعدہ کا انتظار کرتا رہوں

تا بزیرِ قدم یار بیفتم یارب
تاکہ میں اپنے محبوب کے زیرِ قدم آجاؤں اے خدا

کاش من سایہ آں قامتِ رعنا باشم
کاش میں اس خوش قد کا سایہ بن جاتا

اے خیالِ رُخِ دل دار بیازودبیا
اے محبوب کے دلکش چہرہ کے تصوّر تو آ اور جلد آ

تابعزلت کدۂ گور نہ تنہا باشم
تاکہ میری قبر کی تنہائی میں اکیلا نہ رہوں

وقت آمد کہ زِرُخ پردہ براندازِ دیار
اپنی تشریف آوری پر جب محبوب اپنے چہرہ سے حجاب اُتار دے

مدد اے ہمتِ مردانہ کہ برجا باشم
اے ہمّت مردانہ ذرا میری مدد کرنا کہ اپنی جگہ ٹِکا رہوں

خود پرستی چہ کُنم دعویٔ ہستی چہ کنم
خود بینی اور تکبّر سے اپنے وجود کے مستقل ہونے کا کیا دعویٰ کروں

من کہ مانندِ حبابِ سَرِدریا باشم
جب کہ جانتا ہی ہوں کہ میرا وجود دریا کی سطح پر ایک بُلبلہ سے زیادہ نہیں (غیر مستقل ہے)

خواجہ از بندگیِ خویش مکن آزادم
اے میرے پیر خواجہ مجھے اپنی غلامی سے آزاد مت فرمایئے

باشم از حلقہ بگوشانِ درت تا باشم
جب تک زندہ رہوں آپ کے حلقہ بگوش (غلاموں میں سے) رہوں گا

للعجب طرفہ تماشاست کہ دارم حسرتؔ
اے حسرتؔ میرا معاملہ بھی ایک طرفہ تماشا ہے عجیب و غریب ہے

خود تماشایم و خود محوِ تماشا باشم
میں ہی یار اور میں ہی محوِ تماشائے یار ہوں

(۱۱)

چہ لطفِ ساقیٔ میخانہ دارم
ساقیٔ میخانہ کا مجھ پر کیا کرم ہے کہ

بہ بر مینا بہ کف پیمانہ دارم
بغل میں شراب کی صُراحی اور ہاتھ میں شراب کا پیالہ رکھتا ہوں

کنوں از دو جہاں پروا ندارم
اب میں دو جہاں کی پروا نہیں رکھتا (اُس سے بے نیاز ہوں)

کہ اندر خانہ صاحب خانہ دارم
کہ خانۂ دل میں اپنے معشوق کو پاتا ہوں

رَسم تا کاکلِ دلدار روزے
محبوب کی زلف تک کسی دن پہنچ ہی جاؤں

دلِ صد چاک ہمچوں شانہ دارم
(اس کے لئے) دل کو جابجا کنگھی کی طرح شق رکھتا ہوں

چرا بر خود نبالم ہمچو شمشاد
کیوں نہ پھلوں پھولوں (اُونچے) درخت شمشاد کی طرح

خیالِ قامتِ جانانہ دارم
جب کہ معشوق کی بلند قامتی میری نظروں میں ہو

بشمعِ روئے او سوزم شب و روز
اُس کے شمع کی طرح روشن رُخ سے رات دن جلتا ہوں

ولے ہم پہلوئے پروانہ دارم
شاید میرا سینہ و دل پروانہ کی طرح ہو

نہم برخاکِ ذلت گہ سَرِ خود
(عالم دیوانگی میں) کبھی عاجزی اور خاکساری سے سر جھکا دیتا ہوں

گہے در سر سرِ شاہانہ دارم
کبھی (اس کے برعکس) بادشاہوں کی طرح خود سر ہو جاتا ہوں

ہر آنکس را کہ بینم یار دانم
(میرے دل کا یہ حال ہے) کہ جس کسی کو دیکھتا ہے محبوب جانتا ہے

ولے یا للعجب دیوانہ دارم
کیا عجیب و غریب دیوانہ دل رکھتا ہوں

گزید از خیلِ خوباں شوخ و شنگے
معشوقوں کے جھرمٹ سے ایک شوخ و طرحدار کو چُن لیا ہے

تعالیٰ اللہ دلِ فرزانہ دارم
الحمد للہ کہ ہوشیار سمجھدار دل رکھتا ہوں

براہِ عشق پویم بے خود امّا
بیخودگیٔ عشق میں اِدھر اُدھر دوڑ رہاہوں لیکن

خیالِ کوچۂ جانانہ دارم
(ہمہ وقت) کوچۂ محبوب کا خیال دل میں ہے

بسوزم در فروغِ جلوۂ یار
جلوۂ محبوب کی شدت سے جل رہا ہوں (لیکن)

دلے باہمّتِ مردانہ دارم
(ٹکنے والا) مردانہ ہمّت والا دل رکھتا ہوں

بسوزد ہر خیالے را کہ آید
ہر خیال آتا ہے اور جل جاتا ہے

بدلِ شاید کہ آتشِ خانہ دارم
شاید دل میں آتشکدۂ (عشق) رکھتا ہوں

زبندِ دوجہاں آزاد گشتم
دو جہاں کی گرفت سے آزاد ہوچکا ہوں

اَلا از ماسوا پروا ندارم
مطلع ہوجاؤ! مجھے سوائے محبوب کے کسی کی بھی پرواہ نہیں

بحُسنِ خویش حسرتؔ مہر ورزم
حسرتؔ میں تو خود اپنا ہی دیوانہ ہوگیا ہوں

رہِ از عاشقاں بیگانہ دارم
میرا یہ راستہ عاشقوں کی روایتی حُسن پرستی سے بالکل الگ ہے

(۱۲)

ماَمحوِ جمالِ روئے یاریم
از ہستیِ خود خبر نداریم

ہم تو محبوب کے دیدارِ جمال میں محو ہیں (گُم ہیں)
ہم کو تو خود اپنا بھی ہوش نہیں (کسی اور کی کیا خبر)

اے خانہ خرابِ رسمِ اُلفت
برباد بکوئے آں نگاریم

اے عشق کی رسم و ریت کے برباد ہمدم
ہم بھی اُسی معشوق کے کوچہ کے بربادوں میں سے ہیں

اے عشق چہ رنج ہا کہ دادی
اے وائے چہ دردہا کہ داریم

اے عشق تو نے ہم کو کتنی مصیبتوں میں مبتلا کیا
ہائے ہم کِن کِن تکلیفوں میں مبتلا ہیں

اے جانِ جہاں بیا خدارا
تا بر قدمِ تو جاں سپاریم

اے جانِ جہاں خدا کے لئے آبھی جا کہ (ہم مر رہے ہیں)
تاکہ تیرے قدموں پر دم توڑدیں (جان دے دیں)

زخمے بر تن نمی نماید
آخر بچہ طور دل فگاریم

جسم پر کوئی زخم نہیں اُبھرتا (نشان نہیں آتا)
آخر یہ درد کس قسم کا درد ہے جس سے ہم دل فگار ہیں

ایں طرفہ حکایت است حسرتؔ
کز آہوئے چشمِ اُو شکاریم

اس پر طرفہ تماشہ و حکایت (قصہ) یہ ہے اے حسرتؔ
کہ ہم اس کی غزالہ چشمی (ہرن جیسی آنکھ) کے شکار ہیں

(۱۳)

آں چیست کہ چوں خار خلد درجگرِ من
وہ کیا چیز ہے جو میرے جگر میں
کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے

گر درد تو اے یار نبا شد بہ برِمن
اے محبوب ! اگر وہ تیرا درد نہیں تو
پھر کیا ہے میرے سینہ میں

بے چارگیِ کاہ سوے کاہ رُبا بُرد
گھاس کی کم مایگی اس کو کہربا کی مقناطسی
کشش کی جانب کھنچ جانے پر مجبور کردیتی ہے

بے بال وَ پَرِیْم شدہ چون بال وپرِ من
جب کہ بال و پَر رکھ کر بھی میں اُڑنے سے عاجز ہوجاؤں
(تو میں صرف محبوب کا ہی ہو رہوں گا)

من بعد ازاں نقطہ کہ رفتم پئے اسلام
میں اسلام کے پیچھے اس طرح ہولیا کہ
گویا وہ ایک نقطہ ہے

پرکار صفت بود درایں جاسفرِ من
اس مرحلہ پر میرا سفر پرکار کی
طرح اطراف گھومنا تھا

(۱۴)

ناز و ادا و غمزہ ہمہ مستمندِ تو
نازو ادا اور نخرہ سب ہی کو
تیری حاجت ہے اے معشوق

خوبی و دل رُبائی اسیر کمند تو
خوبصورتی اور دل چھین لینا سب
تیرے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں

خود راغبارِ کوئے پری روئے ساختی
اپنے آپ کو اس پری رُو (خوبصورت)
معشوق کے کوچہ کی گرد بنالیا

صد آفریں بہمّت و عزمِ بلند تو
(اے عاشق) تیری بلند ہمّتی تو
بے انتہا داد کی مستحق ہے

از خنجرِ جفا دلِ تو پارہ پارہ شد
محبوب کی جفا کے خنجر سے
تیرا دل پاش پاش ہوگیا

تا کے فدائے یار دل درد مند تو
آخر کب تک یار پر تیرا
درد مند دل فدا (قربان) ہوتا رہے گا

تنہا نہ دل زِ عاشقِ مسکین ربودۂ
بے چارہ عاشق کا دل ہی
تو نے نہیں چھینا اے محبوب

بس طائرانِ قدس اسیرِ کمند تو
بہت سے اونچی اُڑان والے فرشتے بھی
تیری کمند کے شکار ہیں

شوریدگانِ عشق بزیر لوائے من
حیران و پریشان عاشق
میرے جھنڈے تلے ہیں

گردن کشانِ حُسن اسیرِ کمند تو
تو کئی مغرور حسینائیں تیرے جال میں
پھنسی ہوئی ہیں (تیری شکار ہیں)

(۱۵)

رہا سازد زِفکرِ ماسوا تاثیر میخانہ
یہ میخانہ محبت ماسوا اللہ کی فکر سے آزاد کردیتا ہے

بہم پیوستہ باعرشِ بریں زنجیرِ میخانہ
اس میخانہ کی زنجیر تسلسل عرش کی زنجیر سے ملی ہوئی ہے پیوستہ ہے

نمازِ خود فراموشی ادا سازید اے رنداں
اے شرابیو! اُٹھو! نمازِ بے ہوشی پڑھنے کا وقت ہو چکا ہے

صدائے قلقلِ مینا شدہ تکبیرِ میخانہ
انڈیلی جانے والی شراب کی آوازِ قلقل اقامتِ نماز مدہوشی سنائی دے رہی ہے

بچشمِ زاہدانِ خشک سازد خیرگی پیدا
بے کیف و سرور عبادت گزار زاہدوں کی نظریں جھک جارہی ہیں

شدہ از شیشہ ہائے مئے عجب تنویرِ میخانہ
حیرت انگیز شراب کے شیشوں سے نکلنے والا نور ان کی نظروں کو بے نور کردے رہا ہے

نمی آیند ایں جا خودنمایاں و ریاکاراں
ریاکاروں اور خودبیں مغروروں کا اس میخانہ میں کوئی گزر نہیں

زہے قُدسی صفت جاری شدہ تقدیرِ میخانہ
یہ میخانہ ازل ہی سے قدسی (فرشتہ) صفت ہے

یکے پاکوب درمستی یکے درپائے خم غلطاں
بے ہوشی کے عالم میں کسی کا پاؤں پیالے میں اور کوئی شراب کے مٹکے سے لپٹا ہوا پڑا ہے

قلم برگیر اے مانی بکش تصویرِ میخانہ
قلم اُٹھا اے مصوّر اور میخانہ کی اس موقع کی تصویر کشی کرڈال

نہ رُو آرم سوئے مینا نہ باساغر مرا کارے
میرا رُخ نہ ہی شراب کی صُراحی کی جانب ہے نہ ہی پیالہ سے مجھے سروکار ہے

مرا کافی نگاہِ مَستِ تو اے پیرِ میخانہ
مجھے تو مُرشدِ میخانہ تیری ایک نگاہ مست ہی بیخود بنانے کے لئے کافی ہے

حسرت سرِ خودت زطریقِ وفا مپیچ
اے حسرت اپنے سر کو وفا کے راستہ سے مت پلٹنا

از ہم جُدا کنند اگر بند بندِ تو
اگرچہ کہ تیرے جسم کا ایک ایک جوڑ بھی وہ الگ الگ کردیں (یعنی کسی بھی صورت میں)

شود تقسیم دُردِ تہ نشیں اندر بلانوشاں سلامت باکرامت یا الٰہی پیرِ میخانہ

شراب کے بلانوش پیوٹوں میں شراب کی مرتکز تلچھٹ تقسیم ہوتی ہے
اے اللہ ہمارے مُرشدِ میخانہ کو سلامت باکرامت رکھ (کہ وہ ہمارا کتنا خیال رکھتے ہیں)

نگہدارد خدا میخوار وہم میخانہ را حسرت

میخانہ اور میخوار دونوں ہی کا
خدا خود نگہبان ہے اے حسرت

دُعائے مخلصاں شد پایۂ تعمیرِ میخانہ

میخانہ کی تعمیر ہی مخلصوں کی
دُعاء کے سنگِ بنیاد سے ہوئی ہے

(۱۶)

اے جانِ جہاں تا کے ایں عزلت و تنہائی وقت است کہ برآئی ویں انجمن آرائی

اے محبوبِ ہر دلعزیز کب تک
یہ گوشہ نشینی تنہائی و پردہ داری
اب وقت آگیا ہے تو برآمد ہو
اور اِس محفل کو زینت بخشے

اے پَرتو حُسن تو ھنگامہ کُند برپا در پردہ نمی گنجد ایں جلوۂ رعنائی

اے وہ جس کے حُسن کا ایک
ادھورا جلوہ ہنگامہ برپا کردیتا ہے
یہ ناز و انداز پردہ میں سما نہیں سکتا
(اُس کو تو ایک محفل درکار ہے)

در بزمِ تو اے جاناں جمع اند نظر بازاں بنمائے رُخت، داری گر دعوی رعنائی

اے محبوب تیری محفل میں تو
نظر بازوں کا میلہ لگ چکا ہے
اب اپنا رُخِ زیبا دکھا دے اگر خوبصورتی اور
خوشنمائی کے دعوے میں پورا ہی اُترنا ہے

از زاہدِ پُرتمکین وز عابدِ خوش آئیں اے پنجۂ مژگانت بُربود شکیبائی

زاہدِ وضعدار اور عابدِ
پابندِ صوم و صلوٰۃ سے
تیری خوصورت پلکیں (آنکھیں)
صبر و قرار چھین لیتی ہیں

از حُسن نمک ریزت شوریست بہر مجلس وز چشمِ سیاہ تو عالم ہمہ سودائی

اے محبوب تیرے حسنِ نمک ریز (ملاحت) سے
ہر محفل میں ایک ہنگامہ ہے
اور تیری سیاہ آنکھوں سے تو
ایک عالم دیوانگی میں مبتلا ہے

اے جانِ منِ خستہ در شوقِ تو آشفتہ از خویش بروں آیم وز پردہ بروں آئی

اے میری جان میری جانِ زار
تیرے عشق میں سرگشتہ ہے
میں اپنے جسم سے باہر آجاؤں گا (مرجاؤں گا)
اگر تو بے نقاب ہوجائے

آئینۂ تا بانم از بر بُر بایم دِل — زنہار کہ پیشِ من بانازِ چنیں آئی

سراپا ایک چمکتا ہوا آئینہ ہوں دل چھین لوں گا — خبردار! اگر میرے سامنے اِس ناز و انداز سے اگر تو آجائے (تو اپنے عکس کو دیکھ کر دل ہار دے گا)

اے ناصحِ نیکو فربگزار مرا یکسر — بادل شدہ افتادن دُور است زِدانائی

اے خوش خصال نصیحت کرنے والے (زاہد) مجھے بالکلیہ چھوڑدے — دل رکھ کر بے دل ہوجانا دانائی سے بہت دور ہے

نکشاد درِ معنے برروے من اے زاھد — تا بردرِ خمّارے کردم نہ جبیں سائی

اے زاہد مجھ پر باطن کا دروازہ اُس وقت تک نہیں کھلا — جب تک کہ میں نے ایک بلانوشِ شراب کے در پر جبیں سائی نہیں کی (پیشانی نہیں گھسی)

بافضل و کمالِ توزیباست نہ اے حسرتؔ
اے حسرتؔ تیرے فضل و کمال کے ساتھ تجھے زیب نہیں دیتی

رندی و ہوس ناکی بدمستی و شیدائی
تیری یہ شراب نوشی، نظر بازی، بدمستی اور عاشقی

(۱۷)

بُرقع بر روئے تو اے خسروِ خوباں تا کے
در پسِ ابر بود مہر درخشاں تا کے

اے خوبصورتوں میں ممتاز محبوب
تیرے چہرہ پر یہ پردہ کب تک رہے گا
آفتابِ عالم تاب (روشن آفتاب)
ابر کے پیچھے کب تک چھپا رہے گا

چشم بالاکن وبالِ دپرِ خود برہم زن
طائرِ قدس گرفتار بہ زنداں تا کے

اپنی نظر اُٹھا اور پَر تول
(اور آسمان کی طرف پرواز کرجا)
اے روح پاک (اے طائر خلد آشیانی) اپنے اس جسم کے پنجرہ
(قفسِ عنصری) کو چھوڑ کب تک تو اس میں مقید رہے گی

نورِ خورشیدِ حقیقت ہمہ آفاق گرفت
چشم بکشا و دریں خوابِ پریشاں تا کے

حقیقت کے آفتاب کے نور نے تو
ساری دنیا ہی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا
آنکھ کھول اور اس
پریشان خوابی سے بیدار ہوجا

مَرد باید کہ بود خوگرِ تسلیم و رضا
روز و شب ہمچو دِرا، نالہ وافغاں تا کے

مرد کو چاہیے کہ تسلیم و رضا
اختیار کرنے (کی عادت ڈالے)
رات دن گھنٹہ اور جرس
کی طرح چیخ و پکار کب تک

تیغ در دست کشیدہ پسِ پشتِ تو اجل
ہوشیار اے دلِ غفلت زدہ شاداں تا کے

موت نے تیرے پیچھے
تلوار سونت لی ہے (کھینچ لی ہے)
اے غافل دل ہوشیار ہوجا
کب تک تو مسرور رہنے والا ہے

بُتِ خود بینیٔ خود بشکن وباوے پیوند
اپنی خود بینی (خود پرستی) کے بُت کو توڑ ڈال
اور اپنے آپ کو اُس سے جوڑ لے (خدا کا ہوجا)

حسرتؔا در طلبِ دوست تو حیراں تا کے
اے حسرتؔ تو دوست (محبوب) کی طلب میں
کب تک حیران پریشان رہے گا

۵۔ قصیدہ

مدحِ سلطان

شاہ عثمان علی خاں کی تعریف و توصیف

نوائے خوشدلی در کوچہ و بازار می آید
گلی کوچوں اور بازاروں سے شادمانی اور فرحت کی آوازیں آرہی ہیں (سنائی دے رہی ہیں)

کہ باصد کامرانی شاہِ خوش کردار می آید
کہ بادشاہ خوش خصال نہایت کامیاب و بامُراد سفر سے واپس آرہے ہیں

گُلستانِ دکن از دُوری شہ بودا فسردہ
دکن کا چمن بادشاہ کی عارضی دوری سے افسردہ ہوگیا تھا

نسیمِ روح پرور ابرِ دریا بار می آید
اور اب رُوح افزا ہوا اور خوب برسنے والے بادل گھِر کر آرہے ہیں

عدالت گستر و لطف و کرم علم و ہُنر پرور
عادل (منصف خراج) بااخلاق اور علم و ہنر کو ترقی دینے والا

غریباں را پناہ و بے کساں را یار می آید
غریبوں کی پناہ بے کسوں کا پُرسانِ حال آرہا ہے

عمر شوکت علی نُہمت شہنشاہِ قوی ہمّت
حضرت عمرؓ کی سی شان و شوکت والا حضرت علیؓ کی طرح ہمّت والا مہم پسند بادشاہ

رعایا پرور و سلطانِ نیکوکار می آید
رعایا پرور (پرورش کرنے والا) نیک اور صالح بادشاہ آرہا ہے

نظام الملک و الملۃ فلک رفعت جواں دولت
ملک اور مِلّت کا بادشاہ آسمان کی طرح سربلند اور دولتمند

امیر المومنین وقدوۃ الاحرار می آید
مومنین (مسلمانوں) کا حکمران اور آزادوں (شریفوں) کا پیشوا (رہنما) آرہا ہے

اِلٰہی زندہ باد عثمان علی خاں آصفِ سابع
اے اللہ عثمان علی خاں آصف سابع (ساتویں بادشاہ دولت آصفیہ) کو سلامت باکرامت رکھ

صدا از نیک و بد وز کافر و دیندار می آید
یہ آواز دُعا کی نیک و بد کافر و دیندار ہر ایک منہ سے نکل رہی ہے

رعایا شاد و ملک آباد و سلطانِ دکن شاداں
رعایا خوش رہے ملک آباد رہے اور سلطان دکن مسرور رہیں

دُعائے کامرانی از دَر و دیوار می آید
کامیابی کی یہ دُعا ہر در و دیوار (چوطرف) سے آرہی ہے

مبارک باد اے حسرت کہ بافتح وظفر مندی
اے حسرت تجھے بھی مبارک ہو کہ فتحیاب (کامیاب) ہوکر

سوئے ملکِ دکن شاہِ علم بردار می آید
ملک دکن کی جانب بادشاہ علمبردار آرہا ہے (جھنڈا لیا ہوا کامیابی اور بامُرادی کا)

الشعر العربی

''زفرات الاشواق''



حضرت العلامہ بحرالعلوم محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؒ

(۱۲۸۸ھ ـ ۱۳۸۱ھ)

سابق پروفیسر حدیث وصدرِ شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

المُناجَاۃ

التماس بہ تعریف و توصیفِ باری تعالیٰ

اَنْتَ رَبٌّ وَاَنْتَ بَرٌّ کَرِیْمُ
تو ہی پرورش فرمانے والا خوش معاملہ اور بڑا مہربان ہے
قَادِرٌ قَاهِرٌ جَلِیْلٌ عَظِیْمُ
صاحبِ قدرت صاحبِ رعب و جلال اور عظیم المرتبت ہے

بَاطِلٌ کُلٌّ مَاسِوَاهُ وَفَانٍ
اس کے سوا ہر چیز باطل اور فانی ہے
وَجْهُ ذِی الْعِزِّ وَالْجَلَالِ یَدُوْمُ
اس کی ذاتِ عزت و جلال ہی قائم رہنے والی ہے

جَلَّ سُلْطَانُهُ فَلَیْسَ شَرِیْکٌ
اُس کی طاقت والا شان بلا شرکتِ غیرے حاکم ہے
وَهُوَ حَقٌّ وَغَیْرُهُ مَعْدُوْمُ
اور وہی برحق ہے اور اس کا غیر معدوم ہے (موجود ہی نہیں)

کُلُّ مَنْ فِی الْوَرٰی اِلَیْکَ فَقِیْرٌ
مخلوق کا ہر فرد ہی تیری جانب محتاج ہے
فِیْ جَمِیْعِ الْاُمُوْرِ یَا قَیُّوْمُ
اپنے تمام درپیش امور میں اے قائم بالذات اور قیام دینے والے

عُقِلَ الْعَقْلُ فِی اکْتِنَاهِکَ یَا مَنْ
عقل پابستہ ہے تیری کنہِ حقیقت جاننے میں اے سرِّ مکتوم
رَاحَ اَرْوَاحُنَا لَدَیْکَ تَهِیْمُ
ہماری روحیں تجھے پا لینے کی سعیِ لاحاصل میں سرگرداں ہیں

خَاضِعٌ لِلْجَلَالِ عَقْلٌ قَوِیْمٌ
عقلِ پختہ کار تیرے جلال کے آگے سرنگوں ہے
تَائِهٌ فِی الْجَمَالِ قَلْبٌ سَلِیْمُ
(اور) قلب سلیم تیرے جمال کے جلووں میں حیراں ہے

اَنْتَ شُغْلِیْ وَاَنْتَ ذِکْرِیْ وَفِکْرِیْ
تو ہی میرا مشغلۂ مدام اور تو ہی میرا ذکر اور میری فکر ہے

وَاخْتِیَارِیْ وَخِیْرَتِیْ یَا کَرِیْمُ
اے میرے اختیار اور میری بے اختیاری میں میرے لئے خیر طلب کرنے والے کریم

المُناجاۃ

التماس بہ تعریف و توصیفِ باری تعالیٰ

یَا رَبِّ یَا ذَا الْجَلَالِ اِلَیْکَ وَجْهُ سُؤَالِیْ

اے میرے رب ! اے صاحبِ عظمت و جلال تیری ہی جانب میری جہت استدعا و گزارش ہے

اَنَا الْفَقِیْرُ وَاَنْتَ الْکَرِیْمُ فَاقْضِ سُؤَالِی

میں ہی تو محتاج اور تو ہی تو سخی کریم ہے پس میرے سوال کو پورا فرمادے (میری مانگ مجھے عنایت فرمادے)

اِغْفِرْ ذُنُوْبِیَ طُرًّا اَصْلِحْ جَمِیْعَ خِصَالِیْ

میرے تمام گناہوں کو بخش دے (چھوٹے اور بڑے) اور میری تمام (بُری) عادتوں کی اصلاح فرمادے

اِرْحَمْ لِفَقْرِیْ اِلٰھِیْ مَنْ لِیْ سِوَاکَ وَمَالِیْ

میری احتیاج کے مطابق مجھ پر رحم فرما اے میرے اللہ میرا کون ہے تیرے سوا اور میرا کیا ہے تیرے بغیر

ذُلِّیْ اِلَیْکَ شَفِیْعِیْ یَا رَبِّ فَالْطُفْ بِحَالِیْ

میرا حالِ زار ہی تیری بارگاہ میں میرا سفارش کناں ہے اے میرے رب پس تو میرے حال پر نظرِ کرم فرما

عَبْدُ الْقَدِیْرِ بِبَابِکَ

عبدالقدیر تیرے دروازہ پر (صدا لگا رہا) ہے

فَارْحَمْهُ یَاذَا الْجَلَالِ

پس رحم فرمادے اس پر اے صاحبِ مجد و عُلا

اَلدُّعَاءُ

التماس (گزارش)

یَا اِلٰــهَ الْعَالَمِیْنَ یَا قَدِیْر
طَالِبُ الْفَضْلِ اَنَا الْعَبْدُ الْفَقِیْر
اے مخلوق کے معبودِ برحق اے صاحبِ قدرتِ کاملہ
میں اک بندۂ مسکین ہوں تیرے فضل کا طالب ہوں

یَا مَعَاذِیْ یَا مَلَاذِیْ لَیْسَ لِیْ
اَحَدٌ یُجْبِرُ ذَا الْعَظْمِ الْکَسِیْر
اے میری پناہ اے میرے محافظ (حقیقی) نہیں ہے میرا
کوئی جو (ان) ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑ دے

بَحْرُ فَضْلِ اللّٰهِ جَمٌّ طَافِحٌ
وَغَشَی الْعِصْیَانَ اِنْ کَانَ الْکَثِیْر
اللہ کے فضل کا سمندر ایک جوش مارتا ہوا دریا ہے
اور اپنے اندر سمولیگا ہر چند کہ گناہ کثیر ہی کیوں نہوں

اِهْدِنِیْ یَا سَیِّدِیْ یَا مَالِکِیْ
اَنَا فِیْ ذَا الْوَادِ کَالشَّخْصِ الضَّرِیْر
مجھے ہدایت فرما (راستہ دکھا) اے میرے آقا اے میرے مالک
میں وادیِ (حیات) میں نابینا کی طرح (بھٹک رہا) ہوں

خَابَ آمَالِیْ وَضَاقَتْ حِیْلَتِیْ
لَا مُعِیْنٌ لَا نَصِیْرٌ لَا ظَهِیْر
میری آرزوئیں ناکام ہوگئیں اور میری کوششیں گھٹ گئیں
نہ میرا کوئی معاون ہے نہ مددگار نہ پشت پناہ

رَبِّ لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ فَاقَتِیْ
یَا کَرِیْمُ یَا سَمِیْعُ یَا بَصِیْر
اے میرے رب میری احتیاج تجھ سے پوشیدہ نہیں
اے کریم! اے سننے والے! اے نگہدار

کَمْ اُقَاسِیْ هٰکَذَا جُهْدَ الْبَلَا
ضَاقَ صَدْرِیْ عَالَ صَبْرِیْ یَا خَبِیْر
تا کجا اس آزمائش کی مشقت کو برداشت کروں
میرا سینہ گھٹ رہا ہے پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے اے باخبر

نَامَ فِکْرِیْ وَتَفَانَتْ قُوَّتِیْ
میری قوتِ فکر زائل ہو چکی اور طاقت نے جواب دے دیا

فَاَغِثْنِیْ وَاَعِنِّیْ یَا بَصِیْر
پس میری فریاد رسی فرما مدد فرما اے حاضر و ناظر

فی السّلام علی حبیب اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

قصیدہ برائے اہداء سلام بہ بارگاہِ حبیبِ خدا درود بھیجے اور سلام بھیجے اللہ آپ پر

یَا رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدْ — اَلْمُصْطَفٰی الْمُجْتَبٰی مُحَمَّدْ
اے میرے رب سلام بھیج حضرت محمدؐ پر — جو (مخلوق کے) پاکیزہ ترین اور چنندہ ہیں

هَادِی الْعِبَادِ اِلَی الرَّشَادِ — شَفِیْعُ یَوْمِ الْجَزَا مُحَمَّدْ
(جو) بندوں کے ہدایت فرمانے والے بھلائی کی جانب — اور یومِ جزا کے (خصوصی) شفاعت فرمانے والے ہیں

فِی الْقَلْبِ جَمْرَة وَالْعَیْنُ عَبْرَة — مَتٰی وُصُوْلِی اِلٰی مُحَمَّدْ
دل میں عشق کی چنگاری ہے اور آنکھ میں آنسو ہیں — (پتہ نہیں) میری سرکار محمد تک پہنچ کب تک ہوگی

جِسْمِی سَقِیْمٌ حَالِی ذَمِیْمٌ — یَحِنُّ رُوْحِیْ اِلٰی مُحَمَّدْ
میرا جسم بیمار اور میرا حال زار ہے — اور میری روح حضور کی بارگاہ میں گریہ کناں ہے

اَلْقَلْبُ شَاكٍ وَالطَّرْفُ بَاكٍ — لِسَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدْ
دل بیمار ہے اور آنکھ رورہی ہے — انبیاء کے سردار محمد رسول اللہ کے لئے

قَلْبِی کَئِیْبٌ شُغْلِی نَحِیْبٌ — مَالِیْ حَبِیْبٌ سِوَا مُحَمَّدْ
میرا دل ملول ہے اور میرا مشغلہ آہ و بکا ہے — اور سوائے محمدؐ کے میرا کوئی نہیں ہے

جَفَا الْقَرِیْبُ هَفَا الطَّبِیْبُ — وَمَا شِفَائِی سِوَا مُحَمَّدْ
رشتہ دار انجان ہیں اور طبیب عاجز آ گیا ہے — اور میری دوا و شفا صرف محمدؐ ہی ہیں

یَاذَا الْجَلَالِ اَصْلِحْ فِعَالِیْ
اے خدائے ذوالجلال میرے تمام حالات کو دُرست فرمادے
بِحَقِّ خَیْرِ الْوَرٰی مُحَمَّدْ
(تیری) مخلوق کے برگزیدہ بندے محمدؐ کے طفیل

اِغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَاسْتُرْ عُیُوْبِیْ
میرے تمام گناہ بخش دے اور تمام عیبوں کی ستر پوشی فرما
بِجَاہِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدْ
سیدنا محمدؐ کی وجاہت کے طفیل

اَحِنُّ شَوْقًا اِلٰی مُحَمَّدْ
میں عشق کے مارے روتا ہوں بارگاہ (رسول) محمد میں
حَبِیْبِ رَبِّ الْوَرٰی مُحَمَّدْ
جومخلوق کے پروردگار کے حبیب (محبوب) ہیں

اَنْتَ الْکَرِیْمُ اَنْتَ الرَّحِیْمُ
آپ ہی بڑے صاحب سخاوت اور آپ ہی نہایت مہربان ہیں
فَجُدْ بِنُعْمَاکَ یَا مُحَمَّدْ
پس اپنے انعام واکرام کا دستِ عطا بڑھائیے اے محمدؐ

جِسْمِیْ ضَئِیْلٌ قَلْبِیْ عَلِیْلٌ
میرا جسم ناتوان ہے اور میرا دل بیمار ہے
فَلَا شِفَائِیْ سِوَا مُحَمَّدْ
پس میری دوا و شفا سوائے محمدؐ کے کچھ نہیں

جَرَتْ دُمُوْعِیْ مِنَ الْعُیُوْنِ
میری آنکھوں سے آنسو رواں ہیں
بِشَوْقِ خَیْرِ الْوَرٰی مُحَمَّدْ
مخلوق کے برگزیدہ محمدؐ کے عشق میں

ایضاً

سلامِ دیگر بہ بارگاہِ خیر الانام

يَا جَمِيْلَ الشِّيَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ	يَا وَسِيْعَ الْكَرَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ
اے خوش خصال آپ پر سلام ہو	اے عام داد و دہش والے آپ پر سلام ہو
سَيِّدُ الْاَنْبِيَآءِ وَالرُّسُلِ	يَا اِمَامَ الْاُمَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ
اے نبیوں اور رسولوں کے سردار	اے اُمتوں کے سربراہ آپ پر سلام ہو
ظُلُمَاتُ الضَّلَالِ قَدْ كُشِفَتْ	يَا سِرَاجَ الظُّلَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ
گمراہیوں کے اندھیرے چھٹ چکے	اے ظلمتوں (اندھیروں) کے چراغ آپ پر سلام ہو
تَرْجَمَانَ الْاِلٰهِ عَرِّفْنَا	بِلِسَانِ الْقِدَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ
اے خدا کے ترجمان ہم کو (بھی) متعارف فرمایئے	قدیم ترین (عربی) زبان سے آپ پر سلام ہو
سَيِّدِیْ الْهَجْرُ مِنْکَ يُوْلِمُنِیْ	يَا مُزِيْلَ الْاَلَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ
اے میرے آقا آپ سے دوری مجھے آزار پہنچاتی ہے	اے تکلیف کے رفع فرما دینے والے آپ پر سلام ہو
يَا غِيَاثَ الْعِبَادِ خُذْبِيَدِیْ	يَا عَظِيْمَ الْهِمَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ
اے مدد طلب کرنے پر بندوں کے مددگار میرا ہاتھ تھام لیجئے	اے مُہمات کے سر کرنے والے آپ پر سلام ہو
اِشْفِنِیْ مِنْ سَقَامِ عِصْيَانِیْ	يَا شِفَاءَ السَّقَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ
مجھے شفا عنایت فرمایئے میرے گناہوں کی آلودگیوں سے	اے ہر بیماری کی کلّی شفا آپ پر سلام ہو
جِئْتُ اَرْجُوْ شَفَاعَةً مِنْکَ	يَا شَفِيْعَ الْاُمَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ
میں حاضر ہوا ہوں آپ کی شفاعت کا طلبگار بن کر	اے تمام اُمتوں کے شفاعت فرمانے والے آپ پر سلام ہو
صَادِقَ الْقَوْلِ وَاسِعَ الطَّوْلِ	يَا عَمِيْمَ النِّعَمْ سَلَامٌ عَلَيْکَ
(اے) صادق القول اور واسع العطا	اے کثیر النعمت آپ پر سلام ہو

دَافِعِ الرَّیْبِ مُظْھِرُ الْغَیْبِ
لِلْعُلُوْمِ عَلَمْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

شک کے رفع فرمانے والے اور غیب کے ظاہر فرمانے والے
علوم میں سربلند آپ پر سلام ہو

مُبْطِلُ الضَّیْرِ مُوْصِلُ الْخَیْرِ
اَنْتَ کَھْفُ الْاُمَمْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

تکلیف کے دور کرنے والے، راحت کے عنایت فرمانے والے
آپ ہی تو اُمتوں کی پناہ ہیں آپ پر سلام ہو

اَشْجَعُ النَّاسِ اَثْبَتُ الْجَاشِ
اَنْتَ فِی الْمُصْطَدَمْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

مخلوق کے بہادر ترین اور لشکر کے ثابت قدم
میدانِ جنگ میں آپ ہی ہیں آپ پر سلام ہو

سَاوَرَتْنِیْ نَوَآئِبُ الدَّھْرِ
اَنَا رِھْنُ الْاَلَمْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

زمانہ کی گردشوں نے مجھ پر ہلّہ بول دیا ہے
اب میں رہینِ رنج و الم ہوں آپ پر سلام ہو

یَا مَلَاذِیْ اِلٰی مَتٰی اَجْھَدُ
مِنْ شَدِیْدِ السَّقَمْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

اے میرے محافظ میں کب تک مقابلہ کرتا رہوں
اس شدتِ آزار کا آپ پر سلام ہو

کَمْ اُقَاسِیْ مِنَ الْھَوٰی کَبَدًا
اَیْنَ لُطْفٌ عَمَمْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

کب تک مرضِ عشق کا آزار کھینچوں
(حضور کا) کرمِ عمومی کہاں ہے آپ پر سلام ہو

جِئْتُ مُسْتَجْدِیًا اِلٰی بَابِکَ
یَا عَظِیْمَ الْکَرَمْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

آپ کی عطا کا طلبگار ہوکر آپ کے دروازہ پر آیا ہوں
اے عظیم العطا آپ پر سلام ہو

بِفُؤَادِیْ حَبِیْبِیْ یَاسَیِّدِیْ
مِنْ ھَوَاکَ ضَرَمْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

میرے دل میں دہک رہی ہے اے میرے حبیب میرے آقا
آپ کے عشق کی آگ آپ پر سلام ہو

صَلَوَاتُ الْاِلٰهِ دَآئِمَةٌ
مَاتَوَالَتْ دِیَمْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

اللہ کی رحمتیں آپ پر (نازل) ہوتی رہیں
جب تک تواترِ بارشِ رحمت قائم رہے آپ پر سلام ہو

اَیضًا

سلامِ دیگر بہ بارگاہِ سرورِ عالمؐ

سَیِّدِی الْمُصْطَفٰی سَلَامٌ عَلَیْک
میرے آقا مصطفٰی لقب ۔ آپ پر سلام ہو
اَحْمَدُ الْمُجْتَبٰی سَلَامٌ عَلَیْک
احمد مجتبٰی (چنندہ) ۔ آپ پر سلام ہو

کَعْبَۃُ الْاَصْفِیَا سَلَامٌ عَلَیْک
قبلۂ اصفیاء (پاک باطن) ۔ آپ پر سلام ہو
قِبْلَۃُ الْاَوْلِیَاء سَلَامٌ عَلَیْک
مرجعِ اولیاء ۔ آپ پر سلام ہو

اَکْرَمُ الْاَتْقِیَا سَلَامٌ عَلَیْک
اے متقیوں کے اتقٰی ۔ آپ پر سلام ہو
خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ سَلَامٌ عَلَیْک
اے نبیوں کے آخر ۔ آپ پر سلام ہو

اَکْرَمُ الْخَلْقِ عِنْدَ خَالِقِهِمْ
اے عنداللہ مخلوق کے مکّرم
اَنْتَ یَوْمَ الْجَزَا سَلَامٌ عَلَیْک
یومِ قیامت (حاملِ شفاعت کبریٰ) ۔ آپ پر سلام ہو

یَا حَمِیْدَ الْخِصَالِ وَالشِّیَمِ
اے پیاری خصلتوں اور عادتوں والے
لَکَ حُسْنُ الثَّنَا سَلَامٌ عَلَیْک
تعریف و توصیف تو بس آپ کے لئے ہے ۔ آپ پر سلام ہو

اَعْدَلُ الْخَلْقِ اَجْمَلُ الْخُلُقِ
نہایت متوازن الجسم و پیکرِ اخلاق
اَنْتَ سَیِّدُنَا سَلَامٌ عَلَیْک
آپ ہی تو ہمارے آقا ہیں ۔ آپ پر سلام ہو

بَاهِرُ الْمُعْجِزَاتِ وَالْاٰیَاتْ — اَفْضَلُ الْاَنْبِیَاءِ سَلَامٌ عَلَیْک

حیرت انگیز معجزات اور نشانیوں کے حامل — نبیوں میں سب سے افضل ۔ آپ پر سلام ہو

یَا اَمَانَ الْاَنَامِ خُذْ بِیَدِیْ — مِنْ هُجُوْمِ الْبَلَا سَلَامٌ عَلَیْک

اے مخلوق کے محافظ و نگہبان میرا ہاتھ تھام لیجئے — آزمائشوں کے ہجوم کو رد فرماتے ہوئے ۔ آپ پر سلام ہو

یَا حَبِیْبَ الْاِلٰهِ اَدْرِکْنِیْ — مِنْ عَظِیْمِ الشَّقَا سَلَامٌ عَلَیْک

اے اللہ کے حبیب و (محبوب) میری خبر لیجئے — بدترین بدبختی سے مجھے بچائیے ۔ آپ پر سلام ہو

یَا حَبِیْبِیْ وَسَیِّدِیْ مَا لِیْ — غَیْرُکَ فِی الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَیْک

اے میرے حبیب اور اے میرے آقا میرا کوئی نہیں — آپ کے سوا ساری مخلوق میں ۔ آپ پر سلام ہو

جِئْتُ اَرْجُوْ شَفَاعَةً مِنْکَ

میں آیا ہوں آپ کی شفاعت کی اُمید لے کر

یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَیْک

اے مخلوق کے شافع ۔ آپ پر سلام ہو

ایضًا

سلام دیگر بہ بارگاہِ سرورِ کونینؐ

سَیِّدِی الْمُصْطَفٰی عَلَیْکَ السَّلَامُ اَحْمَدُ الْمُجْتَبٰی عَلَیْکَ السَّلَامُ

اے میرے آقا مصطفیٰ (پاکیزہ) لقب ۔ آپ پر سلام ہو احمد مجتبیٰ (چنندہ) لقب ۔ آپ پر سلام ہو

صَالِحٌ مُصْلِحٌ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ وَشَفِیْعُ الْوَرٰی عَلَیْکَ السَّلَامُ

سرتاپا نیک اور نیک بنانے والے بڑے مہربان رحمت والے اور مخلوق کی شفاعت فرمانے والے ۔ آپ پر سلام ہو

شَاهِدٌ کَامِلٌ بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْکَ السَّلَامُ

اُمت پر گواہ انسانِ کامل بشارت دینے والے ڈرانے والے اے انبیاء کی تکمیل ۔ آپ پر سلام ہو

جَیِّدٌ سَیِّدٌ اِمَامٌ هُمَامٌ وَمَنَارُ الْهُدٰی عَلَیْکَ السَّلَامُ

اعلیٰ و ارفع سردارِ قوم و پیشوائے عظیم ہدایت کے نور کا مینار ۔ آپ پر سلام ہو

صَاحِبُ الْمَجْدِ وَالْکَمَالِ جَلِیْلٌ طَاهِرٌ مُنْتَقٰی عَلَیْکَ السَّلَامُ

صاحبِ مجد و عُلا صاحب ِکمال و جلال پاک طینت و پاک باطن ۔ آپ پر سلام ہو

صَاحِبُ الدَّرْجَةِ الرَّفِیْعَةِ بَرٌّ غَایَةٌ لِلْعُلٰی عَلَیْکَ السَّلَامُ

اونچے درجہ پر فائز خوش خلق (خوش معاملہ) بلند درجوں کی انتہاء ۔ آپ پر سلام ہو

بَاهِرُ الْحُسْنِ وَالْجَمَالِ جَمِیْلٌ سَیِّدُ الْاَصْفِیَا عَلَیْکَ السَّلَامُ

پیکرِ حُسن و جمال اور نہایت خوبصورت پاک باطنوں کے سردار ۔ آپ پر سلام ہو

یَا اَمَانَ الْاَنَامِ خُذْ بِیَدَیَّ اَنْتَ کَهْفُ الْوَرٰی عَلَیْکَ السَّلَامُ

اے مخلوق کے حافظ و نگہبان میرے دونوں ہاتھ تھام لیجئے آپ ہی تو مخلوق کا مرجع پناہ ہیں ۔ آپ پر سلام ہو

سَیِّدِیْ یَاحَبِیْبِیْ اَدْرِکْنِیْ اِنَّنِیْ مُبْتَلٰی عَلَیْکَ السَّلَامُ

اے میرے آقا اے میرے حبیب میری خبر لیجئے بے شک میں آزمائشوں میں گھرا ہوا ہوں ۔ آپ پر سلام ہو

اَنْتَ نُوْرٌ وَ نَیِّرٌ وَ مُنِیْرٌ

آپ نورِ مجسم ، آفتابِ عالم تاب اور روشنیٔ محض ہیں

اَنْتَ شَمْسُ الضُّحٰی عَلَیْکَ السَّلَامُ

آپ چڑھتے ہوئے دن کے آفتاب ہیں آپ پر سلام ہو

ایضاً

سلام بہ بارگاہ سرورِ کائناتؐ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْکَ السَّلَامُ	**یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ سَلَام بِالسَّلَام**
اے اللہ کے رسول ۔ آپ پر سلام ہو	اے اللہ کے حبیب آپ پر متواتر سلام ہو
یَا نَبِیَّ اللّٰہِ لِاَنْبِیَاءَ خِتَام	**یَا خَلِیْلَ اللّٰہِ سَیِّدٌ ھُمَام**
اے اللہ کے نبی سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی	اے جہتِ ابراہیمؑ میں خلیل (دوست) پیشوائے عالی مرتبت
یَاصَفِیَّ اللّٰہِ کَرِیْمَ الْکِرَام	**یَا نَجِیَ اللّٰہِ عَظِیْمَ الْعِظَام**
اے جہتِ آدم میں صفی (منتخب) اے بزرگ ترین	اے جہتِ نوح میں نجی (نجات یافتہ) اے عظیم ترین
یَا شِفَاءَ اللّٰہِ دَافِعَ السِّقَام	**یَاسِرَاجَ اللّٰہِ مَاحِی الظَّلَام**
اے اللہ کی شفا کے پیکر بیماریوں کے دفع فرمانے والے	اے اللہ کے روشن کردہ چراغ ظلمتوں کے مٹا دینے والے

یَا صِرَاطَ اللّٰہِ ھَادِی الاَنَام

اے جادۂ منزلِ خدا اے مخلوق کے راہبر

یَاوَلِیَّ اللّٰہِ عَالِی الْمَقَام

اے اللہ کے دوست اے عالی مقام (آپ پر سلام ہو)

اَیضًا

توصیفِ وسلام بہ بارگاہ خیر الانام

یَا اَمَانَ الْاَنَام — اَنْتَ قَاضِی الْمُھَام
اے مخلوق کی امان (جائے پناہ و نگہبان) — آپ نہایت عمدہ فیصلہ فرمانے والے
فِیْ اُمُوْرٍ عِظَام — فَعَلَیْکَ السَّلَام
(اُمت کے) اہم امور میں — پس آپ پر سلام ہو

یَا کَرِیْمَ الْکِرَام — یَا عَظِیْمَ الْعِظَام
اے شرفاء (عرب) کے شریف ترین — اے عظماء کے عظیم ترین
اَنْتَ سِلْکُ النِّظَام — لِلْمَعَالِی الْعِظَام
آپ ایک پروئی ہوئی لڑی ہیں — اہلِ عظمت کے بُلند درجات کی

اَنْتَ شَمْسُ الضُّحٰی — اَنْتَ بَدْرُ الدُّجٰی
آپ چڑھتے دن کے آفتاب ہیں — آپ چودھویں کی رات کے چاند ہیں
وَجْہُ خَیْرِ الْوَرٰی — اَرِنِیْ فِی الْمَنَام
اے مخلوق کے خوبصورت ترین — مجھے خواب میں اپنے جلوہ سے سرفراز فرمائیے

یَا جَمِیْلَ الشِّیَم — یَا جَلِیْلَ الْکَرَم
اے پیکرِ عاداتِ شریفہ — اے والا شان سخاوت والے
یَا عَظِیْمَ الْھِمَم — اِھْدِنِیْ فِی الظَّلَام
اے مہمات کے سر کرنے میں برتر — مجھے اندھیروں میں راستہ دکھائیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ — وَعَلٰی مَنْ لَدَیْکَ
آپ پر سلامِ اختصاص ہو — اور اُن پر بھی جو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں
یَا مَلَاذِیْ اِلَیْکَ — اَنَا عَبْدٌ غُلَام
اے (وہ) کہ میرا مرجع آپ ہی ہیں — میں تو (آپ کا) ادنیٰ غلام ہوں

فی نعت الحبیب محمّد المُصطفٰی صَلّی اللّٰہُ عَلیہِ وسلّم

تعریف وتوصیفِ نبی محمد مصطفٰی ﷺ میں

اِنَّ الْھَوٰی شَرَکُ الرَّدٰی — وَاَسِیْرُہٗ لَا یُفْتَدٰی
بے شک عشق موت کی گھات (پھندہ) ہے — اور اُس کے گرفتار کا خوں بہا بھی نہیں

دَآءُ الْمَحَبَّۃِ وَالْھَوٰی — لَا یُرْتَجٰی مِنْہُ الشِّفَا
عشق و محبت کی بیماری وہ بیماری ہے — کہ اس سے شفا کی اُمید نہیں کی جاسکتی

یَسْمُو عَلٰی نَارِ اللَّظٰی — وَاَحَرُّ نَیْرَانِ الْھَوٰی
دہکتی ہوئی آگ سے بھی زیادہ — عشق کا دہکتا ہوا شعلہ زار ہے

اِنَّ الْمَنِیَّۃَ بُغْیَتِیْ — اِنْ کَانَ فِیْ مَوْتِی الرِّضٰی
بے شک موت ہی میرا مُدّعاء دلی ہے — اگر میری موت ہی میں اُن کی رضاجوئی ہو

دَعْنِیْ اَمُتْ یَاعَاذِلِیْ — لَا عَیْشَ اِنْ عَزَّ الِّلقَا
مجھے مرجانے دے اے میرے ناصح — ہجر بھی کوئی زندگی ہے

کَمْ اَصْطَلٰی نَارَ الْبِعَاد — حَتّٰی مَتٰی وَاِلٰی مَتٰی
کب تک دوری (ہجر) کی آگ میں جلتا رہوں — کہاں تک اور کب تک

کَیْفَ الْمَزَارُ وَ بَیْنَنَا — بَحْرٌ عَظِیْمٌ وَالْغَلَا
ملاقات ہو بھی تو کیسے کہ ہمارے درمیان — (ہجر کا) ایک وسیع و عریض سمندر حائل ہے

یَـا رَحْـمَةً لِـلْـعٰـلَـمِـیْـنَ	مِـنِّـیْ اِلَیْکَ الْـمُـشْـتَـکـٰـی
اے رحمتِ عالم (سارے جہان کے لئے رحمت)	میری جانب سے آپ کی بارگاہ میں ایک گزارش ہے
یَـا سَـیِّـدِیْ یَـا مُـصْـطَـفٰـی	یَـاخَـیْـرَ مَـنْ تَـحْـتَ الـسَّـمَـا
اے میرے آقا ! اے مصطفیٰ (لقب)	کائنات میں سب سے افضل
خَیْـرُ الْـخَـلَائِـقِ کُـلِّـهِـمْ	رَبُّ الْـمَـحَـامِـدِ وَالْـعُـلٰـی
ساری مخلوقات میں سب سے اعلیٰ	اوصافِ حمیدہ اور بلند درجوں کے پروان چڑھانے والے
اَنْـتَ الـرَّفِـیْـعُ لِـوَآؤُہٗ	سُـلْـطَـانُ جَـمْـعِ الْاَنْـبِـیَـا
آپ ہی کا جھنڈا (بروزِ قیامت) بلند رہے گا	سارے ہی انبیاء کے سلطانِ (مہتم بالشان)
بَـحْـرٌ خِـضَـمٌّ طَـافِـحٌ	جُـوْدُ الْـیَـدَیْـنِ والْـعَـطَـا
ایک موج مارتا ہوا سمندرِ عظیم (جود و سخا کا)	دونوں ہاتھوں سے سخاوت کرنے والے اور عطا فرمانے والے
بَـدْرٌ مُـنِـیْـرٌ وَجْـهُـهٗ	فَـبِـهِ الـظَّـلَامُ قَـدِانْـجَـلٰـی
حضور کا چہرہ بدرِ کامل ہے	جس سے ظلمتیں کافور ہوجاتی ہیں

مِـثْـلُ الـنَّـبِـیِّ مُـحَـمَّـدٍ
(مثل) طرح کی محمدؐ نبی

مَـنْ فِـی الْـوَرٰی مَنْ فِی الْوَرٰی
کوئی ہے کوئی ہے ساری مخلوق میں

اَیضًا

جَدَّالھَویٰ وَالْجَویٰ وَالسُّقْمُ وَالْاَلَمُ
عشق نے ، کرب نے ، بیماریٔ محبت اور دردِ دل نے زور پکڑا

وَالْغَمُّ عَمَّ و حَبْلُ الصَّبْرِ یَنْفَصِمُ
غم کثیر ہوگیا اور صبر کی رسّی (قوتِ برداشت) ٹوٹ رہی ہے

اَلْجِسْمُ فِیْہِ ضَنًی وَالْقَلْبُ فِیْہِ ھَویً
جسم میں لاغری اور دل میں مرضِ عشق متمکن ہے

وَالصَّدْرُ فِیْہِ جَوًی وَالنَّارُ تَضْطَرِمُ
سینہ میں سوزشِ عشق ہے اور محبت کی آگ دہک رہی ہے

حُبًّا لِاَحْمَدَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
احمدؐ (مجتبیٰ) کی محبت میں جو مخلوق کے افضل ترین ہیں

اَلْمُصْطَفٰی الْمُجْتَبٰی طَابَتْ لَہُ الشِّیَمُ
جو مصطفیٰ و مجتبیٰ لقب ہیں جن پر خوش خصالی نازاں ہے

اَللّٰہُ عَاصِمُہٗ جِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ
اللہ آپ کا حافظِ حقیقی اور جبرئیلؑ آپ کے خادمِ خاص ہیں

دَانَتْ لَہُ الرُّسُلُ الْاَمْجَادُ وَالْاُمَمُ
(بروزِ قیامت) سارے اولوالعزم پیغمبر اور اُمتیں آپ کے نزدیک رہیں گی

اَلشَّمْسُ غُرَّتُہٗ وَاللَّيْلُ طُرَّتُہٗ

آپ کا چہرۂ انور آفتاب اور آپ کی زلفیں سیاہ رات ہیں

تَبْدُوْ نُجُوْمُ اللَّيَالِی حِيْنَ يَبْتَسِمُ

اور جب آپ تبسم فرمائیں دانت رات کے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں

غَوْثٌ غِيَاثٌ وَغَيْثُ الْمُكْرَمَاتِ بِہٖ

(آپ) فریادرس، بروقت مددگار اور بارشِ رحمت و کرم ہیں جن سے

يَسْتَشْفِعُ الْعُرْبُ عِنْدَاللّٰہِ وَالْعَجَمُ

شفاعت کے طلبگار ہیں عند اللہ اہلِ عرب اہلِ و عجم سبھی

اَلظَّبْیُ لَاذَبِہٖ وَالْجِذْعُ حَنَّ لَہٗ

ہرن نے آپ کی پناہ لی اور ستونِ حنّانہ آپ کی محبت میں رو پڑا

فَكَيْفَ حَالُ مُحِبٍّ شَفَّہُ السَّقَمُ

پھر کیا حال ہو اُس چاہنے والے کا جس کو عشق نے نحیف و ناتوان کردیا ہو

يَارَاقِيًا فَوْقَ هَامِ الْعَرْشِ مُنْتَعِلًا

اے تشریف لے جانے والے عرشِ اعلیٰ پر نعلین سمیت

بِعِزَّةٍ عَجَزَتْ عَنْ نَيْلِهَا الْهِمَمُ

بہ عزتِ تمام جس کے حصول میں کئی ہمتیں پست ہوگئیں

مِنْ نُوْرِ وَجْهِكَ اَنْوَارُ الْهُدٰی انْتَشَرَتْ

آپ کے چہرہ کے نور سے انوارِ ہدایت نشر ہوتے ہیں

بِہٖ تَقَوَّضَ لَيْلُ الْكُفْرِ وَالظُّلَمُ

جس سے کفر و شرک کی تاریکیاں ٹوٹ جاتی ہیں

ظَلَّتْ لِهَیْبَتِکَ الْاَعْنَاقُ خَاضِعَۃً
آپ کے رعب و جلال کے آگے گردنیں جھک جاتی ہیں

بِحَدِّ دِیْنِکَ حَدُّ الشِّرْکِ یَنْثَلِمُ
آپ کی شریعت کے آگے شرک و کفر کے قوانین ٹوٹ جاتے ہیں

وَجُوْدُ کَفِّکَ بَحْرٌ غَابَ سَاحِلُہٗ
اور آپ کا دستِ سخا ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں

اَمْوَاجُہٗ کَالْجِبَالِ الشُّمِّ تَلْتَطِمُ
جس کی موجیں اونچے پہاڑوں کی طرح جوش مار رہی ہیں

اَدْرِکْ حُشَاشَۃَ عَبْدٍ ذَلَّ لَیْسَ لَہٗ
خبر لیجئے (اپنے) حقیر غلامِ جاں بہ لب کی جس کے لئے نہیں ہے

سِوَی جَنَابِکَ یَا مَوْلَایَ مُعْتَصَمُ
سوائے آپ کی بارگاہ کے اے میرے آقا کوئی اور مقامِ تمسک و عقیدت

لَئِنْ یَئِسْتُ بِعِصْیَانِی الَّذِیْ کَسَبَتْ
اگر میں اپنے اُن گناہوں کے سبب مایوس ہوجاؤں جن کو کمایا ہے

یَدَایَ لَنْ یُّوْئِسُنِیْ لُطْفُکَ الْعَمَمُ
میرے ہاتھوں نے۔ ہرگز مجھے مایوس نہیں کرسکتا آپ کا لطف و کرمِ عام

صَلّٰی عَلَیْکَ اِلٰہُ الْعَرْشِ ثُمَّ عَلٰی
آپ پر درود بھیجے خدائے عرشِ اعلیٰ پھر آپ کے

اٰلٍ وَصَحْبٍ اِلٰی اَنْ دَامَتِ الدِّیَمُ
آل واصحاب پر جب تک بارشِ رحمت کا سلسلہ چلتا رہے (یعنی تا قیامت)

اَیضًا

فَاض دَمعی بِلَبَّتِیْ وَنِجَادِیْ وَجَوَی الحُبُّ فِی خِلَالِ فُوْادِیْ
میرے آنسو بہہ کر (پہنچے) میرے سینہ اور سینہ کے نیچے تک اور محبت نے دہکا دیا میرے دل کے رگ و ریشہ کو

صَعُبَتْ عِلَّتِیْ وَ عَزَّ شِفَائِیْ وَتَمَادَتْ کَآبَتِی بِالْبِعَادِ
میری مرض شدید ہوگیا اور شفا کی اُمید باقی نہیں رہی اور میری بدحالی ہجر سے اور بھی شدید ہوگئی

فَرُقَادِیْ وَسُلْوَتِی فِی انْتِقَاصٍ وَاضْطِرَابِیْ وَشِدَّتِی فِیْ ازْدِیَادِ
میری نیند اور میرا چین جاتا رہا اور میرا اضطراب اور مرض کی شدت اور بڑھ گئی

مَامُرَادِیْ مِنَ الرُّقَادِ سِوَا اَنْ اَجْتَلِیْ وَجْهَ سَیِّدِیْ فِی الرُّقَادِ
میری مُراد نیند (سونے) سے صرف یہی ہے کہ نیند (خواب) میں حضور کے چہرۂ انور کا دیدار کرلوں

مُصْطَفٰی مُجْتَبٰی کَرِیْمٌ شَفِیْقٌ وَشَفِیْعُ الْاَنَامِ یَوْمَ التَّنَادِ
(جو) مصطفیٰ مجتبیٰ مہربان اور شفیق ہیں اور مخلوق کے شافع ہیں (نداؤں کے دن) بروز قیامت

وَسِرَاجُ الظَّلَامِ بَدْرٌ مُنِیْرٌ وَاِمَامُ الْاَنَامِ هَادِی الْعِبَادِ
(حسن میں) اندھیری راتوں کے چراغ اور بدر منیر ہیں اور مخلوق کے پیشوا اور بندوں کے رہبر ہیں

یَاحَبِیْبَ الْاِلٰهِ یَا بَاهِرَ الْمَجْدِ کَرِیْمَ الْاٰبَاءِ وَالْاَجْدَادِ
اے اللہ کے حبیب (شرف) بزرگی میں سب سے افضل (اور شرف نسب میں) آباؤ اجداد کے اعتبار کرتے اشرف ہیں

حُبُّکَ الدِّیْنُ بُغْضُکَ الْکُفْرُ حَتْمًا فِیْ کَلَامِ الْاِلٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ
آپ سے محبت (عینِ) دین اور آپ سے بغض کفرِ محض ہے کلام اللہ (قرآن) میں بقول بندوں کا رب کے

فَلَئِنْ فُزْتُ مِنْ شِفَاعَتِکَ الْعُظْمٰی بِفَضْلٍ فَذَاکَ اَقْصٰی مُرَادِیْ
اگر میں بخش دیا جاؤں آپ کی شفاعتِ کُبریٰ سے تو یقیناً یہ تو میری دِلی آرزو ہوگی

ایضًا

صَلاۃٌ وَّتَسْبِیْحٌ وَّ اَزْکَی التَّحِیَّۃِ
درود مزیّن بہ تسبیحِ خدا منفرد (مُزکّی) سلامِ تحیت کے ساتھ

عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ شَمْسِ الْحَقِیْقَۃِ
مخلوق کے افضل ترین پر جو آفتابِ حقیقت مآب ہیں

نَبِیٌّ نَبِیْہٌ شَافِعٌ وَّ مُشَفَّعٌ
نبی ، صاحبِ عزت وشرف شفاعت فرمانے والے اور مقبول الشفاعت ہیں

اِمَامٌ ھُمَامٌ مَلْجَاٌ لِلْبَرِیَّۃِ
پیشواءِ قوم ، عالی ہمت ، مخلوق کے محافظ و نگہبان ہیں

فَمَنْ دَانَ دِیْنَ الْمُصْطَفٰی فَازَ فِی الْوَرٰی
جس نے بھی دینِ مصطفٰی کو اختیار کیا جہاں بھر میں (کامیاب) سُرخرو ہوگیا

وَمَنْ حَادَ عَنْہُ کَانَ غَرْقَ الْمُصِیْبَۃِ
اور جو اس سے ہٹ گیا مصیبت میں مبتلاء ہوگیا

اَمِیْنٌ لِّوَحْیِ اللّٰہِ لِلدِّیْنِ حَافِظٌ
دیانتداری سے وحی پہنچانے والے اور دین کے محافظ ہیں

وَھَادِیْ عِبَادِاللّٰہِ حَامِیْ الْحَقِیْقَۃِ
اللہ کے بندوں کو ہدایت دینے والے اور سچائی کی حمایت فرمانے والے ہیں

وَسَیْفٌ لِّقَتْلِ الظَّالِمِیْنَ غَضْنَفَرٌ
ظالموں کے قتل میں تلوارِ قاطع (اور میدانِ جنگ میں) شیر کی طرح بہادر

وَجُلْمُوْدُ صَخْرٍ عِنْدَ کُلِّ کَرِیْھَۃِ
گھمسان کی لڑائی میں چٹان کی طرح جم کر لڑنے والے ہیں

اَغِثْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا سَیِّدَ الْوَرٰی
(میری) مدد فرمایئے اے اللہ کے رسول اے ساری مخلوق کے آقائے نامدار

فَاِنِّیْ فَقِیْرٌ عَاجِزٌ بِبَلِیَّۃٍ
بے شک میں محتاج ہوں اور آزمائشوں سے عاجز آ گیا ہوں

عَظِیْمُ الْعَطَایَا لِلْبَرَایَا وَصَادِقٌ
زبردست داود دہش والے مخلوق کے لئے اور صادق (القول) ہیں

حَبِیْبُ اِلٰہِ الْعَالَمِیْنَ بِعَظْمَۃٍ
خدائے جہاں کے حبیب (محبوب) ہیں اپنی تمام تر عظمت کے ساتھ

وَیَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ یَا سَیِّدَ الرُّسُلْ
اے اللہ کی مخلوق کے بہترین اور اے سارے رسولوں میں سب سے افضل

فَاِنِّیْ فَقِیْرٌ عَاجِزٌ فِی الْبَرِیَۃِ
بے شک میں ہی محتاج اور ساری مخلوق میں مجبور ترین ہوں

جَمِیْلُ الْمُحَیَّا صَاحِبُ الْمَجْدِ وَالْعُلٰی
پُرکشش چہرے والے صاحبِ مجد و علا (بزرگ و برتر و اعلیٰ)

عَظِیْمُ عِبَادِ اللّٰہِ تَحْتَ الْاِرَادَۃِ
مخلوق کے برگزیدہ اور تحتِ حکمِ خدا ہر حال میں

فَاَنْتَ بِفَضْلِ اللّٰہِ سَیِّدُ الرُّسُلْ
بے شک آپ اللہ کے فضل ہی سے سردارِ انبیاء ہیں

وَنَحْنُ بِفَضْلٍ مِّنْکَ مِنْ خَیْرِ اُمَّۃٍ
اور ہم آپ ہی کی فضیلت سے بہترین اُمت ہیں

جَـوَادٌ کَـرِیْـمٌ طَـاهِـرٌ وَّ مُـطَـهَّـرٌ

صاحبِ جود و سخا ہیں طاہر (پاکیزہ) اور مُطہر (معصوم) ہیں

رَؤُفٌ رَّحِیْـمٌ قَـدْ خُـلِـقْـتَ بِـرَحْـمَةٍ

بے انتہاء درگزر فرمانے والے بڑے مہربان جن کا خمیر خلطِ رحمت سے گوندھا گیا

جَـوَادٌ کَـرِیْـمٌ شَـافِـعٌ وَّ مُشَـفَّـعٌ

صاحبِ جود وسخا (مخلوق کی) شفاعت کرنے والے اور مقبول الشفاعت

وَ اَنْـتَ بِـفَـضْـلِ اللّٰـهِ قَـاسِـمُ رَحْـمَةٍ

اور آپ اللہ ہی کے فضل سے اللہ کی رحمت کے تقسیم فرمانے والے ہیں

عَـلِیْـمٌ عَـظِیْـمٌ لِـلْـخَـلَائِـقِ عِـزَّةً

باخبر ، عالی مرتبت اور مخلوق کا طرّہ امتیاز

وَدِیْـنُ الـنَّـبِـیِّ وَاضِـحٌ لِـلْـبَـرِیَّـةِ

اور دینِ اسلام مخلوق کے لئے ایک واضح پیام ہے

فَـمَـنْ شَـاءَ فَـلْـیُـؤْمِـنْ وَمَـنْ شَـاءَ فَلْیَـکْفُرْ

پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر اُڑا رہے (بقول قرآن)

فَـدِیْـنُ الـنَّـبِیِّ ظَـاهِـرٌ فِـی الْـحَـقِـیْـقَـةِ

کیونکہ دین اسلام ایک کھلی حقیقت ہے

شُـجَـاعٌ غَیُـوْرٌ دَافِعُ الظُّلْمِ وَالْجَفَا

(آپ) بہادر ہیں، خوددار ہیں، ظلم و ستم کو دفع فرمانے والے ہیں

وَلِـلْـکُفْرِ مَاحٍ ذُوالْفَقَارِ الْکَرِیْهَةِ

اور کفر کے مٹانے والے، شدید جنگ میں ذوالفقار قاطع ہیں

["ذوالفقار" حضرت علیؓ کی تلوار جو اپنی قیامت خیز قاطع صلاحیت کے لئے مشہور تھی]

فِی السُّؤَالِ الٰی جناب سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ

بارگاہِ رسول ﷺ میں درخواست (گزارش)

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَاخَیْرَ مَنْ تَحْتَ السَّمَاء
اے اللہ کے رسول اے زیرِ آسماں ساری مخلوق کے افضل ترین
نَجِّنَا یَوْمَ الْجَزا مِنْ عَذَابِ وَالْبَلَاء
ہم کو اپنی سفارش سے بچایئے قیامت کے دن (دوزخ) کے عذاب اور پرسش و آزمائش سے

اَنْتَ لِلْوَحْیِ اَمِیْن عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
آپ وحی خدا کے امین (امانتدار) ہیں اللہ رب العلمین کے پاس
صَاحِبُ الدِّیْنِ الْمَتِیْنِ سَیِّدُ لِلْاَنْبِیَاء
دین متین (مضبوط دین) کے حامل ہیں انبیاء کے سردار ہیں

جُوْدُہٗ عَمَّ الْبِلَاد نُوْرُہٗ اَھْلُ الرَّشَاد
جن کی سخاوت سارے شہروں میں عام ہے جن کا نور نورِ ہدایت ہے
شَافِعٌ یَوْمَ التَّنَاد لِلْبَرَایَا کُلِّھَا
(نداؤں کے دن) قیامت کے دن کے شافع ہیں ساری ہی خلقت (مخلوق) کے

صَاحِبُ الْفَضْلِ الْجَلِیْ   مَعْدِنُ السِّرِ الْخَفِیْ
کھلے فضل کے حامل   اللہ کے (سربستہ) رازوں کی کان ہیں

مَنْبَعُ الْعِزِّ الْعَلِیْ   وَاِمَامُ الْاَصْفِیَاء
بلند بام عزت کے سرچشمہ   اور اصفیا (پاکیزوں) کے پیشوا (امام) ہیں

اِنَّنِیْ عَبْدُ الْقَدِیْر
بے شک میں عبدالقدیر ہی (آپ سے گزارش کناں) ہوں

فِی الْبَلَایَا کَالْاَسِیْر
(کہ) میں آزمائشوں میں (گویا کہ) گرفتار ہوں

اَنْتَ عَنْ حَالِیْ خَبِیْر
اور (یقیناً) آپ میرے حال سے باخبر ہیں

رَحْمَةً یَا مُصْطَفٰیؐ
مجھ پر رحمت کی ایک نظر ہو اے مصطفیٰؐ لقب

فِیْ مَدْحِ غَوْثِ الْوَرٰی رَضِی اللّٰہُ عنہٗ

مدحِ غوثِ اعظمؓ میں

اِنْ سِرْتَ یَا اَھْلَ الْوَفَا مِنْ بَیْنِ ھَاتِیْکَ الرُّبٰی

اگر تیرا گزر ہو اے وفا کیش (عشق و محبت) میرے مونس و ہمدم) (بغداد کے ریگزار میں) اُن ٹیلوں کے درمیان (سے)

بَلِّغْ تَحِیَّاتِ الرِّضٰی مِنِّی اِلٰی غَوْثِ الْوَرٰی

پہنچا دینا میرا دلی سلامِ تحیت وشوق میری جانب سے بارگاہِ غوث الوریٰ میں

قُلْ حَرَّقَتْنِیْ زَفْرَتِیْ وَجَرَتْ بِنَحْرِیْ عَبْرَتِیْ

عرض کرنا (آپ سے) میری محبت کے شعلوں نے مجھے جلا ڈالا ہے اور میرے آنسو بہہ کر میرے گلے تک آ پہنچے ہیں

مِنْ بُعْدِ تِلْکَ الْحَضْرَۃِ یَا ابْنَ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی

آپ کی چوکھٹ (آستاں) سے دُوری کے سبب اے آلِ نبی مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مُتَزَائِدٌ اَحْزَانُہٗ مُتَبَاعِدٌ سُلْوَانُہٗ

اس کے (آپ کے غلام کے) غم شدید ہوگئے ہیں اور اُس کی راحت اُس سے بہت دُور ہوگئی ہے یعنی اُس کا (دلاسہ، تسلّی، غم فراموشی) (اُس کا چین حرام ہوگیا ہے)

مُتَھَدِّمٌ اَرْکَانُہٗ مُتَنَاقِصٌ مِنْہُ الْقُوٰی

اُس کا جسم مفلوج ہوگیا ہے جس سے قُویٰ مضمحل ہوگئے ہیں

وَکَاَنَّمَا جَمْرُ الْغَضَا بَیْنَ الْاَضَالِعِ وَالْحَشَا

اور گویا غضا لکڑی کی (دیر تک) سُلگی ہوئی رہنے والی آگ پسلیوں اور احشا میں سُلگی ہوئی ہو

شَوْقًا اِلٰی ذَاکَ الْحِمٰی، یَا شَیْخَ جَمْعِ الْاَوْلِیَا

عشق میں اس سوزش سے اے سارے اولیاء کے شیخ (سردار، اِمام)

عَبْدٌ تَکَدَّرَبَا لُہٗ وَتَغَیَّرَتْ اَحْوَالُہٗ

ایک ایسا غلام ہوں جس کا حال بُرا ہوگیا ہو اور اس کے حالات خراب ہوگئے ہوں

وَ تَعَسَّرَتْ اٰمَالُہٗ وَتَوَقَّدَتْ نَارُا لْھَوٰی

اور اُس کی اُمیدیں منقبض ہوگئی ہوں اور عشق کی آگ ہنوز دہک رہی ہو

وَتَکَاثَرَتْ اٰلامُہٗ وَتَوَاتَرَتْ اَسْقَامُہٗ

اور جس کے غم و اندوہ کثیر ہوگئے ہوں اور اُس کے مزاج کی ناسازیاں متواتر ہوگئی ہوں

عِنْدَ اللَّھَاۃِ حِمَامُہٗ اَدْرِکْ حُشَاشَۃَ مُبْتَلٰی

اور اُس کی جان لہاۃِ حلق تک آ پہنچی ہو (حضور) خبرلیں اپنے مُبتلا (عاشق) کی جانکنی کی

اَیضًا

اَلا اِنَّ قَلْبِیْ فِیْ قُیُوْدِ الْھَوٰی عَانِ
جان لو کہ میرا دل عشق کی زنجیروں میں تکلیف زدہ (جکڑا ہوا) ہے

وَلَوْعَۃُ وَجْدٍ قَدْ اَضَرَّتْ بِجُثْمَانِیْ
اور بیماریٔ عشق نے میرے سینہ کو مجروح کردیا ہے

وَعَیْنِیَ تَجْرِیْ بِالدُّمُوْعِ صَبَابَۃً
اور میری آنکھ بہتی (بہاتی) ہے آنسو زار و قطار

وَاَحْشَاۤئ مَلْاٰئٰی مِنْ تَوَقُّدِ نِیْرَانٖ
اور میرے دل و جگر شعلوں کی لپیٹ میں جھلس رہے ہیں

وَلِیْ زَفَرَاتٌ قَدْ عَلَتْ ذُرْوَۃَ السَّمَا
(اور میرے) بعض ایسے بھی شعلے ہیں جو آسمان کی بلندیوں کو چھوتے ہیں

بِھَجْرِ جَمِیْلِ الْخَلْقِ وَالْخُلُقِ ذِی الشَّانٖ
ہجر سے ایک خوبصورت ذی اخلاق اور ذیشان کے

جَمِیْلُ الْمُحَیَّا وَالسَّجَایَا وَقُدْوَۃُ
پُرکشش چہرہ والے متصف بہ اوصافِ حمیدہ و نمونۂ اخلاق

بَرَایَا حَبِیْبُ اللّٰہِ صَفْوَۃُ رَحْمَانٖ
مخلوق کے ۔ اللہ کے حبیب خدائے رحمان کے سچّے دوست

غِیَاثٌ وَغَوْثٌ لِلْاَنَامِ وَاَمْنُھُمْ
بروقت مددگار فریادرس عوام الناس کے اور اُن کا امن و چین

اِمَامُ الْوَرٰی شَمْسُ الْھُدٰی فَخْرُ عَدْنَانٖ
مخلوق کے پیشوا ہدایت کے آفتاب سرزمین عدنان کے لائق فخر (فرزند)

لَـــهٗ قَـدَمٌ تَـعْـلُـوْ الـــرُّؤُسَ وَعِـــزَّةٌ

آپ کا قدمِ مبارک گردنوں کو جھکا دیتا ہے اور ایسی عزت کا حامل ہے

لَهَــا تَـنْـحَـنِیْ اَعْـنَـاقُ جِـنٍّ وَ اِنْـسَـان

جو جن و اِنس دونوں ہی کی گردنوں کو جھکا دیتی ہے

بِـاَلْفِ تُبَـاعُ الْبَیْضُ مِـنْـهُ وَفَـرْخُـهٗ

ایک ہزار میں بکتا ہے آپ کا انڈا اور آپ کا چوزہ تو

عَــلَا قَـدْرُهٗ مِـنْ اَنْ یُّسَـامَ بِـاَثْـمَـان

اس کی قدر و قیمت کئی گنا زیادہ ہے جس پر بیچا جائے (یعنی لاقیمت ہے)

لَـوِانْـكَـشَـفَـتْ بِـالشَّـرْقِ عَـوْرَـةُ خَـادِمٍ

اگر مشرق میں اُن کے خادم کی بے ستری ہو (رُسوائی ہو)

وَبِــالْـغَـرْبِ مَـوْلَانَــا لَـغَـطّٰی بِـغُـفْـرَان

تو مغرب میں رہ کر بھی ہمارے آقا اُس کی ستر پوشی فرما دیتے ہیں

وَلَا بَـــأْسَ اِنْ كَـــانَـتْ فِـعَـالِیْ قَـبِـیْـحَةً

کوئی مضایقہ نہیں اگر میرے اعمال قبیح ہوں (بُرے ہوں)

فَـــاِنَّ مُــرَادِیْ جَـیِّـدٌ اَهْـلُ اِحْـسَـــان

بے شک میری مُراد کمالِ اہلِ سخاوت و احسان سے ہے

اَغِـثْ یَـا صَـفِـیَّ اللّٰـهِ یَـا عَـبْـدَ قَـادِرٍ

میری مدد فرمایئے اے اللہ کے پاک باطن بندے عبدالقادر

فَـاِنِّـیْ اَسِـیْـرٌ فِـیْ سَـــلَاسِلِ عِـصْـیَـانِیْ

بے شک میں جکڑا ہوا ہوں میرے گناہوں (نافرمانیوں) کی زنجیروں میں

اَغِثْ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ یَا ابْنَ مُحَمَّدٍ
میری مدد فرمایئے اے اللہ کے دوست اے ابنِ (آلِ) محمد

شَفِیْعِ الْوَرٰی فِی یَوْمِ فَوْزٍ وَّ حِرْمَانٖ
مخلوق کے شافع کامیابی اور ناکامی کے دن (روزِ قیامت)

فَکُنْ مَوْئِلِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَزَیْغِھَا
پس مجھے نجات عنایت فرمایئے میرے نفس کے شر اور اس کی نافرمانیوں سے

وَ کُنْ لِیْ حِرْزًا مِنْ مَّکَائِدِ الشَّیْطَانٖ
اور میرے نگہبان رہیئے شیطان کی فریب کاریوں سے

عَلَیْکَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثُمَّ سَلَامُہٗ
آپ پر اللہ کا درود اور سلام ہو

اِلٰی اَنْ تَشَذَّی الزَّھْرُ فِیْ رَوْضِ بُسْتَانٖ
جب تک پھول باغوں (چمن زاروں) میں مہکتے رہیں

فِیْ مَدْحِ غَوْثِ الْوَرٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

تعریف وتوصیفِ غوثِ اعظم میں اللہ اُن سے راضی ہو

سَیِّدُ الْاَوْلِیَا عَلَیْکَ سَلَامِیْ
(اے) ولیوں کے سردار آپ پر میرا سلام ہو
اَنْتَ نُوْرُ الْعُلٰی وَ غَوْثُ الْاَنَامِ
آپ بلندیوں (آسمانوں) کے نور اور مخلوق کے فریادرس ہیں

اَنْتَ نُوْرُ الْھُدٰی اِمَامٌ ھُمَامٌ
آپ ہدایت کے نور (اور) پیشواءِ عظیم ہیں
اَنْتَ کَھْفُ الْوَرٰی کَرِیْمُ الْکِرَامِ
آپ مخلوق کے محافظ ونگہبان ، اشرف الشرفاء ہیں

اَنْتَ یَا سَیِّدِیْ لِعَیْنَیَّ نُوْرٌ
اے میرا آقا آپ میری آنکھوں کا نور ہیں
وَمُرَادِیْ وَ مَقْصَدِیْ وَمَرَامِیْ
میری مُرادِ دلی میری زندگی کا مقصد اور میری منزلِ حیات ہیں

یَا حَبِیْبِیْ حَبِیْبَ رَبِّ الْعِبَادِ
اے میرے حبیب آپ ساری مخلوق ہی کے حبیب ہیں
اَنْتَ بَیْنَ الْوَرٰی کَبَدْرِ التَّمَامِ
اور مخلوق کے جھرمٹ میں چودھویں کا چاند ہیں

اَنْتَ سُلْطَانُنَا وَقُطْبٌ جَلِیْلٌ
آپ ہمارے حاکم اور قطب الاقطاب ہیں
وَاَمَانُ الزَّمَانِ وَالْاِسْلَامِ
اور غوثِ زماں (وقت) اور غوثِ اسلام ہیں

اَنْتَ بَحْرُ السَّخَاءِ وَالْجُوْدِ حَقًّا
آپ بحرِ جود و سخا ہیں قطعاً
سَیِّدِیْ جُرْعَۃً لِھٰذَا الْغُلَامِ
اے میرے آقا ایک گھونٹ اس غلام کو بھی (عنایت ہو)

اَنْتَ لِلْعَاشِقِیْنَ رَاحَۃُ رُوْحٍ
آپ عاشقوں کی روح کی راحت ہیں
اَنْتَ حَامِی الْحُمَاۃِ لِلْخُدَّامِ
اور اپنے خادموں کے عظیم ترین حامی ہیں

ضَاقَ صَدْرِیْ وَقَلَّ صَبْرِیْ وَمَالِیْ
میرا سینہ گھٹ گیا میرا صبر جاتا رہا اور میرا مال صَرف ہوگیا
مِنْ ھُجُوْمِ الْبَلَاءِ وَالْاٰلَامِ
عشق کی ان پے در پے آزمائشوں اور تکلیفوں کے سبب

کَمْ اُقَاسِی الْبِعَادَ یَا نُوْرَ عَیْنِیْ	اَرِنِیْ الْوَجْہَ مَرَّۃً فِی الْمَنَام
کب تک بھگتوں (ہجر کی) دوریوں کو اے میرے نورِ نظر	ایک بار ہی سہی خواب ہی میں جلوہ افروز ہو جائیے
یَا غِیَاثَ الْاَنَامِ اَدْرِکْ لِعَبْدِکْ	وَالْبَلَایَا مُحِیْطَۃٌ کَالْغَمَام
اے سبھی انسانوں کے مددگار اپنے غلام کی بھی خبر لیجئے	اس حال میں کہ آفتیں (مجھ پر) بادلوں کی طرح محیط ہوگئی ہیں
اَنَا عَبْدُ الْقَدِیْرِ مَالِیْ مَلَاذٌ	غَیْرُ غَوْثِ الْوَرٰی عَظِیْمِ الْعِظَام
میں عبدالقدیر ہوں جس کا کوئی مرجع پناہ نہیں	سوائے غوث الورٰی کے جو عظیم ترین ہیں
یَا حَبِیْبَ الْاِلٰہِ لُطْفًا بِحَالِیْ	اِنَّنِیْ مُبْتَلٰی بِظُلْمِ اللِّئَام
اے اللہ کے حبیب ایک نظرِ التفات میرے حال پر بھی	کیونکہ میں مبتلا ہوں رکیک لوگوں کے ظلم وستم میں
اَنْتَ لِلْمُسْلِمِیْنَ فَتْحٌ وَنَصْرٌ	وَعَلَی الْکَافِرِیْنَ مِثْلُ الْحُسَام
آپ ہی تو مسلمانوں کی فتح و نصرتِ تمام ہیں	اور کافروں کے لئے قاطع تلوار کی طرح ہیں
کَاشِفٌ لِلْکُرُوْبِ وَالْمُشْکِلَاتِ	اَنْتَ لِلْمُسْلِمِیْنَ عِزٌّ وَحَامِیْ
ہٹا دینے والے پریشانیوں اور مشکلات کو	آپ ہی تو مسلمانوں کی عزت اور اُن کے حامی ہیں

اِھْدِنِیْ سَیِّدِیْ طَرِیْقًا قَوِیْمًا

مجھے چلایئے اے میرے آقا پختہ (بے نقص) راستہ

وَقِنِیْ مِنْ مَزَلَّۃِ الْاَقْدَام

اور مجھے بچایئے لغزشِ پا سے (راستہ تمام)

وَفِیْ مَدْحِه (رضی اللّٰه عنه) ایضاً

(غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی ہی کی تعریف میں)

اِبْنُ النَّبِیِّ الطَّاهِرِ
پاکیزہ نبی کی آل

بَحْرُ النَّوَالِ الْوَافِرِ
سخاوت کے بھرپور سمندر

بَدْرُ الْجَمَالِ الزَّاهِرِ
خوبصورتی کے دمکتے ہوئے بدرِ کامل

سُلْطَانُ عَبْدُ الْقَادِرِ
شاہ عبدالقادر ہیں

هُوَ مَنْبَعُ الْاَسْرَارِ
وہ سرچشمۂ اسرار ہیں

هُوَ مَطْلَعُ الْاَنْوَارِ
وہ مطلع انوار ہیں

هُوَ نُخْبَةُ الْاَخْیَارِ
وہ خیر الاخیار ہیں

سُلْطَانُ عَبْدُ الْقَادِرِ
شاہ عبدالقادر ہیں

هُــوَ سَیِّــدُ الْاَشْــرَافِ
وہ اشرف الاشراف ہیں
هُــوَ مَــعْـدِنُ الْاَلْـطَــافِ
وہ عنایتوں کی کان ہیں
هُــوَ کَــامِــلُ الْاَوْصَــافِ
وہ خصائلِ شریفہ میں کامل ہیں
سُـلْـطَــانُ عَبْـدُ الْـقَـادِرِ
شاہ عبدالقادر ہیں

نَـجْـمُ الْعُلُوْمِ الْــفَـاخِـرَة
علومِ فاخرہ کے درخشاں ستارہ
بَـدْرُ الْـمَــعَــالِی الْبَـاهِـرَة
درجات عالیہ کے بدرِ کامل ہیں
شَـمْـسُ الشُّـمُـوْسِ الظَّاهِـرَة
طلوع ہونے والے آفتابوں کے آفتاب
سُـلْـطَــانُ عَبْـدُ الْـقَـادِرِ
شاہ عبدالقادر ہیں

مَـنْ لِـلْـفَـقِیْـرِ الْـحَــائِـرِ
کون ہے اس فقیر حیران و پریشاں کا
عَبْـدِ الْـقَـدِیْــرِ الْقَـادِرِیْ
عبدالقدیر قادری کا
غَیْــرُ الْإِمَــامِ الـطَّــاهِــرِ
سوائے امام طاہر
سُـلْـطَــانُ عَبْـدُ الْـقَـادِرِ
شاہ عبدالقادر کے

فِیْ مَدْحِ السَّیِّد اَحْمَدَ الْکَبِیْرِ الرِّفَاعِی رحمة اللہ علیہ

سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں

سَیِّدِیْ یَا اَحْمَدَ الْمَوْلٰی الْکَبِیْر — اَنْتَ بَیْنَ الْاَوْلِیَا بَدْرٌ مُّنِیْر

اے میرے محترم آقا احمد کبیر (رفاعی) — آپ اولیاء کے درمیان ایک روشن بدرِ کامل ہیں

سَیِّدُ السَّادَاتِ قَوْمٌ مَاجِدٌ — ظَاهِرُ الْاٰیَاتِ ذُوْعِزٍّ خَطِیْر

سیدالسادات ہیں بزرگانِ دین میں — کھلی کرامتوں والے بڑے ہی معزز

فَوْقَ بَخْتِ الْعِزِّ اَنْتَ الْقَاعِدُ — اَنْتَ فِیْ جَوِّ الْکَمَالَاتِ تَطِیْر

مسندِ عزت پر آپ رونق افروز ہیں — آپ آسمانِ کمالات میں پرواز فرما رہے ہیں

مَجْدُکَ الْبَاذِخ یَرْقٰی فِی السَّمَا — فَضْلُکَ الْبَاهِرُ فِی الدُّنْیَا شَهِیْر

آپ کی سینہ تانی ہوئی بزرگی آسمانوں کو چھو رہی ہے — اور آپ کی عظیم فضیلت کا دنیا میں شہرہ ہے

نَظْرَةً یَا سَیِّدِیْ یَا مَوْئِلِی

ایک نظرِ عنایت میرے آقا اے میرے مرجع

حَاضِرٌ مُسْتَجْدِیًا عَبْدُالْقَدِیْر

عبدالقدیر حاضر ہے اور عطا کا طلبگار ہے

فِی الْحُبِّ

اَلا اَبْلِغَا عَنِّیْ اُهَیْلَ مَوَدَّتِیْ — بِاَنِّیْ صَرِیْعُ الْحُبِّ حَیٌّ کَمَیِّتِ

اے میرے ہمدمو! میرے پیارے چاہنے والوں تک میرا یہ پیغام پہنچادو — کہ میں عشق کے دوروں کا مریض ہوں زندہ ہوں مگر گویا کہ مردہ ہوں

رَثٰی قَلْبُ اَعْدَآئِیْ بِعَظْمِ بَلِیَّتِیْ — فَهَلَّا رَثٰی لِیْ قَلْبُ اَهْلِ مَوَدَّتِیْ

میرے دشمنوں کے دل میری بدحالی کی شدت سے رو پڑے — کُجا کہ میرے چاہنے والوں کے دلوں پر کیا گزری ہوگی

فَاِنْ تَکُ قَلْسَاءَ تْکُمْ بَعْضُ شِیْمَتِیْ — فَاِنِّیْ حَدِیْثٌ فِیْ طَرِیْقِ الْمَحَبَّۃِ

ہوسکتا ہے کہ تم کو میری بعض باتیں بُری معلوم ہوں (پسند نہ آئیں) — بات یہ ہے کہ میں راہِ محبت میں بالکل نیا نیا ہوں

اَطُوْفُ بِاَنْحَاءِ الْمَدِیْنَۃِ هَائِمًا — کَاَنِّیْ غَرِیْبٌ فِیْ مَقَامِ اِقَامَتِیْ

شہر کے نواح میں مارا مارا پھرتا ہوں — گویا کہ اپنے ہی شہر میں ایک اجنبی ہوں

اُقَلِّبُ طَرْفِیْ فِی الْجَوَانِبِ کُلِّهَا — لَعَلِّیْ اَرٰی فِیْ وِجْهَۃٍ وَجْهَ بُغْیَتِیْ

اپنی نظر ہر طرف دوڑاتا ہوں — شاید کہ کسی جانب وہ چہرہ (میرے محبوب کا) نظر آجائے

اَبِیْتُ بِلَیْلِیْ سَاهِرًا فَاقِدَ الْکَرٰی — وَاَقْضِیْ نَهَارِیْ فِیْ اضْطِرَابٍ وَّ شِدَّۃٍ

اپنی رات بِتاتا ہوں جاگتے ہوئے بغیر سوئے کے — اور اپنا دن گزارتا ہوں اضطراب و بے قراری میں

یَقُوْلُ خَلِیُّ الْبَالِ مَالَکَ هَائِمًا
بے فکرے مجھ سے پوچھتے ہیں مارے مارے کیوں پھر رہے ہو

فَقُلْتُ لِاَنِّیْ لَسْتُ اَمْلِکُ خِیْرَتِیْ
تو میں کہتا ہوں بات یہ ہے کہ میں اپنا اختیار کھو چکا ہوں

یَقُوْلُوْنَ اَضْنَتْکَ الْمَحَبَّۃُ فَاصْطَبِرْ
لوگ کہتے ہیں محبت نے تجھے نحیف و ناتوان کردیا ہے صبر کر

فَقُلْتُ اِذَا کَانَ اصْطِبَارِیْ بِقُدْرَتِیْ
تو میں کہتا ہوں بشرطیکہ صبر پر میرا اختیار ہوتا

یَقُوْلُوْنَ لِیْ حَتّٰی مَتٰی رِقَّۃُ الْهَوٰی
لوگ مجھ سے کہتے ہیں کب تک عشق کا عذاب بھگتو گے

فَقُلْتُ اِلٰی اَنْ یَّقْضِیَ اللّٰہُ عِیْشَتِیْ
تو میں کہتا ہوں یہاں تک کہ خدا میری زندگی کو تمام کردے

اَسِیْرُ الْهَوٰی حِلْفُ الْجَوٰی دَائِمُ الْفَنٰی
اسیرِ محبت ، وفا شعارِ عشق دائم بہ اندیشۂ ہلاکت

فَهَلْ مُبْلِغٌ عَنِّیْ اِلَیْهِمْ بِقِصَّتِیْ
کوئی ہے جو میرے خبر گیروں تک میرا یہ پیغام پہنچادے

لَقَدْذَابَ جِسْمِیْ فِیْ فِرَاقِکُمْ جَوًی
بے شک میرا جسم تحلیل ہو چکا آپ کے فراقِ محبت و عشق میں

فَهَلْ عَطْفَۃٌ مِنْکُمْ لِتَبْقٰی بَقِیَّتِیْ
پس کیا آپ کی ایک نظرِ عنایت جو کچھ بچ گیا ہے اُس کو جلا دے سکتی ہے

وَفِی الْحُبِّ ایضاً

لَا تَلُمْنِیْ یَا عَذُوْلُ
مجھے ملامت مت کر اے بہت ملامت کرنے والے
ذَاکَ حُبٌّ لَا یَزُوْلُ
یہ محبت ہے جو (نصیحتوں سے) زائل نہیں ہوتی

قَدْ سَرٰی الْحُبُّ بِجِسْمِیْ
بے شک محبت میرے جسم کی نس نس میں چرگئی ہے
فَهْوَ کَالرُّوْحِ یَجُوْلُ
اور روح کی طرح دوڑ رہی ہے

اِنَّ لِیْ دَمْعًا قَؤُلًا
بے شک میرے آنسو میرا حال خوب بیان کرنے والے
وَلِسَانًا لَا یَقُوْلُ
اور میری زبان ساکت و صامت ہے

فِیْ الْهَوٰی لِیْ شَاهِدَانِ
اس محبت پر میرے دو گواہ ہیں
دَمْعُ عَیْنِیْ وَالنُّحُوْلُ
میرے آنسو اور میری لاغری (دُبلاپن)

قَدْ تَسَلَّی الْمُغْرَمُوْنَ
یقیناً دوسرے عاشق تو تسلّی پاگئے
وَغَرَامِیْ لَا یَزُوْلُ
اور میرا عشق ہے کہ کم ہوتا ہی نہیں

حَالَتِ الْاَحْوَالُ لٰکِنْ
(دوسروں کے) بُرے حالات تو بہتری سے بدل چکے
سُوْءُ حَالِیْ لَا یَحُوْلُ
مگر میرا بُرا حال (بدستور قائم ہے) بدلتا ہی نہیں

لَا تَسَلْ حَالَ الْبِعَادِ
(اے ہمدم) میری مجبوریوں کے بارے میں کچھ مت پوچھ
قِصَّةُ الْهَجْرِ تَطُوْلُ
یہ ہجر کی داستان بہت طویل ہوجائے گی

اَیْضًا

يَــا قَــاتِــلِىْ بِــالــدَّلَالِ فِــدَاکَ نَــفْسِــىْ وَمَــالِــى
اے میرے قتل کرنے والے مجھ پر الزام محبت لگا کر تجھ پر میری جان اور میرا مال قربان

ذَابَــتْ حُشَــاشَةُ نَفْسِىْ فِــى الْـحُــبِّ وَالْجِسْمُ بَــالِ
میں جاں بلب ہوگیا ہوں محبت میں اور میرا جسم گل گیا ہے

مُــتْ لَــوْعَةً وَحَــرِيْــقًــا فَــالْـوَصْلُ صَــحْبُ الْمَنَالِ
مر بھی جا عشق کی آگ میں جل کر کیونکہ وصل تو خوش قسمتوں کو نصیب ہوتا ہے

شَــارَفْــتُ فِــى الْهَجْرِ مَوْتِــىْ يَــا طُــوْلَ تِــلْکَ الــلَّيَــالِىْ
میں نے ہجر (دوری) میں موت کو بڑھاوا دے دیا ہائے اُن راتوں کی طوالت (بھی کیا طوالت تھی)

يَــا لَــوْعَةَ الْقَــلْــبِ دُوْمِــىْ فَــاَنْــتِ اَشْــرَفُ مَــالِــىْ
اے میرے مرضِ عشق تو سلامت رہ کہ تو ہی میرا پاکیزہ سرمایہ ہے

اَمُــوْتُ فِــى الْـحُــبِّ وَجْدًا وَالْـمَــوْتُ فِــيْــهِ حَــلَالِىْ
میں محبت میں حالتِ عشق میں مر رہا ہوں اور ایسی موت اس میں میرے لئے حلال ہے

لَــقَــدْ تَشَــرَّفَ سَــمْــعِىْ مِــنْ طِــيْــبِ ذَاکَ الْــمَقَــالِ
بے شک میری سماعت نے عزت پائی ہے اُس کی (محبوب کی) پیاری باتیں سننے کی

مَــاخُــنْــتُ فِــى الْـحُــبِّ شَيْئًا لَا تَــضْــرِمَــنَّ حِــبَــالِــىْ
میں نے محبت میں کسی قسم کی خیانت نہیں کی (اے میرے محبوب) مجھے اپنی قید سے آزاد مت کر

وَلِــى الْــوَلِــىُّ وَعَــادَى الْــــعَــدِىْ وَحُــوِّلَ حَــالِــىْ
دوستوں نے دوستی دکھائی اور دشمنوں نے دشمنی کی اور میرا حال دگرگوں (کبھی کچھ کبھی کچھ) رہا

اَیْضًا

نَظَرَتْ فَهَيَّجَتِ الْهَوٰى وَغَرَامَهَا
اُس نے مجھے دیکھا اور عشق و محبت میں ہیجان برپا کردیا

وَرَمَتْ بِنَا ظِرَةٍ اِلَیَّ سِهَا مَهَا
اور مجھ پر اپنی نظر کے تیر مجھے دیکھتے ہوئے برسائے

اَیْنَ الْمَوَاعِيْدُ الَّتِیْ اَوْثَقْتِهَا
کہاں ہے وہ وعدے اے میرے محبوب جن کو تو نے پکا کیا تھا

بِاَبِیْکِ هَلَّا رُمْتِ لِیْ اِتْمَامَهَا
تیرے باپ کی قسم کبھی تو نے انھیں پورا بھی کیا

جَرَتِ الدُّمُوْعُ مِنَ الْعُيُوْنِ كَاَنَّهَا
آنسو آنکھوں سے اس طرح رواں ہیں جیسے

عِقْدُ اللَّآلِیْ قَدْ سَلَكْتِ نِظَامَهَا
موتیوں کا ہار ہو جن کو تو ڈھلکا رہی ہو

اَیْنَ الْجَبَانُ مِنَ الْهَوٰى وَغِمَارِهٖ
کہاں ہے خوف کھانے والا محبت اور اس کے لے ڈوبنے سے

غَمَرَاتُ وُدٍّ عَامَهَا مَنْ عَامَهَا
عشق کی صعوبتیں اسی پر آسان ہیں جو اُن کو آسان سمجھے

ذَهَبَ الرُّقَادُ مَعَ الَّذِيْنَ اُحِبُّهُمْ
(میری) نیند تو اُنھیں کے ساتھ چلی گئی جن کو میں یاد کرکے روتا ہوں

وَاَتَتْ لَيَالٍ مَّا اَشَدَّ ظَلَامَهَا
اور اب تو ایسی راتیں آگئی ہیں جن کی تاریکیاں شدید ترین ہیں

الصفحه

فی مدح ملک الدکن

التهانی

مخاطبا للقوم

قَصِیدہ فی مدح سُلطانِ الْعُلُوم ملکِ الدَّکن عثمان علی خان

قصیدہ سُلطان العلوم شاہِ دکن عثمان علی خاں کی شان میں

یَا مَنْ حَبَاکَ اللّٰہُ کَنْزَ فَخَارِ — بِفَضَائِلٍ وَمَکَارِمٍ وَنِجَارِ
اے وہ جس کو خدا نے عنایت فرمایا افتخار کا خزانہ — فضیلتوں بڑائیوں اور خاندانی شرافت کے ساتھ ساتھ

حُزْتَ الْمَعَالِیَ وَالْمَحَامِدَ وَالْعُلٰی — وَالْمَجْدَ وَالْفَضْلَ بِفَضْلِ الْبَارِیْ
حاصل کرلئے تو نے اعلیٰ درجات توصیفات و سر بلندی — بڑائی اور فضیلت خالق کائنات کے فضل سے

عُثْمَانْ عَلِی خَان فِی السِّیَاسَۃ ضَیْغَمٌ — رَبُّ الْیَرَاعِ وَصَاحِبُ الْبَتَّارِ
عثمان علی خاں فن سیاست کے شیر ہیں — قلم (علم) پرور اور صاحبِ سیف قاطع (جنگجو) ہیں

عُثْمَانْ عَلِی خَان کَنْزُ کُلِّ فَضِیْلَۃٍ — بَحْرُ السَّخَاءِ یَجُوْدُ فِی الْاَقْطَارِ
عثمان علی خاں خزینۂ کمالات ہیں — سخاوت کے سمندر، عالم میں سخاوت میں ممتاز ہیں

بَیْنَ الْمُلُوْکِ بِطِیْبِ ذِکْرٍ فِیْ الْوَرٰی — سُلْطَانُنَا کَالْوَرْدِ فِیْ الْاَزْھَارِ
بادشاہوں کے درمیان ساری مخلوق میں مذکور بہ ذکرِ خیر — ہمارے بادشاہ پھولوں میں گلاب کی طرح ممتاز ہیں

جَارُوْا وَمَارُوْا فِی اقْتِنَاءِ مَحَامِدٍ — فَسَبَقْتَھُمْ فِی ذٰلِکَ الْمِضْمَارِ
وہ سارے بادشاہ لڑے بھی جھگڑے بھی نیک ناموں کے لئے — لیکن آپ سبقت لے گئے اُن سب سے اس گھوڑ دوڑ میں

تَحْمِیْ حِمٰی دِیْنٍ وَّعِلْمٍ جَاھِدًا — وَتُجِدُّ مَادَرَسَتْ مِنَ الْاٰثَارِ
آپ دین اور علم کی حمایت میں پوری طرح سرگرم ہیں — اور منہدم عمارتوں کی تعمیرِ نو فرما رہے ہیں

اَجْرَیْتَ جَامِعَۃَ الْعُلُوْمِ بِمُلْکِنَا — وَالْعِلْمُ کَانَ عَلٰی شَفِیْرٍ ھَارِ
آپ نے جاری کی (بنائی) عثمانیہ یونیورسٹی ہمارے ملک میں — جب کہ علم کی عمارت منہدم ہونے ہی کو تھی

وَنَشَرْتَ فِيْهَا مِنْ مَعَارِف جَمَّةٍ　　وَعُلُوْمِ فَلْسَفَةٍ لِنَفْعٍ سَارِ
اور اس میں نشونما کی علوم و فنونِ کثیر کی　　اور علومِ فلسفہ کی فیض جاری کے لئے

وَاَعَنْتَهَا بِمَدَارِسٍ شَرْقِيَّةٍ　　لِيَعُمَّ نَفْعُ الْعِلْمِ فِى الْاَقْطَارِ
اور آپ نے اعانت کی مدارسِ مشرقیہ (ایشیائی) کی　　تاکہ علم ساری دنیا کو فائدہ پہنچائے

فِىْ كُلِّ فَنٍّ قَدْ جَمَعْتَ مُعَلِّمًا　　يَسْمُوْ عَلَى الْاَقْرَانِ فِى الْاَمْصَارِ
ہر فن میں آپ نے ایسے باکمال اساتذہ جمع کئے　　جو صدیوں عالم کے شہروں میں شہرۂ آفاق رہیں

كَمْ خَابَ مَنْ شَامَ الْبُرُوْقَ لَوَامِعًا　　مَاخَابَ رَاجِىْ صَوْبِكَ الْمِدْرَارِ
کتنے ہی بارش کی آس میں چمکتی ہوئی بجلیوں سے مایوس رہے　　مگر آپ کا متوقع آپ کی لگاتار بارشِ سخاوت سے مایوس نہیں ہوا

حَيَّاكَ رَبُّكَ فِىْ فَخَارٍ دَائِمٍ　　وَعِدَاكَ عُلَاكَ بِذِلَّةٍ وَ صَغَارِ
اللہ تجھ کو سلامت رکھے دائمی افتخار کے ساتھ　　اور تیری سربلندی تیرے دشمنوں کو دائمی ذلت و خواری دے

حَتّٰى تُبَدَّلَ بِدْلَةٌ مِنْ بِدْلَةٍ　　بَدَّلْتَ اَعْصَارًا مِنَ الْاَعْصَارِ
یہاں تک کہ ہر پرانا نئے سے بدل جائے　　اور تو قدیم زمانوں کو جدید سے بدل دے

حَتّٰى تَجُوْدَ الْغَادِيَاتُ هَوَاطِلًا　　جَادَتْ يَدَاكَ بِنَائِلٍ مِدْرَارِ
یہاں تک کہ سویرے کی لگاتار جھڑی بن کر　　تیرے دونوں ہاتھ سخاوت کی موسلادھار بارش برسائیں

دَامَ النِّظَامُ يُظِلُّنَا وَيُظِلُّهُ　　خَيْرُ الْخَلَائِقِ سَيِّدُ الْاَبْرَارِ
نظامِ دولت آصفیہ ہم پر سایہ فگن رہیں اور اُن پر سایہ فگن رہیں　　مخلوق کے بہترین سیدالابرار (محمد ﷺ)

وفیه

یَا حَبَّذَا عُثْمَانْ عَلِیْ　　　یَا مَرْحَبَا عُثْمَان عَلِیْ
اے لائقِ تعریف و توصیف شاہ عثمان علی خاں　　　اے خوشا تشریف آوری تو بہ ایوان سلطنت عثمان علی خاں

بِمَکَارِمٍ وَ مَحَامِدٍ　　　حَازَ الْعُلٰی عُثْمَان عَلِیْ
اپنے اعلیٰ کاموں اور اوصاف حمیدہ کے ساتھ　　　بڑے درجات تک پہنچ پائے (فائز ہوئے) عثمان علی خاں

یَسْقِی الْبَرَا یَا کُلَّهَا　　　جَوْدُ السَّخَا عُثْمَان عَلِیْ
سیراب کرتے ہیں ساری مخلوقِ خدا کو　　　اپنی بے بہا سخاوت سے عثمان علی خاں

فَتَّاکُ یَوْمِ کَرِیْهَةٍ　　　لَیْثُ الْوَغٰی عُثْمَان عَلِیْ
جم کر لڑنے والے گھسان جنگ کے دن کے　　　(میدانِ) جنگ کے شیر عثمان علی خاں

طَلَّاعُ طَوْدِ سِیَاسَةٍ　　　سَاسَ الْوَرٰی عُثْمَان عَلِیْ
مہتمِ امورِ سلطنت و ماہر سیاست　　　حاکمِ رعیت عثمان علی خاں

سُنَنُ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ　　　اَیَّدْتَّهَا عُثْمَان عَلِیْ
نبی کریمؐ کی سنتوں کا　　　(احیا کیا) مدد بہم پہنچائی عثمان علی خاں

فَاقَ الْمُلُوْکَ جَمِیْعَهَا　　　سُلْطَانُنَا عُثْمَان عَلِیْ
سارے ہی بادشاہوں پر فوقیت کے حامل ہیں　　　ہمارے شاہ عثمان علی خاں

کَالشَّمْسِ فِیْ کَبِدِ السَّمَا　　　اُبْقِیْتَ یَا عُثْمَان عَلِیْ
فضائے آسمانی میں سورج کی طرح　　　آپ سلامت رہیں عثمان علی خاں

دُمْ سَالِمًا رُمْ غَانِمًا
سلامت رہیں اور حصولِ مقاصد میں کامیاب بامُراد

عِشْ بِالْمُنٰی عُثْمَان عَلِیْ
جئیں اپنی تمام خواہشات کی تکمیل کے ساتھ آپ عثمان علی خاں

فِی الْاِحْتِفَالِ السَّنَوِیِّ فِیْ دَارِ الْعُلُوْمِ

جلسۂ سالانۂ دارالعلوم میں (سنائی گئی نظم)

هَبَّ رُوْحُ السُّرُوْرِ فِی الْاَقْطَارِ — وَصَفَا وَقْتُنَا عَنِ الْاَکْدَارِ
سارے عالم میں سُرور کی روح دوڑ گئی — اور ہمارا وقت تمام تفکرات سے پاک ہوگیا

وَبَدَا الْغَیْمُ فَوْقَ وَجْهِ سَمَاءٍ — دَامَ سَقْیًا بِدِیْمَةٍ مِدْرَارِ
آسمان پر بادل چھاگئے — اور موسلادھار بارش (نے ہمارا خیر مقدم کیا)

وَشَذَا الْوَرْقُ فِیْ غُصُوْنِ جِنَانٍ — وَجَرَتْ مِنْ رَوَائِحِ الْاَزْهَارِ
چمن میں پھول ڈالیوں میں کِھل گئے — اور پھولوں کی خوشبو مہک گئی

هَاتِ یَا صَاحِبِیْ زُجَاجَةَ خَمْرٍ — تَدْفَعُ الْهَمَّ مِنْ ذَوِی الْاَفْکَارِ
اے میرے ہمدم شراب کا پیالہ لا — جو متفکروں کو اُن کے سارے تفکرات سے بے نیاز کردے

اِنَّمَا بُغْیَتِیْ حُمَیَّا عُلُوْمٍ — حُزْتُ مِنْ دَارِ عِلْمِنَا خَیْرِ دَارِ
بے شک میری مُراد علم کی شراب سے ہے — اور میں اپنے اسی دارالعلوم سے جو بہترین ہے فائز ہوا

وَعُقَارِیَ الْعُلُوْمُ وَالْکَاسُ کُتُبٌ — وَدُرُوْسُ الْعُلُوْمِ دَوْرُ عُقَارِ
میری سُرخ (ارغوانی) شراب علوم اور کتابیں اس کے پیالے — اور ان کی تدریس دورِ شراب ہے

لَا کُمَیْتًا یُلْقِیْ شَرُوْبَ کُمَیْتٍ — وَسِبَاءً یَسْبِیْ عُقُوْلَ خِیَارِ
نہیں! بلکہ سُرخ شراب اپنے پیوٹ کو بھی سُرخ کرڈالتی ہے — اور شراب ڈھونے (بیچنے) والا شرفاء کی عقلوں کا سودا کرتا ہے

اَهْلُ فَنْجَابَ یَشْهَدُوْنَ لِدَارِ الْعِلْمِ اَنْ قَدْ سَمَتْ سَمَاءَ فَخَارِ
اہلِ پنجاب نے ملاحظہ کرلیا ہوگا کہ یہ دارالعلوم — بیشک افتخار میں آسمانوں کی بلندیوں کو چھورہا ہے

بَیْنَ دَارِ الْعُلُوْمِ وَالْبَیْتِ فَرْقٌ — لَیْسَ یَخْفٰی عَلٰی اُولِی الْاَبْصَارِ
مدرسہ اور گھر میں جو فرق ہے وہ (صرف دار اور بیت کا نہیں) — اہلِ نظر سے مخفی نہیں

طَالِبُوْدَارِ عِلْمِنَا بَرُزُوْا غَیْرَهُمُ فِی السِّبَاقِ فِی الْمِضْمَارِ
ہمارے دار العلوم کے طلّاب نے شکست دے دی ہے دوسروں کو (علمی) گھوڑ دوڑ کے اس میدان میں

کَیْفَ لَا وَالشُّیُوْخُ شَیْخٌ تَرِیْمٍ قُلْزُمُ الْعِلْمِ نُخْبَةُ الْاَخْیَارِ
کیوں نہیں جب کہ نامور اساتذہ متواضع اور خدا ترس ہوں علم کے (ٹھاٹیں مارتے) سمندر اور فخرِ شرافت ہوں

وَخِضَمُّ الْعُلُوْمِ مِنْ اَرْضِ کَاغَانَ فَرِیْدُ الدُّهُوْرِ وَالْاَعْصَارِ
اور زبردست سمندر ہیں علوم کے ارضِ خاقان (چین اور ترکستان کے بادشاہوں کا لقب) سے جو زمانہ میں منفرد حیثیت رکھتی ہے

وَفُحُوْلٌ تَضَلَّعُوْا بِعُلُوْمٍ وَفُنُوْنٍ اَتَوْا مِنَ الْاَمْصَارِ
اور ہونہار نوجوان جو لیس (آراستہ) ہیں علوم اور فنون سے اور دور دراز شہروں سے آئے ہیں

وَلُیُوْثٌ غُلْبٌ شِدَادٌ اَفَادُوْا وَاسْتَفَادُوْا الْعُلُوْمَ فِیْ ذِی الدِّیَارِ
اور (میدانِ علم کے) فاتح شیر ہیں جو دوسروں کو مستفید کرتے اور خود بھی مستفید ہوتے ہیں دوسرے شہروں کے علوم سے

دَامَ سُلْطَانُنَا النِّظَامُ بِمَجْدٍ وَعُلُوٍّ وَرِفْعَةٍ وَفَخَارِ
دائم سلامت رہیں ہمارے شاہ نظامِ آصفیہ مجدد علاء مرتبت اور افتخار کے ساتھ

اَرْغَمَ اللّٰهُ ذُوالْجَلَالِ اُنُوْفًا
خدائے ذوالجلال ناک نیچی کردے (اُن کے)

لِلْاَعَادِیْ بِذِلَّةٍ وَصَغَارِ
دشمنوں کی ذِلّت و خواری کے ساتھ

تَهْنِيةٌ فِى وِلَادةِ

مبارکباد حبیب مصطفیٰ کی ولادت پر

الْحَبِيْبِ الْمُصْطَفٰى

(نَجلِ الْاُسْتَاذِ الْحَبِيْبِ اَبِىْ بَكرِ بنْ شِهَابٍ)

فرزندِ اُستاد حبیب ابوبکر بن شہاب (حضرتؒ کے اُستادِ محترم)

لَاحَ نَجْمُ الْعُلٰى بِاُفُقِ السَّمَاءِ ۔۔۔ وَبَدَتْ شَمْسُ عِزَّةٍ قَعْسَاءِ
سعادت کا ستارہ اُفق پر چمکا ۔۔۔ اور آفتاب عزتِ دوام طلوع ہوا

وَشِهَابٌ بَدَا لِاٰلِ شِهَابٍ ۔۔۔ طَالِعٌ لَامِعٌ لِنَشْرِ الضِّيَاءِ
اور اولاد شہاب میں ایک اور شہاب رُونما ہوا ۔۔۔ پہلی رات کا چاند روشنی بکھیرنے کے لئے

بَاقَةُ الْمَكْرُمَاتِ وَالْفَضْلِ السُّؤْدَدِ ۔۔۔ وَالْمَجْدِ وَالثَّنَا وَالسَّنَاءِ
ظہور نیکیوں بڑائیوں اور شرافت کا ۔۔۔ اور بزرگی تعریف و توصیف و سربلندی کا

يَا وَلِيْدُ افْتَخِرْ بِمَا شِئْتَ فَضْلًا ۔۔۔ فَاِلٰى بَيْتِكَ انْتِهَآءُ الثَّنَاءِ
اے نومولود فخر کر جس قدر تو چاہے اپنی بڑائی پر ۔۔۔ کہ تعریف و توصیف تیرے گھر پر تمام ہوئی ہے

عِشْتَ يَا مُصْطَفٰى بِعِزٍّ عَزِيْزٍ ۔۔۔ وَالْاَخُ الْمُرْتَضٰى السَّنِيُّ انْتِمَاءِ
اے مصطفیٰ (نام) جیتا رہ عزتِ تمام کے ساتھ ۔۔۔ اور اے بڑے بھائی مرتضیٰ معزز تو بھی جیتا رہ

كُنْتُمَا فِىْ سَمَاءِ مَجْدٍ كَشَمْسَيْنِ وَكَالْفَرْقَدَيْنِ وَالْجَوْزَاءِ
تم دونوں آسمانِ شرف و عزت میں دو آفتابوں اور قطب ستاروں اور برجِ جوزاء کی طرح ہو

نَظَمَتْ فِكْرَتِىْ لَاٰلِىَ لَفْظٍ
میری فکرِ شعری نے الفاظ کے ایسے موتی پروئے ہیں

لَقِفَتْ مِنْ اَبِيْكُمَا ذِى الْعَلَاءِ
جن کا بہت کم وقفہ میں آپ کے والدِ ماجد سے استفادہ کیا ہے

قَالَ مُخَاطِبًا لِلْقَوْم

قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا

يَا حَافِظَ الدِّيْنِ الْمَتِيْن اِمْنَحْ لَنَا حُسْنَ الْيَقِيْن
اے مضبوط دین کے محافظ خدا ہم کو حُسنِ یقین عنایت فرما

بِجَاهِ اَحْمَدَ الْاَمِيْن اُرْزُقْ لَنَا الْفَتْحَ الْمُبِيْن
اور احمدِ امینؐ کی وجاہت کے طفیل ہم کو کھلی فتح عنایت فرما (یعنی کفر پر)

يَا اَكْرَمَ الْاِخْوَانِ يَا اَحْسَنَ الْخُلَّانِ
اے بزرگوار بھائیو! اے بہترین دوستو!

اٰبَاؤُكُمْ اَبْطَالٌ دَيْدَنُهُمْ قِتَالٌ
تمہارے باپ دادا پہلوان تھے اُن کا شعار اسلام کے لئے قتال تھا

مَقْصَدُ هُمْ جِهَادُ فَقَاتَلُوْا وَسَادُوْا
اور ان کا مقصد جہاد تھا پس انھوں نے قتال کیا اور شرف حاصل کیا

حَازُوا الْمَفَاخِرَ وَالْعُلٰى قَاسُوا الشَّدَائِدَ وَالْبَلَاءِ
افتخار اور بلند مرتبوں تک پہنچے اور تکلیفیں جھیلیں اور مصیبتیں برداشت کیں

اِنَّ الشُّجَاعَ لَايَخَافُ عَنِ الْقِتَالِ فِی الْقَصَافُ
بے شک بہادر ڈرتے نہیں جہاد سے جنگ کی گونج میں

اَلْهَرَبُ فِی الْقِتَالِ مِنْ عَادَةِ الْاَنْذَالِ
اور قتال میں منہ پھیر کر بھاگنا کم ظرفوں کی عادت ہے

اَمَامَكُمْ مَيْدَانُ وَخَلْفَهٗ جِنَانُ
تمہارے سامنے لڑائی کا میدان ہے اور اُس کے پیچھے جنت (تمہاری منتظر) ہے

فِيْهَا نَعِيْمٌ لَا يَزَالْ — رِضْوَانُ رَبِّیْ ذِی الْجَلَالْ

جس میں لازوال نعمتیں ہیں — اور خدائے ذوالجلال کی خوشنودی ہے

يَارَبَّنَا بِالْمُصْطَفٰیؐ — مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرٰی

اے ہمارے رب محمد مصطفیٰؐ — کے طفیل جو اشرف المخلوق ہیں

اِحْفَظْ اِلٰهِیْ عَنْ مِحَنْ — عُثْمَانَ سُلْطَانَ الدَّکَنْ

حفاظت فرما پریشانیوں سے خدایا — عثمان علی خان شاہِ دکن کی

بِجَاهِ غَوْثٍ اَعْظَمٍؒ — مَحْبُوْبِ رَبِّ الْعَالَمِ

غوث اعظمؒ کی وجاہت کے طفیل — جو محبوبِ رب العالمین ہیں

اُرْزُقْ لِاَعْظَم جَاهِنَا — عِزًّا عَظِيْمًا وَّالْهَنَا

ہمارے اعظم جاہ کو عنایت فرما — عزت و مسرّتِ عظیم

وَنَجْلِهٖ مُکَرَّمٍ — وَصِنْوِهٖ مُفَخَّمٍ

اور اُن کے صاحبزادہ مکرم جاہ — اور اُن کے بھائی مفخم جاہ کو

اِحْفَظْهُمَا يَا رَبَّنَا — بِحَقِّ کُلِّ الْاَوْلِيَا

دونوں کی حفاظت فرما خدایا (ہمارے رب) — سارے اولیاء کے طفیل

يَا اَيُّهَا الْاِخْوَانُ — يَا اَيُّهَا الشُّجْعَانُ

اے بھائیو! — اے بہادرو! (ہونہارو!)

فِيْکُمْ دَمُ الْاَحْرَارِ — تَجَنَّبُوْا مِنْ عَارٍ

تم میں شریفوں کا خون ہے — شرمندہ ہونے سے بچو!

لَاعِزَّ لِلْجَبَانِ — لَاذُلَّ لِلشُّجْعَانِ

بزدل کے لئے عزت نہیں — اور بہادر کے لئے ذِلّت نہیں

اِنَّ الشُّجَاعَ لَایَمُوْتُ وَلَا مُرَادُهٗ یَفُوْتُ
بے شک بہادر مرتا نہیں اور نہ اس کا مقصد فوت ہوتا ہے

لَا یَعْرِضَنَّکُمْ وَجَلْ لَا مَوْتَ مِنْ قَبْلِ الْاَجَلْ
تم کو خوف نہ روکے (کیونکہ) موت سے پہلے موت نہیں آتی

لَا خَیْرَ فِی الْحَیَاةِ فِی الذُّلِّ وَالْاٰفَاتِ
ایسی زندگی میں کوئی بھلائی نہیں جو ذِلّت اور پریشانیوں میں گزرے

اَلْحَیْدُ عَنْ قِتَالِ مِنْ شِیْمَةِ الْاَنْذَالِ
قتال (جہاد) سے گریز کم ظرفوں کی خصلت ہے

اَلْعِزُّ وَالْفَخَارُ یُرِیْدُهُ الْاَخْیَارُ
عزت و افتخار (کو) اچھے لوگ اپنا مقصدِ حیات بناتے ہیں

اِنَّ الْبَلَا فِیْهِ امْتِحَانْ یُکْرَمُ مَرْءٌ اَوْیُهَانْ
بیشک آزمائش ایک امتحان ہے (جس میں) انسان عزت پاتا ہے یا ذلیل ہوتا ہے

اَلصَّبْرُ فِی الْقِتَالِ مِنْ عَادَةِ الرِّجَالِ
قتال میں پامردی کا مظاہرہ بہادروں کا شیوہ ہے

اَلْخَوْف فِی الْمَصَائِبِ مِنْ اَعْظَمِ الْمَعَائِبِ
مصیبتوں میں خوف سب سے بڑا عیب ہے

اَلْمَوْتُ جِسْرُ الطَّالِبِ لِاَعْظَمِ الْمَاٰرِبِ
موت ایک پُل ہے حاصل کرنے والے کے لئے بڑے مقاصد کے

یَا حَبَّذَا یَامَرْحَبَا مَوْتٌ لِتَحْصِیْلِ الْعُلٰی
اے خوشا! اے مرحبا! بڑے درجات کے حصول کے لئے اگر موت آئے

یَـمُوْتُ مَرَّۃً کَرِیْم　　وَالْفَ مَـرَّۃٍ لَئِیْم
شریف ایک بار مرتا ہے　　اور خسیس (کم ظرف) ہزار بار (بارہا) مرتا ہے

فَقَارِنُوْا الْمَنَاکِبَا　　وَقَدِّمُوْا الْمَضَارِبَا
پس سینہ تانو! (اے ہونہارو!)　　اور مقابلہ کرنے کے لئے آگے آؤ

وَقَاتِلُوْا الْکُفَّارَ　　لَا تَرْحَمُوا الْاَشْرَارَا
کافروں سے مقاتلہ کرو　　اور شرپسندوں پر رحم مت کھاؤ

فَحَیَّھَلْ یَاصَاحِبِیْ　　لِاَفْضَلِ الْمَطَالِب
پس بہ عجلتِ تمام متوجہ ہوجا اے میرے دوست　　افضل ترین مقاصد کے حصول کے لئے

فِیْھَا رِضَی الرَّحْمٰنِ　　بِالْاَمْنِ وَالْاَمَانِ
اسی میں خدائے رحمٰن کی خوشنودی ہے　　امن اور امان کے ساتھ

قُرْبُ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی　　اَفْضَلُ مَنْ تَحْتَ السَّمَا
نبی مصطفٰیؐ کا قرب　　زیرِ سما (دنیا میں) سب سے افضل ہے

یَا رَبِّ ذَا الْاَفْضَالِ　　بِالْمُصْطَفٰی وَالْاٰلِ
اے فضیلتوں والے رب!　　مصطفٰیؐ اور آپ کی آل کے طفیل

اُرْزُقْ لَنَا الْفَتْحَ الْمُبِیْنْ
ہم کو کھلی (یقینی) فتح عنایت فرما

عَلَی الْاَعَادِیْ اَجْمَعِیْنَ
سارے ہی دشمنوں پر

(آمین)

KULLIYYAT
-E-
HASRAT

(A Collection of Poetry)

(Urdu, Hindi, Persian & Arabic)

Composed by

Bahr-ul-uloom Allama

Mohammed Abdul Quadeer Siddiqui Hasrat

Senior Professor and Head Department of Theology

Osmania University

Presentation

Mohammed Abbas Alambardar Siddiqui
Maqdoom Habiballah Siddiqui

Publishers

Hasrat Academy, Hyderabad - (Telangana)